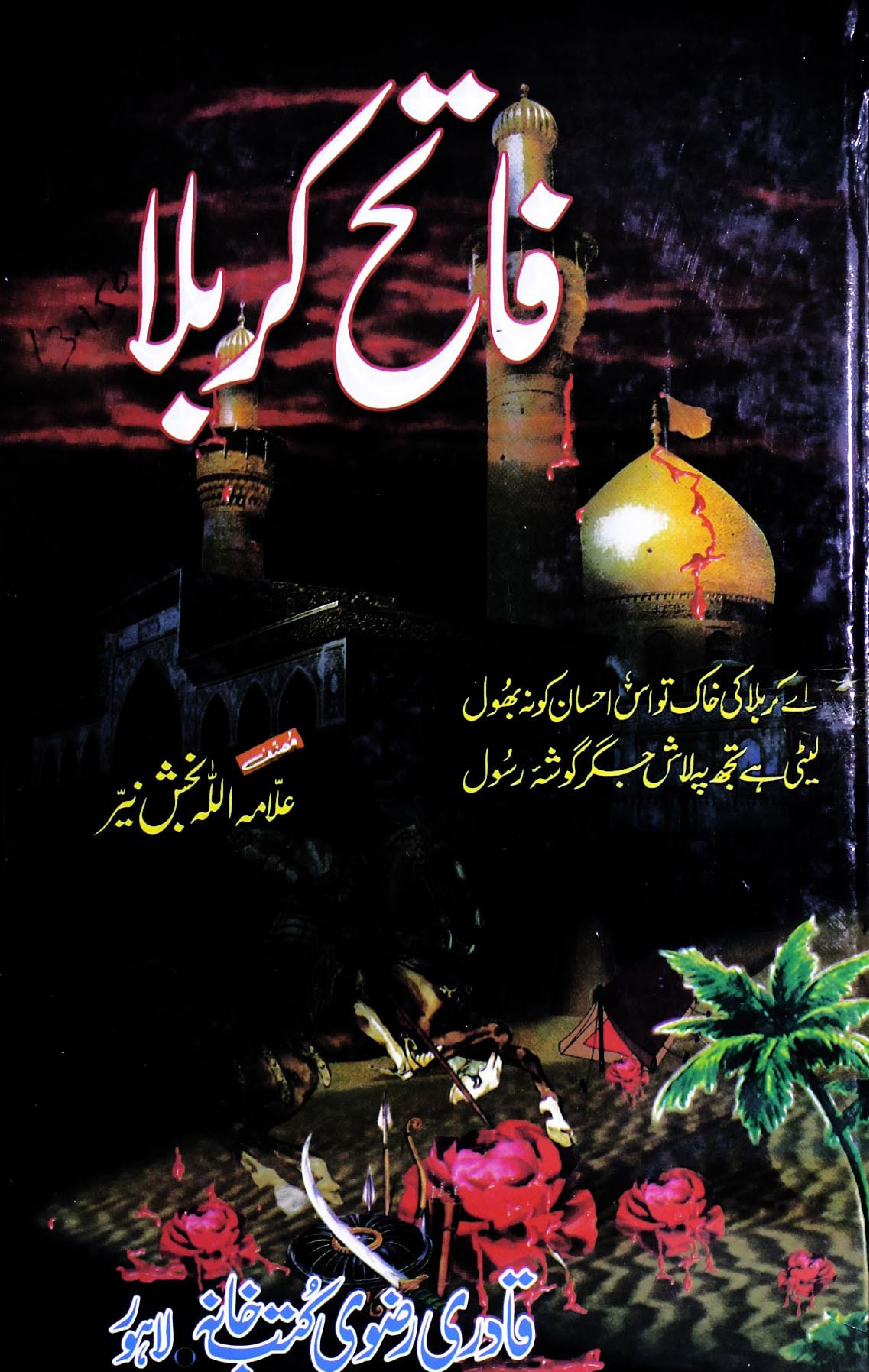

فاتح کربلا

اے کربلا کی خاک تو اس احسان کو نہ بھول
لپٹی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشہ رسول

مصنف
علامہ اللہ بخش نیّر

قادری رضوی کتب خانہ . لاہور

Marfat.com

اے کربلا کی خاک تو اس احسان کو نہ بھول
لپٹی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشۂ رسول

فاتح کربلا

مصنف

علامہ اللہ بخش نیر

ترتیب

فقیر سعید احمد کریمی

مکتبہ خانہ رضوی قادری لاہور

گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575

Marfat.com

﴾جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ﴿

نام کتاب	ـــــ	فاتح کربلا
مصنف	ـــــ	مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ بخش نیر
ترتیب و پیشکش	ـــــ	فقیر سعید احمد کریمی
نظر ثانی	ـــــ	صلاح الدین سعیدی
		(ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن، لاہور)
کمپوزنگ	ـــــ	صفدر صابر (کبیر والا ضلع خانیوال)
اشاعت اول	ـــــ	محرم الحرام 1428ھ
اشاعت دوم	ـــــ	محرم الحرام 1429ھ
اشاعت سوم	ـــــ	محرم الحرام 1431ھ
صفحات	ـــــ	336
زیر نگرانی	ـــــ	چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک	ـــــ	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	ـــــ	چوہدری عبدالمجید قادری
تعداد	ـــــ	1100
قیمت	ـــــ	225/- روپے

98372

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7?.13575, 0333-4383766

Marfat.com

رہنمائی

فلسفہ شہادت حسین علیہ السلام	12
شہادت کی دو قسمیں ہیں	14
فضائل حسنین از کلام الٰہی	24
یزید کی بطور خلیفہ تقرری پر اعتراض کا جواب	45
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تحقیق	48
جن صحابہ نے رخصت پر عمل کیا ان کے دلائل	50
سیدہ فاطمہ صغرا رضی اللہ عنہا کے بارے تین اقوال	61
مدینہ منورہ سے رحلت	68
شہادت مسلم	95
کربلا جانے والے اہل بیت کے افراد	115
امام پاک اور ابن سعد کی ملاقات	128
کربلا میں قیامت صغری	133
حالات میدان کربلا	138
امام کی آخری نماز	141
امام عالی مقام کے ساتھیوں کی شجاعت اور شہادت	143
فرزندان مولا مشکل کشا	148
عون ومحمد کی شہادت	153
شہادت حضرت عباس بن علی	155
شہادت سیدنا علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	159

Marfat.com

شہادت علی اصغر	165
شہادت تاجدار کربلا امام عالی مقام	167
امام پاک کی آخری وصیت	169
شہدائے کربلا کے اسمائے گرامی	186
مدفن سر اقدس	191
یزید کے حامیوں کا اعتراض	225
پہلا ماتم یزید کے گھر ہوا	228
اہل بیت کی مدینہ منورہ واپسی	229
امام زین العابدین کی حالت	234
مکہ مکرمہ پر حملہ	241
قاتلوں کا انجام	245
مختار کا دعویٰ نبوت	266
جزع فزع کی ممانعت بحوالہ کتب روافض	269
ڈوبتے کو تنکے کا سہارا	279
احادیث مبارکہ در ذم یزید	294
صحیح بخاری میں یزید کی مذمت میں احادیث	297
ابوہریرہ کی دعا یا اللہ دور یزید سے بچا	300
قرابت رسول کا پاس ولحاظ	304
امام سیوطی اور امام تفتازانی نے یزید پر لعنت کی	306
سب صحابہ یزید کے ظاہری و باطنی مخالف تھے	307
خواب میں منبر رسول پر بنی امیہ کے بندر	311
خود یزید کے بیٹے کی شہادت	316
حسین رضی اللہ عنہ کا اصل قاتل	318
امام اعظم کے نزدیک یزید پر لعنت جائز ہے	323
منظوم نذرانہ عقیدت	

Marfat.com

مُحرم الحرام اور اس کے تقاضے

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، اس کی پہلی تاریخ (شہادت حضرت امیر عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) اور دسویں تاریخ کو قربانی (یعنی واقع کربلا) ہے اور ذوالحج اسلامی سال کا آخری مہینہ ہے اِس کی دسویں تاریخ کو بھی قربانی ہے ہم مسلمانوں کا سال شروع بھی قربانی سے ہوتا ہے اور ختم بھی قربانی پر، ابتدا بھی قربانی اور انتہا بھی قربانی۔ شاعر مشرق، آواز فطرت حکیم امت علامہ اقبال فرماتے ہیں:

غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اُس کی حُسین، ابتدا ہے اسماعیل

محرم ہر سال دعوت عمل دیتا لیکن ہم ہر سال محرم میں بدعات وخرافات میں لگ جاتے ہیں اصل پیغام سے جان بوجھ کر روگردانی کرتے ہیں۔ محرم میں ماتم کرنا، تعزیہ، دُلدُل، نوحہ، اعزاداری، شور مچانا، علم سجانا، کالے کپڑے پہننا، ڈھولک بجانا، خواتین ونوجوان لڑکیوں کا بے پردہ ہوکر ماتمی جلوس میں شامل ہونا ناجائز اور حرام ہے۔ ہم اُسوہ حسین کو چھوڑ کر بدعات وخرافات میں کھو گئے ہیں۔ قرآن حکیم اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی ذرا سی پروا نہیں کرتے، فقط اپنے نفس کی پیروی میں مصروف عمل ہیں۔ ایک ڈرائیور سے دریافت کیا گیا کہ آپ سُنّی ہیں ماتم کی کیسٹ کیوں سنتے ہیں؟ کہنے لگے کہ ڈھولک سن سن کر طبیعت ایسی گندی ہوگئی ہے کہ بغیر شور کے مزا ہی نہیں آتا بلکہ نیند آنے لگتی ہے اس لیے ماتم کی کیسٹ سنتا ہوں۔

اسی طرح شیعوں سے دوتہائی سنی لوگ ماتمی جلوس میں شامل ہوتے ہیں، کراچی میں یہ جان کر انتہائی افسوس ہوا کہ سُنّی نوجوان ماتمی جلوس میں سبیل لگاتے ہیں، زخمیوں کا علاج کرتے ہیں، اپنے گھر میں علم سجاتے ہیں، عَلم پر مَنّت مانتے ہیں، تعزیہ نکالتے ہیں، مصنوعی کربلا بناتے ہیں اور سالانہ محرم کے دنوں میں

Marfat.com

زیارت کے لیے کھول دیتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

یہ ساری ناجائز رسوم ہیں اور شیعہ کے شعار ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اس سے کم از کم سنی حضرات پرہیز کریں اور قولاً وفعلاً سنی رہیں۔ خالص سنی ہونے کی اشد ضرورت ہے۔

ایک صاحب کو فقیر نے ماتم سے منع کیا تو کہنے لگے:

امام پاک نے اپنی جان اللہ کی راہ میں دے دی ہم سینے پر ہاتھ بھی نہیں ماریں۔

میں نے کہا:

اللہ تعالیٰ نے ماتم سے منع کیا ہے، صبر کا حکم دیا ہے ہمیں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح صبر کرنا چاہیے۔ ماتم، نوحہ اور اعزاداری ائمہ اہل بیت سے ثابت نہیں ہے۔ اگر ماتم جائز ہوتا تو سب سے پہلے حضرت امام زین العابدین مدینہ منورہ میں ہر سال مصنوعی کربلا بناتے، ماتمی جلوس نکالتے، مسجد سے بغاوت کر کے امام بارگاہ سجاتے، بانس کے ڈنڈے پر خوبصورت کپڑے کا جھنڈا چڑھا کر علم نصب فرماتے۔ نوحہ و اعزاداری کے لیے بلاتے، سیاہ لباس زیب تن فرماتے، تعزیہ اور تابوت بنانے کا اہتمام فرماتے۔

لیکن ایسا عمل اہل سنت اور اہل شیعت کی کسی مستند کتاب میں درج نہیں ہے۔ ایسا ثابت نہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے ان بدعات وخرافات کی کوئی اصل نہیں۔ یہ سارے پیٹ کے دھندے ہیں۔ ہمیں ان بدعات سے بچ کر سچا محب اہل بیت بننا چاہیے۔ یہ سب کچھ اگر درست ہوتا تو سب سے پہلے ان کی ابتداً ائمہ اہل بیت سے ہوتی۔

ایک صاحب کو منع کیا تو کہنے لگے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک جنگ اُحد میں شہید ہوا، حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں اپنا دانت شہید کرنے کا فیصلہ کیا لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ کون سا دانتِ مبارک شہید ہوا، اس لیے اپنے

Marfat.com

تمام دانت مبارک شہید کردیے۔ لیکن ہم ماتم بھی نہیں کریں۔

میں نے جواب میں عرض کیا:

بھائی صاحب! آپ صحیح فرما رہے ہیں لیکن خدارا میری بھی سنیے اور ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیجیے کہ حسین عالی مقام نے کربلا میں ماتم کیا تھا یا جان دے کر شہید ہوئے تھے؟ کہنے لگے شہید ہوئے تھے تو پھر اصولاً آپ کو بھی جان دینا چاہیے نہ کہ ماتم کرنا۔ آپ اپنی دلیل پر عمل نہیں کرتے۔

اصولاً جان کے بدلے جان، دانت کے بدلے دانت اور ماتم کے بدلے ماتم ہونا چاہیے۔

ایسی بے شمار بے تکی باتیں آپ کو بھی سننے کو ملتی ہوں گی۔

بے عملی اور بدکرداری سے نہ ہمیں اس دنیا میں فائدہ ہوگا اور نہ آخرت میں کوئی انعام ملے گا اگر کچھ حاصل کرنے کی خواہش ہے تو عمل کیجیے، نیکیوں کو اپنائیے، زندگی مختصر ہے کچھ کر کے دکھائیے، حسینیت کو اپنے کردار سے زندہ کیجیے۔ زبان پر حسین کا نام اور بدکرداری یزید والی، دوغلی پالیسی سے اپنے آپ کو دھوکے میں مت ڈالیے۔

سنی بھائیو! شیعہ سے بالکل دور رہیں ان کی تقریبات سے اپنے اہل خانہ کو مکمل طرح بچائیں۔ دیکھیے میل جول کی وجہ سے بہت ساری شیعہ بدعات سنیوں میں داخل ہوگئی ہیں۔ یہ تبھی ممکن ہوگا جب آپ ان سے بالکل دور رہیں گے۔

امام ضامن۔ سیدہ کا معجزہ۔

جیسے عمل سے بھی پرہیز کریں ان کی کوئی اصل نہیں ہے جھوٹی کہانیاں گھڑی گئی ہیں ان کے بدلے میں آپ محفل ذکر شریف، محفل نعت شریف، محفل میلاد شریف، ذکر حسین کو اپنائیے مصیبت میں نماز غوثیہ پڑھیے اور خیر و برکت کے لیے ہر ماہ گیارہویں شریف کی عادت ڈالیے۔

Marfat.com

ہوں گی آسان ساری تیری مشکلیں
صدق دل سے غوث کی کردے نیاز
اے ''جمیل'' قادری ہشیار باش
عمر بھر چھوٹے نہ یہ تجھ سے نیاز

علم و تعزیہ پر منت چڑھانے کا بائیکاٹ کریں، سیاہ پوشی سے پرہیز کریں، شامِ غریباں میں شرکت سے اپنے ایمان کو ضائع ہونے سے بچائیں اور ماتمی جلوس میں شرکت کر کے خدا کے عذاب کو دعوت نہ دیں۔

صبر ایمان کا سر ہے۔

امیر المومنین، شیر خدا، فاتح خیبر حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں:

الصَّبرُ مِنَ الایمَان بِمُنزِ لةِ الرَّأسِ مِنَ الجَسَدِ

ترجمہ: صبر ایمان کے لیے ایسا ہے جیسا جسم کے لیے سر۔

یعنی جس جسم پر سر نہ ہو اسے کیا کہا جائے گا؟ یہی حال اس ایمان کا ہے جس کے ساتھ صبر نہ ہو۔

اے بھائی! مصائب و آلام کے پردے میں بہت سے راز پوشیدہ ہیں۔ قدرت کا اصول یہی ہے کہ بلا اور آزمائش کے پردے میں سب کچھ رکھ دیا ہے۔ (مکتوبات شریف حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی سنہ بحوالہ دولت خوشنودی صفحہ ۱۶۵)

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی
۱۱ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

Marfat.com

ابتدائیہ

حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی حفظہ اللہ تعالی

نگران مرکزی مجلس رضا۔ ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضالاہور

نظام مصطفیٰ کے تحفظ کے لئے حضرت امام عالی مقام نے جس طرح دشت کربلا میں ایثار و قربانی کا عملی نمونہ پیش کیا ہے وہ جادۂ عزیمت کے مسافروں کے لئے ''نصاب'' کا درجہ رکھتا ہے۔

اس عظیم قربانی کے ذکر کا سلسلہ شام کربلا سے شروع ہوا اور صبح قیامت تک ہر رنگ میں جاری رہے گا۔

جنوبی پنجاب کے ہمارے عظیم سنی رہنما حضرت مولانا اللہ بخش نیر نے ہمارے روایتی لٹریچر میں ایک تحقیقی شہہ پارے کا اضافہ فرمایا ہے جس کا عنوان ''فاتح کربلا'' ہے۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے واعظان شیریں لسان اور خطیبان شعلہ بیان مولانا محترم کی اس تحقیقی کاوش کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی محفلوں کو سنجیدگی و متانت اور وقار بخشیں گے اور من گھڑت اور بے ہودہ روایات سے بچتے ہوئے واقعہ کربلا کو اصل روپ میں پیش کر کے آنے والی نسلوں کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچیں گے۔

میں ایک بار پھر مدحت سرایان شہید کربلا سے امید کروں گا کہ وہ حضرت نیر صاحب کی ''فاتح کربلا'' کی روشنی میں اپنی محفلوں کو تحقیق کا رنگ بخشیں گے۔

Marfat.com

نشانِ منزل

پیش لفظ

ممتاز ماہر تعلیم علامہ محمد منشاء تابش قصوری استاد جامعہ نظامیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ۔ اما بعد !

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور عین سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے لخت جگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا قیامت تک آنے والے مسلمانوں پر احسان عظیم ہے کہ آپ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے ظالم حکمرانوں کے خلاف "مزاحمتی تحریک" کی طرح ڈالی اور آنے والی نسلوں کو وہ حوصلہ اور جذبہ بخشا جسے مسلمانوں کا نظریاتی سرمایہ کہا جاسکتا ہے۔

واقعہ کربلا صدیوں سے شاعروں، ادیبوں، خطیبوں اور سخن وروں کا موضوع سخن بنا ہوا ہے دنیا کے ہر ملک اور خطے میں تخلیق ہونے والے لٹریچر میں واقعہ کربلا ایک مسلسل اور اہم موضوع ہے بلکہ مختلف اصناف سخن میں سے ہر صنف سخن اس مبارک عنوان سے مالا مال ہے اسی طرح نثر میں بطور تاریخ بھی اور بطور تبرک بھی ہر نثر نگار امام استقامت رضی اللہ تعالی عنہ کے حضور عقیدت کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت مولانا اللہ بخش نیر اس حوالے سے خاص انفرادیت رکھتے ہیں کہ وہ نثر نگار شاعر اور خطیب تینوں حیثیتوں میں حضرت امام کی مقدس بارگاہ میں حاضر باش ہیں۔

فاتح کربلا حضرت مولانا کی تاریخ گوئی اور نثر نگاری کا تازہ شاہکار ہے جو یقیناً اہل ذوق سے داد پائے گا اور "کربلائی لٹریچر" میں صحت مند اضافہ ثابت ہوگا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سید المرسلین و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین . اما بعد !

عرض مؤلف

ذکر شہادت کی اکثر کتابوں میں رطب و یابس روایات پڑھ کر دل میں خیال آیا کہ مستند روایات کے حوالے سے ذکر حسین رضی اللہ عنہ کے موضوع پر کتاب لکھی جائے۔

چنانچہ آج ۵ صفر ۱۴۲۶ھ بروز بدھ اس موضوع پر قلم اٹھایا اور اس کتاب کا نام

"نور العینین فی ذکر الحسین" المعروف "فاتح کربلا"

تجویز کیا۔

جو کہ بتوفیق اللہ تعالیٰ مکمل ہوئی۔

آمین

نیر مجددی

Marfat.com

فلسفہ شہادت حسین علیہ السلام

ازافادات۔غزالی زمان علیہ الرحمۃ

شہادت حسین علیہ السلام تاریخ اسلام کا ایسا زرین ورنگین ورق ہے جس کے جمال رنگین کی چمک ودمک دنیائے اسلام کو ہمیشہ روشن اور تابناک رکھے گی۔اس میں شک نہیں کہ ہر صاحب کمال کی خوبی باعثِ ایجادِ عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے توسّل سے معرض وجود میں آئی ہے لیکن اس باب میں شہادت حسین علیہ السلام کوایک ایسی خصوصیت حاصل ہے جو دوسری جگہ نہیں پائی جاتی۔

جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کونین کی سب نعمتوں کو چار نعمتوں میں جمع فرما دیا ہے۔سورہ فاتحہ میں اپنے بندوں کو یہ تلقین فرمائی کہ تم مجھ سے یہ دعا کیا کرو۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

ترجمہ:۔اللہ تو ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام فرمایا۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے انعام کئے ہوئے بندوں کی تفصیل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ تو انہیں ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء،صدیقین،شہداءاور صلحاء کا۔

معلوم ہوا کہ نعمت الٰہی نبوت،صدیقیت،شہادت اور صالحیت سے الگ نہیں اور جو چیز ان سے الگ ہو وہ اگرچہ نعمت نظر آئے لیکن درحقیقت نعمت نہیں۔رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ اسی وقت قرار پاسکتے ہیں جبکہ ہر نعمت حضور علیہ السلام کے دامن رحمت میں ہو۔اگر کوئی نعمت حضور علیہ السلام کے دامن

Marfat.com

اقدس میں نہ ہوتو کسی صورت میں کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ نبوت، صدیقیت، قطبیت، غوثیت، تمام انبیاء سابقین اور قیامت تک آنے والے صدیقین، اولیاء کاملین کو اسی لئے حاصل ہوئی کہ وہ سب نعمتیں دامنِ حبیب میں پائی جاتی ہیں لیکن شہادت بظاہر حضور علیہ السلام کو نہیں ملی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے وعدہ فرمایا کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا اور آپ کی جان پاک لینے پر کسی کو قدرت نہ ہوگی۔ اب اگر کوئی دشمن کسی طرح حضور ﷺ کو معاذ اللہ قتل کردے تو معاذ اللہ وعدۂ الٰہیہ غلط ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ غلط ہونا محال ہے۔ لہٰذا حضور علیہ السلام کا شہید ہونا بھی محال ہوگا اس لئے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شہیدوں کو شہادت کیسے ملی؟ اور شہداء اس نعمت سے کس طرح ممتنع ہوئے؟ دراصل شہادت حسنین علیہما السلام اسی شبہ کا حل اور اسی سوال کا جواب ہے۔

یہ امر واضح ہے کہ ہر چیز کی ایک باطنی حقیقت ہوتی ہے اور ایک ظاہری صورت۔ صورت ظاہریہ باطنیہ پر دلیل ہوتی ہے۔ لیکن اس کا ظہور تام کبھی ابتدائے وجود سے موخر اور زمانہ مستقبل میں ہوتا ہے۔ یعنی کمال شہادت کی حقیقت رسول اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ میں پوشیدہ تھی اور اس کی صورت ظاہری اپنے وقت میں بصورت دلیل معرض وجود میں آئی۔ لیکن اس کا ظہور تام حضرات حسنین علیہما السلام کی ذات قدسیہ میں ہوا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جوہر شہادت حضور سید عالم ﷺ کی ذات اقدس میں اول سے موجود تھا اور وہ اس طرح کہ حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

ودت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل

ترجمہ:۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں

Marfat.com

پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

نظرِ بصیرت سے غور کیا جائے تو یہی وصف جمیل، روح شہادت اور حقیقت شہادت ہے۔ جس شخص کے دل میں مقتول فی سبیل اللہ ہونے کی خواہش نہیں اگر وہ میدان جہاد میں کفار کے ہاتھوں قتل بھی ہو جائے تو عند اللہ شہید نہیں اور جس کے دل میں کلمۃ اللہ کو بلند کرتے ہوئے خدا کی راہ میں شہید ہونے کی محبت اور خواہش ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔ ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ عند اللہ کمال شہادت سے متصف ہیں اور شہادت کی حقیقت باطنہ ذات اقدس میں موجود ہے۔

شہادت کی دو قسمیں ہیں

شہادت جہریہ　　　شہادت سرّیہ

عام طور پر شہادت جہریہ کے چار طریقے ہوتے ہیں شہید دشمنانِ دین کے ہاتھوں آلہ جارحہ سے زخمی ہو یا اس کے جسم کا کوئی حصہ الگ ہو جاتا ہے جس سے خون بہتا ہے اور وہ راہِ خدا میں مقتول ہو کر جاں بحق ہو جاتا ہے اور شہادت سرّیہ میں دشمن کے ہاتھوں سے زہر دیئے جانے سے یا مثلاً پانی میں ڈوب کر، آگ میں جل کر، عمارت کے نیچے دب کر موت واقع ہوتی ہے۔

مقتول فی سبیل اللہ ہونے کی محبت وخواہش شہادت جہری وسری دونوں کو شامل ہے۔ اس لئے شہادت کی دونوں قسموں کا وجود حضور علیہ السلام کی ذات اقدس میں ثابت

Marfat.com

ہے۔ رہی صورت ظاہری جو حقیقت باطنہ کی دلیل ہے وہ بھی حضور سید عالم ﷺ کی ذات مقدسہ میں پائی گئی۔ شہادت سری کی ظاہری صورت بکری کے اس زہر آلودہ شانہ کا تناول فرمانا ہے جو خیبر میں ایک یہودیہ نے حضور علیہ السلام کو بھیجا تھا حضور علیہ السلام نے اس میں سے ایک لقمہ تناول فرمایا تو اس شانہ سے آواز آئی کہ حضور! مجھ میں زہر ہے آپ تناول نہ فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے پھر اس میں سے نہ کھایا۔ ایک صحابی اس زہر آلود شانہ کا لقمہ کھانے کی وجہ سے اسی وقت شہید ہو گئے۔ اس میں شک نہیں کہ حضور ﷺ نے زہر آلود گوشت کا لقمہ کھایا اور اس کا اثر جسم اقدس میں آیا بلکہ اس کا اثر ہمیشہ باقی رہا۔ لیکن اس کے کھانے سے جس طرح وہ صحابی رضی اللہ عنہ اسی وقت جاں بحق ہو گئے اس طرح حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ واقعہ نہیں ہوا۔ اس لئے کہ ارادہ الٰہیہ اپنی مراد سے مختلف نہیں ہوسکتا۔ مشیت ایزدی یہی تھی کہ حضور علیہ السلام کی جان پاک کسی دشمن کے ہاتھوں نہ جانے پائے۔ آیت کریمہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اس پر شاہد عادل ہے۔ لہٰذا حضور علیہ السلام زندہ سلامت رہے لیکن اس زہر آلود لقمہ کے تناول فرمانے سے اللہ تعالیٰ کی حکمت پوری ہوگئی کہ زہر کا اثر جسم اقدس میں پہنچا اور وفات مقدسہ تک اس کا اثر وجود پاک میں باقی رہا جو مخفی شہادت سرّیہ اور اس کی حقیقت باطنہ کی ظاہری صورت قرار پایا اور اس کے لئے دلیل کی حیثیت میں ظاہر ہوا اور اس حکمت کو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی تجلیات جلال و جمال کے مشاہدہ میں مستغرق ہو گئے اور بحکمِ خداوندی اس میں ایسے مشغول ہوئے کہ اس گوشت میں یہودیہ نے جو زہر ملا دیا تھا اس کی طرف بھی حضور علیہ السلام کی توجہ نہ رہی اور اس عدم التفات کی

Marfat.com

حالت میں ایک لقمہ زہر آلود گوشت کا حضور علیہ السلام نے تناول فرمایا اور حکمت خداوندی کا مقتضی پورا ہو گیا اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ایک لقمہ کے سوا اب میرے حبیب اس گوشت سے کچھ نہ کھائیں تو حضور اقدس ﷺ کے سینہ اقدس میں جو علم رسالت کی تجلیاں جلوہ گر تھیں انہیں اس زہر آلود گوشت میں منعکس فرمایا جو ایک آواز کی شکل میں ظاہر ہوئیں جس کے سننے کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی طرف متوجہ فرمایا۔ گوشت سے آواز کا پیدا ہونا گوشت کی منفعت نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کے آفتاب علم کی شعاعیں تھیں جو گوشت کے آئینہ میں چمکیں اور حضور ﷺ کی طرف واپس آئیں جیسے زمین پر رکھا ہوا شیشہ جب سورج کے مقابل ہو کر چمکنے لگے تو اس سے بلند ہونے والی شعاعیں سورج ہی کی طرف واپس جاتی ہیں اور وجودِ آفتاب کی دلیل ہوتی ہے بالکل اسی طرح آفتاب عالم مصطفوی کی شعاعیں اس گوشت میں چمکیں جو حضور ﷺ کے سامنے رکھا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انوار علم نبوی کی شعاعوں کو قبول کرنے کی قابلیت اس گوشت میں اپنی قدرت کاملہ سے اس طرح پیدا فرما دی تھی جس طرح آئینہ میں انوار آفتاب کو قبول کرنے کی صفت مقابلیت پیدا فرمائی ہے۔ زہر آلود گوشت میں منعکس ہونے والی تجلیاں اہل بصیرت کی نظر میں آفتاب علم نبوی کی چمکتی ہوئی دلیل ہیں۔

الغرض خیبر میں زہر آلود گوشت کا لقمہ تناول فرمانا اور اس کے اثرات ذات پاک مصطفوی میں شہادت سرّیہ کی حقیقت کی صورت ظاہری اور دلیل قوی ہیں۔ اس کے بعد شہادت جہریہ کی طرف آیئے تو اس کی ظاہری صورت بھی حضور ﷺ کی ذات مقدسہ میں ثابت ہے جنگ احد میں حضور سید عالم ﷺ کا جسم اقدس زخمی ہوا۔ جسم

Marfat.com

اقدس سے خون بھی جاری ہوا اور جسم اقدس کا ایک نورانی جزو بھی علیحدہ ہوا لیکن ایسا جزو مبارک جسم کے الگ ہونے سے ذات مقدسہ میں کسی قسم کا عیب نہ آئے ظاہر ہے کہ آنکھ، ناک، کان، ہاتھ، پاؤں یا ان کا کچھ حصہ اگر کٹ جائے تو آدمی عیب دار ہو جاتا ہے حضور علیہ السلام چونکہ محمد ﷺ ہیں جس کے معنی ہیں بہت تعریف کیا ہوا۔ یعنی بے عیب (کیونکہ عیب کی مذمت کی جاتی ہے جو محمدیت کے خلاف ہے) اس لئے مشیت ایزدی کا تقاضا یہ ہوا کہ بدن مبارک کا ایک جزو الگ ہونے سے محبوب کی ذات مقدسہ میں کوئی عیب نہ پیدا ہوا چنانچہ حضور علیہ السلام کے دندان مبارک کا ایک کنارہ جنگ احد میں ایک کافر کے پتھر مارنے سے شکستہ ہوا جس کی وجہ سے دندان مبارک کی شعاعیں پہلے سے بھی زیادہ ہو گئیں۔ جیسے سچے موتی کا ایک کنارا گر جانے سے بجاء عیب دار ہونے کے اور زیادہ چمکدار ہو گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دندان مبارک جڑ سے اکھڑ گیا تھا یہ غلط ہے اس لئے کہ صحیح حدیث سے یہی ثابت ہے کہ صرف کنارا گرا تھا دندان مبارک جڑ سے نہیں ٹوٹا۔ علاوہ ازیں دانت کا جڑ سے الگ ہو جانا حسن و خوبی کے خلاف ہے اس لئے محمدیت کا مقتضی یہی تھا کہ صرف کنارا گر جائے اور دندان مبارک اپنی جگہ بدستور قائم رہے۔

خلاصۃ المرام یہ کہ شہادت جہریہ اجزائے اربعہ میں سے تین جزو حضور ﷺ کی ذات اقدس میں جنگ احد کے موقعہ پر پائے گئے۔

ا۔ جسم اقدس کا زخمی ہونا۔ ۲۔ جسم اقدس سے خون مبارک کا بہنا۔ ۳۔ بدن پاک کا ایک جزو لطیف بدن سے جدا ہونا۔ اب اگر چوتھا جزو (حضور ﷺ کا مقتول ہو کر وفات پا جانا بھی متحقق ہو جاتا تو وعدۂ الٰہیہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ غلط قرار پاتا اور ہم پہلے عرض کر چکے

Marfat.com

ہیں کہ وعدہ الٰہیہ کا غلط ہونا محال ہے۔ لہٰذا شہادتِ جہریہ کے چوتھے جزو سے اپنے حبیب کی ذات مقدسہ کو بچایا اور چار میں سے تین جزو حضور علیہ السلام کو عطا فرمادیئے۔ بنابریں اگر یوں کہہ دیا جائے کہ اکثر اجزاء کے لئے کل اجزاء کا حکم ہے۔ لہٰذا شہادت جہریہ کے تمام اجزاء حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ میں حکماً پائے گئے تو یہ صحیح ہوگا اور ان اجزاء کا پایا جانا شہادت جہریہ کی صورت ظاہری قرار ہوگی اور یہ دلیل ہوگی اس حقیقتِ شہادت کے وجود پر جس کو ہم حضور علیہ السلام کے لئے ابھی ثابت کر چکے ہیں۔ معلوم ہوا کہ شہادت سرّی و جہری دونوں کی حقیقت اور ان کی ظاہری صورت حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ میں پائی جاتی ہے جس کا انکار کوئی اہل علم منصف مزاج نہیں کرسکتا۔

اس بحث سے فارغ ہوکر ظہور تام کے مسئلہ کو آگے لایئے۔ ادنی تام کے بعد آپ اس حقیقت کو سمجھ پائیں گے کہ حضور انور نور مجسم ﷺ کی ذات اقدس میں کمال شہادت کا ظہور تام ارادہ الٰہیہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کے خلاف تھا اس لئے اس کو موخر فرمایا گیا اور حسنین علیہما السلام کی ذوات قدسیہ میں اولاد رسول ہونے کی وجہ سے حضور علیہ السلام کے بدن مبارک کے اجزائے کریمہ پائے جاتے ہیں اور یہ دونوں شہزادے مل کر ایک جسم نبوی کی شبیہ کامل قرار پاتے ہیں۔ اس ظہور تام کا مظہر اتم قرار پائے یعنی امام حسن زہر سے شہید ہوئے اور امام عالی مقام حسین علیہ السلام نے میدان کربلا میں دشمنان دین کے ہاتھوں تلوار سے جامِ شہادت نوش فرمایا اور یہ دونوں شہادتیں اس جوہر شہادت محمدی اور روح شہادت مصطفوی کا ظہور تام قرار پائیں۔

Marfat.com

اس پورے بیان کو ایک مثال ہی میں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک درخت کی شاخوں میں دو پھل لگے ہوں ہر عقل مند یہی کہے گا کہ پھل اگر چہ شاخوں کو لگے ہوئے ہیں مگر یہ شاخوں کے نہیں بلکہ درخت کے پھل ہیں بس یوں کہیے کہ یہ شجر محمدی ﷺ کی دو شاخیں ہیں۔ ایک حسن علیہ السلام دوسرے حسین علیہ السلام۔ حسن علیہ السلام کی شاخ میں شہادت سرّی کا پھل لگا اور حسین علیہ السلام کی شاخ میں شہادت جہری کا پھل۔ پھل اگر چہ شاخوں میں لگا ہوا ہے لیکن درحقیقت درخت کا پھل ہے۔ شہادت حسنین علیہما السلام بظاہر حسنین کی ذات مقدسہ میں پائی جاتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ شہادت محمدی ہے جس کا ظہور تام حسنین علیہما السلام میں ہو رہا ہے۔ چونکہ ظہور شہادت کا تعلق جسمانیت سے ہے اس لئے شہادت محمدی کا ظہور تام مندرجہ ذیل تین اوصاف کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

ا:۔ مظہر اتم شہادت محمدی ایسا شخص ہونا چاہیے جو جزئیت اور جسمانیت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کمال قرب کی صفت رکھتا ہو کیونکہ شہادت کا تعلق جسم و جسمانیت سے ہے

۲:۔ شہادت محمدی کا مظہر اتم متصف ۔۔۔۔۔ ہوگا کیونکہ اس کے بغیر رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ سے مناسبت کاملہ نہیں ہو سکتی۔

۳:۔ شہادت محمدی کا مظہر اتم دو افراد ہونے چاہئیں جو پہلی دو صفتیں مساوی طور پر اپنے اندر رکھتے ہوں۔ کیونکہ ایک شہادت جہری ہے دوسری سرّی۔ ایک شخص ایک ہی شہادت کا مظہر اتم ہو سکتا ہے لہٰذا دو فرد ہونے ضروری ہیں۔

ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان امور ثلاثہ کا جامع بغیر حضرات حسنین علیہما السلام کے اور کوئی نہیں لہٰذا ان کی خصوصیت باقی تمام مظاہر کی ۔۔۔۔۔ محمدی کے

Marfat.com

مقابلہ میں اظہر من الشمس ہے۔

شہادت سری

ا:۔ دیوبندی مکتبہ فکر کے بعض علماء مثلاً محمود احمد عباسی خلافت معاویہ ویزید صفحہ ۹۰ میں اور محمد دین بٹ رشید ابن رشید میں یہ باطل دعویٰ کرتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ متوفی ۴۸ھ کی وفات تب دق کے مہلک مرض سے ہوئی زہر خورائی کی بات غلط مشہور ہے۔

جواباً عرض ہے:۔ اگر یہ واقعی غلط مشہور ہے تو ان حضرات کو چاہئے تھا کہ کسی معتبر کتاب کا حوالہ یا کسی محقق کی تحقیق پیش کرتے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات زہر خورانی سے نہیں بلکہ تپ دق کے مہلک مرض سے واقع ہوئی ہے۔ صرف ان کا اپنی طرف سے لکھ دینا آئمہ محدثین اور مؤرخین، محققین کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا اس پر سلف و خلف کا اجماع ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ زہر کس نے دیا اور کس نے دلوایا۔

ملاحظہ ہوں اسمائے کتب معتبرہ۔ مصنف عبد الرزاق صفحہ ۲۹۲ جلد ۱۱، المستدرک صفحہ ۱۷۲ جلد ۳، حلیۃ الاولیاء صفحہ ۳۸ جلد ۲، حیوۃ الحیوان صفحہ ۵۸ جلد ۱، الاستیعاب علی الاصابۃ صفحہ ۳۷۵ جلد ۱، یعقوبی صفحہ ۴۶۶ جلد ۱، مروج الذہب علی الکامل صفحہ ۵۵ جلد ۶، ابوالفدا صفحہ ۱۸ جلد ۳، تہذیب التہذیب صفحہ ۳۰۰ جلد ۲، اصابۃ صفحہ ۲۳۱ جلد ۱، البدایہ والنہایہ صفحہ ۴۳، ۴۲ جلد ۸، تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۸۲ جلد ۳، اسد الغابہ صفحہ ۱۸۵ جلد ۲، تاریخ الخمیس صفحہ ۲۹۲ جلد ۲، الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۳۸ جلد ۴، تاریخ

Marfat.com

الخلفاء صفحہ ۴۷، نور الابصار صفحہ ۱۲۶، شواہد النبوۃ جامی صفحہ ۲۱۶، سر الشہادتین صفحہ ۱۰۔

زہر کس نے دیا اور دلوایا

رافضی کہتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زہر دلوایا۔ ابن خلدون صفحہ ۱۸۲ جلد ۲ میں ہے اور یہ روایت کی معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان (امام حسن رضی اللہ عنہ) کی بیوی جعدہ بنت اشعث سے مل کر زہر دلایا رافضیوں کی من گھڑت بات ہے حاشا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات سے اس کا کوئی تعلق نہیں البتہ یزید کی طرف اس کی نسبت کو بعض علمائے اہل سنت نے صحیح لکھا ہے۔ جعدہ آپ کی بیوی کے ذریعے دلوائی اس بارے علمائے حق اہل سنت کا اختلاف ہے۔ حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی صاحب تفسیر خزائن العرفان برحاشیہ ترجمہ اعلیٰ حضرت کنز الایمان نے اس کے بارے میں جو محققانہ مضمون تحریر فرمایا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ مورخین نے زہر خورانی کی نسبت جعدہ بنت اشعث بن قیس کی طرف کی ہے اور اس کو حضرت امام کی زوجہ بتایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ زہر خورانی باغوائے یزید ہوئی اور یزید نے اس سے نکاح کا وعدہ کیا تھا اس طمع میں آ کر اس نے حضرت امام کو زہر دیا لیکن اس روایت کی کوئی صحیح سند دستیاب نہیں ہوئی اور بغیر کسی سند صحیح کے کسی مسلمان پر قتل کا الزام اور ایسے عظیم الشان قتل کا الزام کس طرح جائز ہو سکتا ہے قطع نظر اس بات کے کہ روایت کے لئے کوئی سند نہیں ہے اور مورخین نے بغیر کسی معتبر ذریعہ یا معتمد حوالہ کے لکھ دیا ہے یہ خبر واقعات کے لحاظ سے بھی ناقابل اطمینان معلوم ہوتی ہے۔ واقعات

Marfat.com

کی تحقیق خود واقعات کے زمانہ میں جیسی ہوسکتی ہے مشکل ہے بعد کو ویسی تحقیق ہو خاص کر جبکہ واقعہ اتنا اہم ہو مگر حیرت ہے کہ اہل بیت اطہار کے اس امام جلیل کا قتل اس قاتل کی خبر غیر کو تو کیا ہوتی خود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پتہ نہیں ہے۔ یہی تاریخیں بتاتی ہیں کہ وہ اپنے برادر عظیم سے زہر دہندہ کا نام دریافت فرماتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو زہر دینے والے کا علم نہ تھا۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کسی کا نام لیتے۔ انہوں نے بھی ایسا نہیں کیا تو اب جعدہ کو قاتل ہونے کے لئے معین کرنے والا کون ہے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو یا امامین کے صاحبزادوں میں سے کسی صاحب کو اپنی آخر حیات تک جعدہ کی زہر خورانی کا کوئی ثبوت نہ پہنچا نہ ان میں سے کسی نے اس پر شرعی مواخذہ کیا۔ ایک اور پہلو اس واقعہ کا خاص طور پر قابل لحاظ ہے یہ وہ ہے کہ حضرت امام کی بیوی کو غیر کے ساتھ ساز باز کرنے کی شنیع تہمت کے ساتھ متہم کیا جاتا ہے یہ ایک بدترین تبرا ہے۔ عجب نہیں ہے کہ اس حکایت کی بنیاد خارجیوں کے افتراءات ہوں بلکہ صحیح اور معتبر ذرائع سے یہ معلوم ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کثیر التزوج تھے اور آپ نے سو کے قریب نکاح کئے اور طلاقیں دیں اکثر ایک دو شب ہی کے بعد طلاق دے دیتے تھے اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بار بار اعلان فرماتے تھے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی عادت ہے یہ طلاق دیدیا کرتے ہیں کوئی اپنی لڑکی ان کے ساتھ نہ بیاہے۔ مگر مسلسل بیبیاں اور ان کے والدین یہ تمنا کرتے تھے کہ کنیز ہونے کا شرف حاصل ہو جائے اسی کا اثر تھا کہ حضرت امام حسن جن عورتوں کو طلاق دے دیتے تھے وہ اپنی باقی زندگی حضرت امام کی محبت

98372

Marfat.com

میں شیدانہ گزاردیتی تھیں اوران کی حیات کالمحہ لمحہ حضرت امام کی یاداور محبت میں گزرتا تھا ایسی حالت میں یہ بات بہت بعید ہے کہ امام کی بیوی حضرت امام کے فیضِ صحبت کی قدر نہ کرے اور یزید پلید کی ایک طمع فاسد سے امام جلیل کے قتل جیسے سخت جرم کا ارتکاب کرے۔ (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال) (سوانح کربلا)

خاک کربلا صفحہ ۶۴، ۶۵ میں صاحبزادہ افتخارالحسن لکھتے ہیں نہ ہی یہ درست ہے کہ زہر آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے دیا جیسا کہ ہمارے بعض مورخین نے یہاں دھوکہ کھایا ہے اور نہ ہی یہ قابل قبول ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ یزید پلید کے جھانسے میں آگئی اور یزید نے اس کو یہ لالچ دیا کہ میں تم سے نکاح کرلونگا۔ اور دوسری طرف سیدالمرسلین نے فرمایا ہے کہ جس کا جسم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے جسم سے مَس کرگیا اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ تو حضرت جعدہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں اس لئے ان کا جسم جسم اقدس حسن رضی اللہ عنہ سے ضرور مس ہوا ہوگا اور ارشاد نبوی کے مطابق حضرت جعدہ پر جہنم کی آگ حرام ہے اور قرآن پاک کا فیصلہ ہے کہ قتل مومن کی سزا جہنم ہے تو اگر مورخین کے فرضی افسانے کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو فرمان مصطفی ﷺ پر حرف آتا ہے۔

بات یہ ہے کہ تاریخ دانوں کے پاس اس کی کوئی صحیح سند نہیں ہے اور انہوں نے بغیر کسی معتبر حوالے کے حضرات جعدہ پر زہر دینے کا الزام لگادیا ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس سازش میں شریک کرلیا ہے۔ جب مؤرخین کے پاس اس کی کوئی سند نہیں تو پھر تاریخ دانوں کی اپنی ذاتی رائے کے مقابلے میں قرآن وحدیث کو کیسے جھٹلایا جاسکتا ہے۔ (ملخصاً خاکِ کربلا صفحہ ۶۵)

Marfat.com

شام کربلا صفحہ ۲۶ میں علامہ اوکاڑوی لکھتے ہیں: چونکہ بڑے شاہزادے کے حصے میں شہادت سرّی آئی تھی اور سرّ خفاو پوشیدگی کو کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے بھی اس کو پوشیدہ رکھا اور کسی کو اس کی اطلاع نہ دی یہاں تک کہ خود حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بھی زہر دینے والے کا نام نہ بتایا اور فرمایا کہ میں اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑتا ہوں وہ منتقم حقیقی ہے۔ بلفظہ

خلاصہ کلام:۔ جعدہ کو حتمی طور پر قاتل قرار دینا شہادت سرّی کی حقیقت کو نہ سمجھنے کے مترادف ہے۔

فضائل حسنین از کلام الٰہی

۱:۔ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ اس آیت کے ۳۶ معانی فقیر کے زیر نظر ہیں۔ ان میں سے ایک تفسیر یہ ہے کہ جب آپ کے صاحبزادے چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تو کفار خصوصاً عاص بن وائل نے بے حد خوشی منائی اور آپ کو معاذ اللہ ابتر کہا خدا تعالیٰ نے محبوب کو تسلی دی کہ آپ کی اولاد (کوثر) بہت کثیر ہوگی اور آپ کی چوتھی صاحبزادی سے ہوگی اور پوری دنیا میں سب سے زیادہ آپ کی اولاد ہوگی۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ تو اولادِ علی آلِ علی رضی اللہ عنہ ہیں آپ آلِ رسول کس دلیل سے بن گئے؟ آپ نے دلیل کے طور پر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ آیت کریمہ میں آلِ عمران سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس پر اجماع مفسرین ہے فرمایا اگر عمران کی بیٹی مریم کا بیٹا قرآن کی رو سے آلِ عمران سے ہوسکتا ہے تو محمد ﷺ کی

Marfat.com

بیٹی کے بیٹے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کیوں آلِ محمد ﷺ نہیں ہو سکتے؟ لہٰذا ہم سادات حسنی وحسینی آلِ رسول ہیں۔

وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى (پارہ ۳۰) اس کی کئی تفسیریں ہیں ان میں سے ایک تفسیر یہ ہے وَالضُّحٰى سے مراد مردانِ آلِ محمد ﷺ علی، حسن وحسین رضی اللہ عنہم ہیں اور وَالَّيْلِ سے مراد مستورات آلِ محمد ﷺ ہیں خدا نے ان کی قسم فرمائی۔

وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (پارہ ۳۰) بعض علماء کے ارشاد کے مطابق جوڑے سے مراد حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور وتر سے مراد مولا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۙ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ
يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ

صاحب روح البیان نے لکھا بحرین سے مراد زہرا وعلی رضی اللہ عنہما ہیں برزخ رسول پاک ہیں موتی اور مرجان حسن وحسین رضی اللہ عنہما ہیں۔"

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (اُحزاب پارہ ۲۲)

خوارج کہتے ہیں اہل بیت صرف آپ ﷺ کی ازواج ہیں اور روافض کہتے ہیں اہل بیت صرف پنجتن پاک (نبی ﷺ، زہرا، علی اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم ہیں) اور اہل سنت کے نزدیک ازواج بھی اہل بیت رسول ہیں اور پنجتن پاک بھی اہل بیت ہیں۔ (خزائن العرفان)

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى اے میرے محبوب پاک علیک السلام ان کو فرمادو کہ اس تبلیغ و دعوت دینے اور تم کو دولت ایمانی عطا کرنے کو صلے میں تم سے مال

Marfat.com

و دولت طلب نہیں کرتا البتہ تم کو کلمہ پڑھانے کا اجر میں تم لوگوں سے یہ مانگتا ہوں کہ میرے قریبی (علی، زہرا، حسن وحسین رضی اللہ عنہم) سے پیار والفت رکھو۔ معلوم ہوا اہل بیت آلِ رسول کا پیار مومن پر فرض ہے۔

ساتویں آیت: فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ یعنی اے محبوب پھر جو لوگ تم سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑا کریں بعد اس کے کہ تمہارے پاس اس کا علم آچکا ہے تو ان سے فرمادو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو پھر ہم مباہلہ کریں یعنی گڑگڑا کر دعا مانگیں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم فرمایا کہ عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دو عیسائیوں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کی گود میں امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور دست مبارک میں امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور مولا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے پیچھے ہیں اور حضور ﷺ ان لوگوں سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ نجران کے سب سے بڑے پادری عبدالمسیح نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا اے جماعت نصاریٰ بیشک میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے پہاڑ کو ہٹانے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹا دے۔ (تفاسیر معتبرہ اہل سنت)

پھر پادری نے کہا کہ اگر ان سے مباہلہ کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہے گا۔ عیسائیوں نے پادری کی بات مان لی اور

Marfat.com

جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے ہرگز تیار نہ ہوئے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ نجران والوں پر عذاب بالکل قریب آچکا تھا اگر وہ ہم سے مباہلہ کرتے تو بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دیئے جاتے اور عذاب الٰہی کی آگ سے جنگل جل جاتے۔ نجران اور وہاں کے رہنے والے چرند و پرند تک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کی مدت میں تمام روئے زمین کے عیسائی ہلاک و برباد ہو جاتے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

غور کیجئے کہ فرمان خداوندی کی تعمیل میں سرکار نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کا انتخاب فرمایا۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّاَسِيرًا

تفسیر خازن اور معالم التنزیل بغوی وغیرہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے تو سرکار اقدس ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان عیادت کے لئے گئے۔ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ نذر مانیں اگر خدا تعالیٰ ان کو شفا عطا فرمائے تو نذر پوری کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین روزے رکھنے کی نذر مانی اسی طرح بتول رضی اللہ عنہا اور آپ کی کنیز فضہ نے بھی تین تین روزے رکھنے کی منت مانی۔ خدا تعالیٰ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو شفا عطا فرمائی اور نذر پوری کرنے کا وقت آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے ہاں سے تھوڑے سے جو قرض کے طور پر یا بعوض اجرت لائے جوؤں کا ایک تہائی حصہ پیسا گیا اور شام کے وقت روٹیاں تیار کی گئیں جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں کھانے کے لئے سامنے رکھی گئیں تو اچانک

Marfat.com

دروازہ پر ایک شخص نے آواز دی کہ اے اہل بیتِ رسول ﷺ میں مسکین ہوں بھوکا ہوں کچھ اللہ کے نام پر دیجئے۔ تو سب روٹیاں اسے دے دی گئیں اور خود سادہ پانی پی کر سب لوگوں نے روزہ افطار کیا پھر دوسرے روز ایک تہائی جَو کی روٹیاں بنائی گئیں اور جب اہل بیت کرام افطار کے لئے بیٹھے تو پھر دروازہ پر دستک ہوئی آواز آئی اے اہل بیت رسول! میں بھوکا ہوں یتیم ہوں تو دوسرے روز بھی سب روٹیاں اٹھا کر اسے دے دی گئیں اور صرف پانی سے روزہ افطار کرلیا گیا۔ تیسرے دن پھر روزہ رکھا گیا اور باقی تہائی جَو کی روٹیاں بنائی گئیں اور جب افطار کے وقت سب لوگ کھانے کے لئے بیٹھے تو پھر ایک سائل سے آواز دی اے اہل بیت کرام میں اسیر ہوں بھوکا ہوں تو تیسرے دن بھی کل روٹیاں اسے دے دی گئیں اور سادہ پانی پی کر روزہ افطار کیا گیا تو اہل بیت رسول کی شان میں آیات مبارکہ نازل ہوئیں جن کا ترجمہ یہ ہے: اور وہ لوگ کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین، یتیم اور قیدی کو اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے کھلاتے ہیں ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ شکریہ۔ (پارہ ۲۹، رکوع ۱۹)

اللہ، اللہ یہ ہے سخاوتِ اہل بیت جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی کہ تین دن مسلسل صرف پانی پی کر روزہ افطار کرتے ہیں مگر سائلوں کو اپنے دروازہ سے محروم نہیں فرماتے اور ان پر یہ بات بھی واضح کر دیتے ہیں کہ اس بھلائی کا وہ ان سے کوئی بدلہ نہیں طلب کریں گے بلکہ وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ ان کا شکریہ ادا کیا جائے اور لوگوں کے سامنے ان کی سخاوت کا چرچا کیا جائے اس لئے کہ یہ کام انہوں نے خالصۃً لوجہ اللہ صرف اپنے رب کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا ہے۔

Marfat.com

فضائل حسنین رضی اللہ عنہما از احادیث مبارکہ

حدیث شریف ا:۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار ﷺ نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ارشاد فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۰)

یہی وجہ ہے کہ جب مباہلہ کے لئے اپنے بیٹوں کو لے کر میدان میں نکلنا ہوا تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو لے کر آئے اور اسی سبب سے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما آج تک ابن رسول کہے جاتے ہیں اور قیامت تک ایسے ہی کہے جائیں گے۔

حدیث شریف ۲:۔ مسلم شریف میں زید بن ارقم سے روایت ہے سرکار ﷺ نے فرمایا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید ہے جس میں ہدایت اور نور ہے تو خدا تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو اور دوسری گراں قدر چیز میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں اور اس سے ڈراتا ہوں اور اس جملے کو سرکار نے دو بار فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ میں تاکید کے ساتھ تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو ان کے حق میں ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کرو۔

حدیث شریف نمبر۳:۔ ترمذی شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن سرکار ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ

Marfat.com

ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور خطبہ دے رہے تھے میں نے سنا آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے اے لوگو میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کو پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ چیز تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے ۱ اور دوسرے میری اولاد وذریت میرے اہل بیت۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۹)

حدیث شریف ۴:۔ طبرانی شریف میں ہے سرکار ﷺ نے فرمایا کوئی بندہ مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنی جان سے، میری اولاد (حسنین کریمین رضی اللہ عنہما) کو اپنی اولاد سے میرے اہل کو اپنے اہل سے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ (الشرف المویدصفحہ ۸۵)

حدیث شریف ۵:۔ امام احمد روایت کرتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں کو پکڑ کر فرمایا جس نے مجھ سے محبت رکھی اور ان دونوں سے اور ان کے والدین سے محبت رکھی تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہو گا۔ (اشرف المویدصفحہ ۸۶)

حدیث شریف ۶:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کا دروازہ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے سرکار ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ میرے اہل بیت تم لوگوں کے لئے نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہیں جو شخص کشتی میں سوار ہوا ہوں اس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوا۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۳)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں تو ان میں سے تم جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۵۴)

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ بحمد للہ تعالیٰ تمام اہل سنت و جماعت اہل بیت کی کشتی پر سوار ہیں اور ہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہدایت پائی لہٰذا ہم لوگ قیامت کی ہولناکیوں سے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۶۱۰ جلد ۵)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جو لوگ محبت اہل بیت کی کشتی پر سوار نہیں ہوئے جیسے خارجی کہ انہوں نے محبت کے بجائے اہل بیت سے دشمنی کی تو وہ ہلاک ہو گئے اور رافضی جو بزعم خویش اس کشتی میں سوار تو ہوئے مگر ہدایت کے ستارے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ہدایت حاصل نہیں کی تو وہ بھی کفر و ضلالت کی تاریکی میں کھو گئے۔

حدیث شریف ۷:۔ سرکار ﷺ نے فرمایا خبردار جس نے میرے نسب اور رشتہ داروں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔ (برکات آلِ رسول ﷺ صفحہ ۲۵۷)

حدیث شریف ۸:۔ طبرانی و حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرکار ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے ایک گوشہ اور مقام ابراہیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے پھر وہ میرے اہل بیت کی دشمنی پر مر جائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (الشرف المؤید صفحہ ۹۲)

Marfat.com

فائدہ: اہل بیت کی دشمنی سے خدا کی پناہ کہ بیت اللہ شریف کے سایہ میں مقام ابراہیم جیسی متبرک جگہ پر نمازیں پڑھنے والا اور روزہ رکھنے والا بھی اگر اہل بیت رسول ﷺ سے دشمنی رکھتا ہے تو وہ بھی جہنم کا ایندھن بنے گا اور کوئی بھی نیک عمل اسے عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکے گا۔

حدیث شریف:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ منبر پر رونق افروز ہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں ہیں آپ کبھی صحابہ کی طرف توجہ فرماتے اور کبھی ان کی طرف اور فرمایا میرا بیٹا یہ سید ہے امید ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت کرا دے گا۔ (صحیح بخاری)

حدیث شریف ۱۰:۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ سجدے میں ہوتے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آتے تو آپ کی گردن مبارک یا پشت مبارک پر سوار ہو جاتے تو آپ انہیں اتارتے نہیں تھے وہ خود ہی اتر جاتے تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ رکوع کی حالت میں ہوتے تو آپ انہیں اتارتے نہیں تھے وہ خود ہی اتر جاتے تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ رکوع کی حالت میں ہوتے تو اپنے پیروں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دیتے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان کے درمیان سے دوسری طرف گزر جاتے۔ (الشرف المؤید صفحہ ۶۰)

حدیث شریف صفحہ ۱۱:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے

Marfat.com

پر بٹھائے ہوئے ہیں اور دعا فرمارہے ہیں اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔ (بخاری شریف صفحہ ۵۳ جلد ا)

حدیث شریف ۱۲:۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ سرکار حضرت امام حسن کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے کسی صحابی نے کہا نعم الراکب رکبت یا غلام اے صاحبزادے تیری سواری بہت اچھی ہے تو سرکار نے فرمایا نعم الراکب ہو اور سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔ (مشکوۃ صفحہ ۵۷۱)

حدیث شریف ۱۳:۔ سرکار ﷺ نے فرمایا حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کا نام انہیں کے نام پر حسن و حسین رکھا۔ (صواعق المحر قہ صفحہ ۱۱۸)

حدیث شریف ۱۴:۔ سرکار ﷺ نے فرمایا حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی ناموں میں سے دو نام ہیں عرب کے زمانہ جاہلیت میں یہ دونوں نام کسی کے نہیں تھے۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۸)

حدیث شریف ۱۵:۔ ابن الاعرابی حضرت مفضل سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نام مخفی رکھے یہاں تک کہ حضور علیہ السلام نے اپنے نواسوں کے نام حسن اور حسین رکھے۔ (الشرف المؤید صفحہ ۷۰)

حدیث شریف ۱۶:۔ حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا یعنی حضور علیہ السلام کی چچی حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی اہلیہ محترمہ ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج میں نے ایک ایسا خواب دیکھا ہے کہ جس سے میں ڈر گئی ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تو

Marfat.com

نے کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کی وہ بہت سخت ہے جس کے بیان کی میں اپنے اندر جرأت نہیں پاتی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیان کرو تو انہوں نے عرض کیا میں نے یہ دیکھا ہے کہ حضور ﷺ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا تمہارا خواب بہت اچھا ہے۔ انشاء اللہ میری بیٹی فاطمہ زہرا کے بیٹا پیدا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں دیئے گئے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۲)

حدیث شریف ۱۷:۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے حضرت یعلی بن مُرّہ سے روایت ہے سرکار نے فرمایا حُسَیۡنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنۡ حُسَیۡن۔ حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ یعنی حسین رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ سے اور حضور ﷺ کو حسین سے انتہائی قرب ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر حضور کا ذکر ہے، حسین رضی اللہ عنہ سے دوستی حضور ﷺ سے دوستی ہے، حسین سے دشمنی حضور ﷺ سے دشمنی ہے اور حسین سے لڑائی کرنا حضور ﷺ سے لڑائی کرنا ہے۔

اس حدیث کا مطلب علماء نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی جان مجھ سے ہے یعنی میری بیٹی کا بیٹا ہے اور میری شہادت کا مظہر حسین رضی اللہ عنہ ہے یعنی حسین رضی اللہ عنہ سے میری شہادت جہری کا ظہور ہوگا۔

حدیث شریف ۱۸:۔ سرکار ارشاد فرماتے ہیں جس نے حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۱)

Marfat.com

اس لئے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا حضور ﷺ سے محبت کرنا ہے اور حضور ﷺ سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰہ صفحہ ۶۰۵ جلد ۵)

حدیث شریف ۱۹:۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں (نسائی، ابن ماجہ، ابونعیم، طبرانی کبیر، دیلمی) اور ابن ماجہ نے اتنی روایت زیادہ کی ہے کہ ان دونوں کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے اور طبرانی نے یہ بڑھایا ہے ان دونوں کا باپ ان دونوں سے افضل ہے۔ (سرّ الشہادتین صفحہ ۸)

حدیث شریف ۲۰:۔ ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ (سرّ الشہادتین صفحہ ۸)

حدیث شریف ۲۱:۔ ترمذی نے روایت کی حضور ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھالیا اور فرمایا کہ جو مجھ کو دوست رکھے گا اور ان دونوں کو دوست رکھے گا اور ان کے ماں باپ کو دوست رکھے گا تو وہ شخص روز قیامت میرے ساتھ ہوگا۔

حدیث شریف ۲۲:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا جو کسی جنتی جوان کو دیکھنا چاہے تو وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھے۔ (نور الابصار صفحہ ۱۱۴)

Marfat.com

حدیث شریف ۲۳:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور پوچھا بچہ کہاں ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے اور اپنی انگلیاں حضور ﷺ کی ریش مبارک میں داخل کر دیں حضور ﷺ نے ان کا منہ کھول کر بوسہ دیا پھر فرمایا اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما کہ جو اس سے محبت کرے۔ (نور الابصار صفحہ ۱۱۴)

حدیث شریف ۲۴:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لعاب دہن کو اس طرح چوستے ہیں جیسے کہ آدمی کھجور چوستا ہے۔ (نور الابصار صفحہ ۱۱۴)

حدیث شریف ۲۵:۔ مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کعبہ شریف کے سایہ میں تشریف فرما تھے انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا آج یہ آسمان والوں کے نزدیک تمام زمین والوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (الشرف المؤید صفحہ ۶۵)

(صحابی کا قول مرفوع حدیث کے حکم میں ہے)

حدیث شریف ۲۶:۔ شواہد النبوت صفحہ ۳۰۵ میں ہے کہ سرکار ایک دفعہ گود میں ایک طرف اپنے صاحبزادے ابراہیم کو اور دوسری طرف اپنے نواسے حسین رضی اللہ عنہ کو بٹھائے ہوئے تھے۔ جبریل علیہ السلام پیغام خدا لائے کہ ان میں سے ایک چُن کر اپنے پاس رکھیں اور دوسرا مجھ کو واپس کیجئے۔ حضور ﷺ نے اپنے پاس رکھنے کے

Marfat.com

لئے حسین رضی اللّٰہ عنہ کو چُن لیا اس کے چند روز بعد حضرت ابراہیم رضی اللّٰہ عنہ وفات پاگئے۔ اس کے بعد جب بھی حضرت حسین رضی اللّٰہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں آتے تو حضور ﷺ مرحبا فرماتے پھر ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرماتے کہ میں نے حسین رضی اللّٰہ عنہ پر اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللّٰہ عنہ کو قربان کر دیا۔

حدیث شریف ۲۷:۔ حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا حسن و حسین رضی اللّٰہ عنہما دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۰)

حدیث شریف ۲۸:۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں کسی ضرورت سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ باہر تشریف لائے تو کسی چیز کو اٹھائے ہوئے تھے جسے میں نہیں جان سکا۔ میں نے عرض کیا حضور یہ کیا اٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ نے چادر مبارک ہٹائی تو میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں پہلوؤں میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللّٰہ عنہما ہیں آپ نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے (نواسے) ہیں پھر فرمایا اے اللّٰہ میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو ان سے محبت رکھتا ہے ان کو محبوب رکھ۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۰)

حدیث شریف ۲۹:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ ایک کندھے پر حضرت حسن اور دوسرے کندھے پر

Marfat.com

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے تھے یہاں تک کہ ہمارے قریب تشریف لے آئے اور فرمایا جس نے ان دونوں سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

(اشرف المؤید صفحہ ۱۷)

حدیث شریف ۳۰:۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ کے سامنے حسنین کریمین کم سنی کے زمانے میں ایک دوسرے سے کشتی لڑ رہے تھے اور حضور ﷺ بیٹھے ہوئے کشتی ملاحظہ فرما رہے تھے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے فرمایا حسین کو پکڑ لو۔ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا نے جب یہ سنا تو انہیں تعجب ہوا اور عرض کیا ابا جان آپ بڑے کو فرما رہے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ لو تو سرکار نے فرمایا دوسری طرف جبریل علیہ السلام حسین رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے ہیں کہ حسن کو پکڑ لو۔ (نور الابصار صفحہ ۱۱۴)

جن سے اہل بیت کی صلح ہے ہماری صلح ہے

اہل بیت اطہار نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو مانا عمر کی خلافت کو مانا عثمان کی خلافت کو مانا اور مولا علی نے نہج البلاغۃ (بقول شیعہ مولا علی کی تصنیف ہے) میں ان تینوں خلفاء کی تعریف کی وہ شیر خدا تھے ساری خدائی پر غالب تھے بقول شیعہ اپنی موت وحیات ان کے ہاتھ میں تھی اس لئے وہ کسی سے ڈرنے والے نہ تھے۔

۔۔۔۔کی تہمت غلط ہے چوتھے نمبر پر برحق خلیفہ مولا علی ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی غلطی ہوئی اس کا فیصلہ مولا علی نے خوب فرمایا: فرمایا معاویہ کا اور میرا خدا

Marfat.com

ایک، نبی ایک، قرآن ایک، دین ایک انہوں نے غلط فہمی کی بنا پر مجھے عثمان کا قاتل سمجھا۔ خدا کی قسم میں عثمان کے خون سے بری ہوں۔ (نہج البلاغہ)

(ا) مسلمان کو اس لئے قتل کرنا کہ وہ مسلمان کیوں ہے قاتل جہنمی وملعون ہے۔

(ب) مسلمان کو کسی دنیوی عداوت کی بنا پر مارنا گناہ ہے کفر نہیں۔

(ج) مسلمان کو غلط فہمی کی بنا پر قتل کرنا جیسے اُحد میں جب بھگدڑ مچی تو مسلمانوں کے ہاتھوں کچھ مسلمان بھی قتل ہوئے اس طرح قاتل ومقتول دونوں جنتی ہیں جنگ جمل وصفین کے قاتل ومقتول دونوں جنتی ہیں کسی پر کچھ مواخذہ نہیں۔

حق پر بالیقین مولا علی رضی اللہ عنہ تھے معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مخطی مغفور ہیں۔ (کلا وعد اللہ الحسنی) کے ارشاد خداوندی کی رو سے قطعی جنتی ہیں۔ ان کو برا بھلا کہنے والا جہنم کا کتا ہے۔ (نسیم الریاض شرح شفاء)

جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا جان علیہ السلام کے ارشاد (میرا بیٹا حسن سید ہے اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا) کے مطابق خلافت معاویہ کو سونپ دی تو ہم اسے اول ملوک اسلام مانتے ہیں کیونکہ اہل بیت نے اسے امیر تسلیم کیا اور اس سے وظیفے لیتے رہے۔ ہمارا مذہب اہل بیت والا ہے۔ ہم اہل بیت کے خادم ہیں۔

یزید پلید کے تقرری کا مسئلہ

مولانا اوکاڑوی اپنی کتاب امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۳۹ پر ہمارا نظریہ کی سرخی جما کر لکھتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اور

Marfat.com

اسی خیر خواہی کی بنا پر وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں قتل وغارت اور خونریزی ہو۔ وہ سابقہ حالات کے پیش نظر اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ اگر میں نے خلافت وامارت کو یونہی مسلمانوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا یا کسی مجلس شوریٰ کو انتخاب خلیفہ کے لئے مقرر کر دیا تو لوگ کسی طرح بھی کسی ایک شخص جمع اور راضی نہیں ہوں گے بلکہ مختلف علاقوں میں خلافت کے مدعی ضرور اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس سے آپس میں سخت اختلاف پیدا ہو جائے گا اور ضرور خونریزی ہوگی۔ اگر میں نے خلافت بنی ہاشم کی طرف منتقل کر دی تو میری قوم بنی امیہ جو اپنی قومیت میں عصبیت رکھتی ہے اور اس وقت ان کو بڑی قوت وشوکت بھی حاصل ہے وہ کبھی تسلیم نہیں کرے گی اور اس سے بھی آپس میں سخت اختلاف پیدا ہو جائے گا اور ضرور خونریزی ہوگی اس لئے انہوں نے اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی کو ان لوگوں پر ترجیح دی جو اس کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے تھے اور اس سلسلے میں انہوں نے درست یا نادرست جو کچھ بھی کیا وہ بہرحال اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی اور ان کو خونریزی سے بچانے کے خیال سے کیا چنانچہ ان کی دعا جو انہوں نے یزید کو علی عہد بنانے کے بعد کی وہ اس پر شاہد ہے۔

(ترجمہ دعائے معاو رضی اللہ عنہ) اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر میں نے اس (یزید) کو علی عہد کیا ہے بوجہ اس کے جو میں اس کے اندر اہلیت دیکھ رہا ہوں تو اس کی علی عہدی کو پورا کرنا اور اگر میں نے بوجہ اس کی محبت کے اس کو علی عہد کیا ہو تو اس کی ولی عہدی کو پورا نہ کرنا۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۰۸ جلد ۸)

اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید بیٹا ہونے کے ساتھ ساتھ سنیاسی، سوجھ بوجھ بھی رکھتا تھا

Marfat.com

اور یہ ہرگز کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ یزید بد بخت نے ولی عہد بننے کے بعد جو کچھ کیا یا کروایا حضرت امیر معاویہ کو اس سے اس کی توقع تھی؟ یا علم تھا کہ یہ ایسا کرے یا کرائے گا؟ انہوں نے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں خاص طور پر وصیت کی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے ہیں، عزیز ہیں اور اس قرابت قریبہ کی وجہ سے وہ نیک سلوک کے حقدار ہیں اگر عراق والے ان کو تمہارے مقابلہ میں لے آئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ضرور لائیں گے تو ان پر قابو اور غلبہ حاصل ہونے کی صورت میں بھی درگزر سے کام لینا اور قرابت رسول کا خیال رکھنا مگر اس بد بخت نے باپ کی نصیحت کو فراموش کر دیا اور اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر وہ کچھ کیا جسے کوئی مومن سوچ بھی نہیں سکتا۔ بہر صورت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی بدگمانی نہیں کی جا سکتی کیونکہ ان کی صحابیت مسلمہ ہے جو بدگمانی سے مانع ہے۔

اعتراض:۔ معاویہ رضی اللہ عنہ اہل بیت کا دشمن تھا اور اہل بیت کا دشمن جہنمی ہے؟

جواب:۔ مولانا جلال الدین امجدی خطبات محرم صفحہ ۳۲۰ میں لکھتے ہیں:۔

مخالفت اہل بیت کی تین قسمیں ہیں۔

اول:۔ حضور ﷺ کے اہل بیت ہونے کی بنیاد پر ان سے جلنا یہ کفر ہے۔ کیونکہ اس بنیاد پر ان سے جلنا حضور ﷺ سے دشمنی کی خبر دیتا ہے جو کفر ہے۔

دوم:۔ کسی دنیاوی وجہ سے ناراض ہونا اگر اس میں نفسانیت شامل ہے تو گناہ ہے ورنہ نہیں ہے جیسے کہ حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے مابین خانگی

Marfat.com

معاملات میں بارہا شکر رنجی ہوئی ہے۔

سوم:۔ خطائے اجتہادی کی بنیاد پر اہل بیت سے نااتفاقی ہو جائے یہ نہ کفر ہے اور نہ گناہ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تمام جنگیں اسی تیسری قسم کی تھیں ان سب کے سینے ایک دوسرے کے کینے سے پاک تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل اپنے مسند میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا اس مسئلہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ وہ بڑے عالم ہیں۔ اس نے کہا آپ ہی بتادیں کہ آپ کا جواب مجھے ان کے جواب سے زیادہ پسند ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے بہت بری بات کہی ہے کہ تو ان سے نفرت کرتا ہے جن کی عزت حضور ﷺ کرتے تھے۔ جن سے حضور ﷺ نے فرمایا اے علی تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون۔ لیکن مسئلہ پوچھنے والے سن، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظمت کا یہ حال ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حل کراتے تھے۔ اتنا فرمانے کے بعد آپ نے اس سے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جا اللہ تعالیٰ تیرے پیروں کو قیام نصیب نہ فرمائے وہ شخص آپ سے وظیفہ پاتا تھا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اس بے ادبی کے سبب آپ نے اس کا نام وظیفہ پانے والے رجسٹر سے خارج کروادیا۔ (الناہیہ علی ذم معاویہ از علامہ پرہاروی صفحہ ۲۷)

Marfat.com

محمد بن خمود آملی نے نفائس الفنون میں تحریر فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں مولا علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا علی اللہ کے شیر تھے۔ علی چودھویں کا چاند تھے اور علی رحمت خدا کی بارش تھے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ افضل ہیں یا علی؟ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی کے نقشِ قدم بھی ابوسفیان کی آل سے بہتر ہیں۔ (الناہیہ للفر ہاروی صفحہ ۲۸)

اور شیخ نورالحق بخاری کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جنگ جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ جو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے ان کی لاش کو دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ (الناہیہ للفر ہاروی صفحہ ۱۲)

شارح شرح عقائد نفسی مصنف نبراس علامہ پرہاڑوی لکھتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو مولا علی رضی اللہ عنہ کے ایک سپاہی عمر بن جوز نے بحالت نماز شہید کر دیا جب ان کی تلوار مولا علی رضی اللہ عنہ کو پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا مجھ سے میرے آقا محمد ﷺ نے فرمایا زبیر کے قاتل کو جہنم کی خوشخبری سنا دو۔ یہ سن کر عمرو بن جروز نے کہا اے علی! آپ کا معاملہ عجیب ہے اگر ہم آپ سے لڑیں تو جہنمی اور آپ کی طرف سے لڑیں تو بھی جہنمی۔ یہ کہہ کر غصہ میں اس نے اپنے پیٹ میں تلوار گھونپ کر خودکشی کر لی۔ (الناہیہ للفر ہاروی صفحہ ۱۳)

ان واقعات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ صحابہ کرام میں اختلاف ضرور ہوا مگر وہ ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے آپس میں محبت رکھتے تھے صحابہ کا آپس میں اختلاف ہوا مگر کینہ اور بغض نہیں تھا۔

Marfat.com

اختلاف کی وجہ:۔ مولانا جلال الدین امجدی خطبات محرم صفحہ ۳۲۲ میں لکھتے ہیں:
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کو مصری بلوائیوں (اور ابن سبائیوں) نے گھیر لیا ان پر پانی بند کر دیا اور پھر ان کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔ اس کے بعد مہاجرین وانصار کے اتفاق رائے سے جب مولا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو ان سے خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کیا گیا مگر وہ بعض مصلحتوں کی بنا پر قاتلین سے قصاص نہ لے سکے۔ جب یہ خبر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام میں پہنچی تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ پر حدِ قصاص جاری کی جائے مگر مولا علی رضی اللہ عنہ موجودہ حالات سے مجبور تھے اس لئے وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی سزا نہ سکے عبداللہ بن سبا یہودی کا گروہ جو اس فتنہ کی جڑ تھا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اسلام کی طاقت کو کمزور کرنا چاہتا تھا ان میں سے بہت سے لوگوں نے ملک شام پہنچ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو باور کرایا کہ مولا علی رضی اللہ عنہ قصاص لینے میں دانستہ کوتاہی کر رہے ہیں تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسلسل کئی قاصدوں کو بھیج کر قصاص کا شدت سے مطالبہ کیا۔ جب مولا علی رضی اللہ عنہ امر مجبوری اب بھی قاتلین پر حدّ قصاص جاری نہ کر سکے تو اب معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ غلط بات جم گئی کہ علی رضی اللہ عنہ جب قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی سزا نہیں دے سکتے تو خلافت کے دیگر امور وہ کیا انجام دے سکتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف کی اصل وجہ یہی ہے اوراماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہاومولاعلی رضی اللہ عنہ کے مابین بھی اسی بنیاد پراختلاف ہوا۔

یزید کی بطور خلیفہ تقرری پراعتراض کا جواب

مولانا جلال الدین امجدی خطبات محرم صفحہ ۳۲۳ میں لکھتے ہیں خلیفہ کا اپنی زندگی میں دوسرے کوخلیفہ بنانا جائز ہے۔اس لئے کہ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں عمرفاروق رضی اللہ عنہ کوخلیفہ مقرر کیا تھا۔رہا اپنے بیٹے کو جانشین بنانا تو قرآن وحدیث سے منع نہیں اسی لئے آج کل عام طور پرصوفیہ ومشائخ اپنی اولاد کو اپنا جانشین بناتے ہیں جن لوگوں کو بیٹے کے جانشین بنانے پراعتراض ہے وہ قرآن وحدیث سے اس کا غلط ہونا ثابت کریں۔رہی یہ دلیل ہے خلفائے اربعہ میں سے کسی نے اپنے بیٹے کو جانشین مقرر نہیں کیا اس لئے یہ ناجائز ہے تو یہ دلیل غلط ہے۔اس لئے کہ خلفائے اربعہ کے نہ کرنے سے سبب اگر ناجائز ہوجائے تو انہوں نے بہت سے کام نہیں کئے جیسے قرآن مجید پراعراب لگانا، حدیث شریف کو کتابی شکل میں جمع کرنا اورفقہ کی تدوین وغیرہ یہ سب کام ناجائز ہوجائیں گے۔

رہا یزید کے فسق وفجور تو یہ کہیں ثابت نہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یزید فاسق وفاجر تھا اور نہ یہ ثابت ہے کہ انہوں نے یزید کو فاسق وفاجر جانتے ہوئے اپنا جانشین بنایا۔یزید کا فسق وفجور دراصل معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ظاہر ہوا۔اس لئے امام عالی مقام نے بیعت کرنے سے انکار کردیا۔دیکھئے ابلیس لعین پہلے معلم الملکوت تھا عزت وعظمت والا تھا۔معاویہ رضی اللہ عنہ پراعتراض کرنے

Marfat.com

والو خدا پر بھی اعتراض کرو کہ عالم الغیب خدا نے جان بوجھ کر معلم الملکوت کیوں بنایا؟ معاویہ رضی اللہ عنہ تو عالم الغیب نہ تھے۔ تو فسق و فجور ظاہر ہونے سے پہلے یزید کو فاسق کیسے ٹھہرایا جا سکتا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیسے مورد الزام ہو سکتے ہیں اگر کوئی روایت ایسی ہو جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید کے فسق و فجور کی خبر تھی اس کے باوجود انہوں نے اپنا ولی عہد مقرر کیا تو وہ روایت جھوٹی ہے اور اس کا راوی جھوٹا ہے۔ اس لئے کہ وہ صحابی کا فسق ثابت کرتا ہے جبکہ سارے صحابہ کا عادل متقی اور پرہیز گار ہونا جمہور کے نزدیک مسلم ہے۔

ایک اہم اعتراض کا جواب:۔ مولانا جلال الدین خطبات محرم صفحہ ۳۲۴ میں لکھتے ہیں رہی یہ بات کہ یزید کو خلیفہ بنانے کے سبب کربلا کے سارے واقعات کی ذمہ داری حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ہے تو کوئی کہہ سکتا ہے نہیں بلکہ امام حسن پر ہے اس لئے کہ چالیس ہزار سپاہی جنہوں نے جان قربان کرنے کی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اگر آپ ان کو لے کر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرتے تو اسی زمانہ میں ان کا قلع قمع ہو جاتا۔ یزید کو خلیفہ بنائے جانے کا سوال ہی نہیں رہ جاتا مگر اس کی بجائے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت ان کے سپرد کر دی اور انہوں نے یزید کو اپنا جانشین بنا دیا تو اس غلط منطق کی بنا پر واقعات کربلا کی ذمہ داری امام حسن پر ہے۔ (معاذ اللہ) حالانکہ ایسا ہرگز نہیں نہ قصور معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے نہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا۔ سارا قصور یزید پلید کا اپنا ہے۔ سب لعنتیں یزید پلید کے حصے میں ہیں جناب حسن اور معاویہ رضی اللہ عنہما اس سے بری ہیں۔ پھر خد پر بھی

Marfat.com

اعتراض کرو کہ اس نے یزید پلید کو پیدا ہی کیوں کیا۔ نہ خدا پیدا کرتا نہ حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوتے۔ مجدد الف ثانی فرماتے ہیں جو جھگڑے اور لڑائیاں صحابہ کرام میں ہوئیں وہ نفسانیت کی بنا پر نہ تھیں اس لئے کہ صحابہ کے نفوس حضور ﷺ کے برکت سے پاک ہو چکے تھے۔

امام اعظم فقہ اکبر میں فرماتے ہیں ہم اہل سنیت تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور انہیں بھلائی سے یاد کرتے ہیں۔

غوث اعظم فرماتے ہیں امام احمد بن حنبل نے تصریح فرمائی ہے صحابۂ کرام کی تمام جنگوں میں بحث کرنے سے باز رہنا چاہیے اس لئے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ ان صحابہ (معاویہ وغیرہ رضی اللہ عنہ) سے جنگ کرنے میں حق پر تھے اور جو کوئی ان کی اطاعت سے خارج ہوا اور ان کے مقابل جنگ آزما ہوا اس نے امام برحق سے بغاوت کی لہٰذا اس سے جنگ جائز ہوئی اور جن لوگوں نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی جیسے طلحہ، زبیر، معاویہ رضی اللہ عنہم تو انہوں نے خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کیا جو کہ خلیفہ برحق اور مظلوم ہو کر شہید کئے گئے اور قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ مولا علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل تھے لہٰذا ان میں سے ہر ایک صحیح تاویل کی طرف گئے۔ سارے اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کی جنگوں میں بحث سے باز رہا جائے اور انہیں برا کہنے سے پرہیز کیا جائے اور ان کے فضائل اور ان کی خوبیاں ظاہر کی جائیں اور ان بزرگوں کا معاملہ رب کے سپرد کیا جائے جیسے وہ اختلافات جو مولا علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ، معاویہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم میں واقع ہوئے۔

Marfat.com

آپ نے غوث اعظم، امام اعظم اور مجدد الف ثانی کے ارشادات مبارکہ کو پڑھ لیا اگر واقعی آپ ان بزرگوں کے ماننے والے ہیں اور ان سے محبت کرنے والے ہیں تو ان کے فرمان پر عمل کریں صحابہ کرام کی جنگوں کے متعلق بحث نہ کریں ان کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کریں کسی صحابی سے بغض و عناد نہ رکھیں سب سے محبت کریں اور سب کو بھلائی ہی سے یاد کریں کسی بھی صحابی پر لعن طعن نہ کریں کہ اللہ و رسول کی ناراضگی کا سبب ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اقدام خورج حصولِ خلافت کے لئے نہ تھا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تحقیق

فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۲۲۶، ۲۲۷ میں لکھتے ہیں: حضرت امام حسین کو آنحضرت ﷺ کی خلافت راشدہ (خلافت علی منہاج النبوت) کا دعویٰ نہ تھا اور اس غرض سے نہیں نکلے تھے کہ خلافت کا دعویٰ کریں، حضور علیہ السلام کے بعد تیس برس گزر جانے سے خلافت (علی منہاج النبوۃ) کا زمانہ گزر گیا تھا بلکہ حضرت امام حسن کی یہ غرض تھی کہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی رہائی ہو جائے اور مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے مشکوٰۃ شریف میں جو یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے بادشاہِ وقت کی بغاوت اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے سے منع فرمایا اگرچہ وہ بادشاہ ظالم ہو تو یہ حکم اس وقت میں ہے کہ بادشاہ ظالم کا کامل تسلط ہو گیا ہو اور اس کے تسلط میں کسی کو فزاع نہ ہو کوئی اس کا مزاحم نہ ہو۔ ابھی مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے اور حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر وغیرہ رضی اللہ عنہم صحابہ نے یزید کی بیعت قبول نہیں کی۔

Marfat.com

حاصل کلام: ۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس غرض سے نکلے تھے کہ یزید کا تسلط دفع کریں یعنی اس کا تسلط نہ ہونے پائے یعنی یہ امر نہ تھا کہ یزید کا کامل تسلط ہو گیا تھا اور آپ کا یہ مقصود تھا کہ اس کا تسلط اٹھا دیں مسائل فقہ میں دفع و رفع میں فرق ظاہر مشہور ہے۔

فائدہ: یعنی آپ تسلطِ یزید دفع کرنا چاہتے تھے نہ کہ رفع۔

رخصت وعزیمت

شریعت مقدسہ کے احکام دو قسم پر ہیں۔

اول مبنی بر رخصت		دوم مبنی برعزیمت

ایک مسلمان ظالموں کافروں کے نرغے میں آجاتا ہے اور وہ اس کو کلمات کفریہ کہنے پر مجبور کرتے ہیں اور بصورت دیگر اس کو طرح طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں کہ تجھے مار دیا جائے گا یا تیری عزت وآبرو لوٹ لی جائے گی اور وہ مسلمان بھی قوی آثار و علامات سے یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں ان کے کہنے کے مطابق کلمات کفر نہیں کہوں گا تو واقعی ان کے ظلم وستم کا شکار ہو جاؤں گا اور کہہ دوں تو بچ جاؤں گا تو اس بے بسی کا عالم میں شریعت نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ ان کے ظلم وستم سے بچنے کے لئے زبان سے کلمات کفریہ کہہ دے مگر شرط یہ ہے کہ اس کا دل ایمان وحق پر مطمئن ہو اس کا نام ہے ''رخصت'' اس کو چونکہ شریعت نے اس کی اجازت دی ہے اور اس نے شریعت کے حکم پر عمل کیا ہے لہٰذا ہم اس پر کسی قسم کا الزام عائد نہیں کر سکتے اور اگر وہ ظالموں اور کافروں کے سامنے حق اور ایمان پر ڈٹ جائے اور ان کے ظلم وستم کو برداشت

Marfat.com

کرلے اور زبان پر کلمات کفریہ نہ لائے یہاں تک کہ جان دے دے تو وہ مجاہد اور شہید ہے اور شریعت نے اس کو افضل جہاد قرار دیا ہے۔ اس کا نام ہے ''عزیمت'' اور یہ رخصت سے افضل ہے۔

شریعت مطہرہ کے اس اصول کے مطابق جن صحابہ کرام نے یزید کی بیعت کرلی تھی اس کو خلیفہ برحق یا امام عادل سمجھ کر نہیں کی تھی بلکہ آپس کے جدال وقتال اور فتنہ وفساد اور اس کے ظلم وشر سے بچنے کے لئے کی تھی لہٰذا ان کا عمل رخصت پر تھا۔

مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۱۷۷ میں ہے: ترجمہ: اور جب یزید میں فسق وفجور کی وہ باتیں پیدا ہوگئیں جو ہونی تھیں تو صحابہ کرام میں اس کے بارے میں اختلاف رائے ہوگیا بعض نے اس کے فسق وفجور کی وجہ سے اس پر خروج یعنی اس کے خلاف کھڑے ہوجانے اور اس کی بیعت توڑنے کو ضروری سمجھا جیسا کہ حضرت امام حسین اور عبداللہ بن زبیر اور اس کے پیروؤں نے کیا اور بعض نے فتنہ اور بہت زیادہ قتل وغارت کے خطرات اور ان کی روک تھام سے عجز محسوس کرتے ہوئے اس پر خروج کرنے سے انکار کیا کیونکہ اس وقت یزید کی قوت وشوکت بنی امیہ کی عصبیت تھی۔

جن صحابہ نے رخصت پر عمل کیا ان کے دلائل

۱:۔ صحیح مسلم صفحہ ۱۲۹ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۱۹ میں ہے:۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خبردار! جس پر کوئی امیر والی ہو پھر اس میں اللہ کی نافرمانی کا کوئی معاملہ دیکھے تو اس کو تو ناپسند کرے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے۔

۲:۔ صحیح مسلم صفحہ ۱۱۷، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۱۹ میں ہے:۔ حضرت مسلم بن یزید جعفی نے

Marfat.com

حضور ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے نبی! بھلا فرمایئے اگر ہم پر ایسے امراء مسلط ہو جائیں جو ہم سے اپنا حق طلب کریں اور ہمارا حق ہم سے روک دیں تو ایسی حالت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا سنو اور اطاعت کرو کیونکہ ان پر ان کے اعمال کا بوجھ ہے اور تم پر تمہارے اعمال کا۔

۳:۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ تم میرے بعد دیکھو گے ناحق ترجیح دینا اور ناپسندیدہ امور صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس وقت ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا تم ان کے حقوق انہیں دو اور اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۹)

۴:۔ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۲ میں ہے: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب میرے بعد حکام مال غنیمت ناحق تصرف کریں گے؟ میں نے عرض کیا اس کی قسم جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا ہے میں اس وقت اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھ لوں گا پھر اسے ماروں گا یہاں تک کہ آپ سے آملوں گا۔ فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بھی اچھی بات نہ بتاؤں؟ صبر کرنا حتی کہ مجھ سے آملو۔

۵:۔مسلم شریف صفحہ ۱۲۷ جلد ۲، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سرکار نے فرمایا میرے بعد ایسے امراء ہوں گے جو میری ہدایت پر نہیں ہوں گے اور نہ میری سنت پر عمل پیرا ہوں گے اور عنقریب ان میں سے ایسے افراد بھی کھڑے ہوں گے کہ ان کے انسانی جسموں میں دل شیطانوں کے ہوں گے یعنی بظاہر انسان اور بباطن شیطان۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر

Marfat.com

میں ان کو پاؤں تو پھر کیسے کروں؟ فرمایا سنو اور مانو۔ اگرچہ تمہاری پیٹھ پر مارا جائے اور تمہارا مال چھین لیا جائے۔

۶:۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اسلام کی نیکی کے بعد پھر بدی ہوگی جیسا کہ اسلام سے پہلے تھی۔ فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ فرمایا تلوار یعنی بذریعہ جنگ۔ میں نے عرض کیا تلوار کے بعد بھی وہ برائی کچھ باقی رہے گی؟ فرمایا ہاں۔ اس طرح کہ حکومت غلط طریقے پر قائم ہوگی، لوگ اس کو خوش دلی سے تسلیم نہیں کریں گے بلکہ جبر و اکراہ اور مکر و فساد سے صلح ہوگی۔ میں عرض کیا پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر کچھ لوگ گمراہی کی طرف بلائیں گے اس وقت اگر کوئی اللہ کا خلیفہ ہو جو تمہاری پیٹھ پر دُرّے مارے اور تمہارا مال ضبط کر لے تو بھی تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ جنگل میں کسی درخت کے نیچے گوشہ گیری کی حالت میں مرجانا۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۴۶۳)

۷:۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا بادشاہ زمین پر ظل الرحمٰن ہوتا ہے اللہ کے سب مظلوم بندے اس کی طرف پناہ ڈھونڈتے ہیں پس اگر وہ عدل کرے گا اس کے لئے اجر و ثواب ہوگا اور رعیت پر شکر لازم ہوگا اور اگر وہ ظلم و ستم کرے گا اس پر سخت بوجھ ہوگا اور رعایا پر صبر کرنا لازم ہوگا۔

(سراج المنیر شرح جامع الصغیر صفحہ ۲۲۰ جلد ۲)

حسینی عمل عزیمت کے دلائل

۱:۔ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوۃ شریف میں ہے: حضرت ابوالسعید فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

سرکار ﷺ نے فرمایا: افضل جہاد اس کا ہے جو ظالم بادشاہ کو حق بات کہے۔

۲:۔ کنز العمال صفحہ ۷۷۴ جلد ۵۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے کعب بن عجرہ! میں تجھ کو بے وقوفوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ بے وقوف کی حکومت کیا ہے؟ فرمایا عنقریب ایسے امراء ہوں گے کہ بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور عمل کریں گے ظلم کریں گے پس جو ان کے پاس آ کر ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے گا تو وہ مجھ سے نہیں اور میں ان سے نہیں ہوں اور نہ وہ کل (قیامت کے دن) میرے حوض پر آئے گا اور جو ان کے پاس نہیں آئے گا اور نہ ان کی تصدیق کرے گا اور نہ ان کے ظلم پر ان کی اعانت کرے تا وہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں اور وہ کل بروز قیامت میرے حوض پر آئے گا۔

نکتہ:۔ امام عالی مقام کی شان میں سرکار ﷺ نے فرمایا: حسن منی و انا من حسین اور اس حدیث میں ہے کہ جس نے ان حکام کی تصدیق و اعانت کی فلیس منی وہ مجھ سے نہیں تو امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کس طرح ان کا ساتھ دیتے اگر ساتھ دیتے تو حسین منی نہ رہتے بلکہ فلیس منی ہو جاتے یعنی اس منصب و مقام سے محروم ہو جاتے لہٰذا امام عالی مقام نے وہی کیا جو آپ کا منصب و مقام تھا۔

۳:۔ ابوداؤد شریف صفحہ ۳۱۷ جلد ۲ میں ہے: حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: جب لوگ کسی ظالم کو (امیر) دیکھیں اور اس کے ہاتھ کو نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان پر عذاب بھیج دے۔

۴:۔ ابوداؤد شریف صفحہ ۲۱۷ جلد ۳: حضرت عمرو بن ہیثم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

بیشک میں نے سرکار ﷺ سے سنا فرماتے تھے ہر وہ قوم جس میں گناہ ہونے لگ جائیں پھر اس قوم کے لوگ جو گناہ کو نیکی سے بدلنے کی طاقت رکھتے ہوں اور نہ بدلیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان سب پر عذاب نازل کرے۔

۵:۔حضرت حذیفہ الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: اہل جور وستم اور ان کے مددگار دوزخ میں ہوں گے۔

۶:۔مشکوۃ شریف صفحہ ۴۲۶ میں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی کوئی برائی دیکھے تو چاہیے کہ وہ اپنی قوتِ بازو سے اسے (نیکی سے) بدلے اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے اس کی مذمت کرے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہیں ہے تو دل سے برا سمجھے یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔

۷:۔الفتح الکبیر صفحہ ۱۶۵ جلد ۲ میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو نمازوں کا وقت گزار کر پڑھیں گے اور سنت نبوی ﷺ کے خلاف باتیں ایجاد کریں گے۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اس وقت میں کیا کروں؟ فرمایا: جو اللہ کا نافرمان ہو اس کی اطاعت نہیں۔

۸:۔سراج المنیر صفحہ ۳۱۴ جلد ۲۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا میرے بعد عنقریب تم پر ایسے امراء مسلط ہوں گے جو تمہیں ایسے امور کا حکم دیں گے جن میں تم بھلائی نہیں دیکھو گے اور وہ ایسے عمل کریں گے جن کو تم برا جانو گے پس ان کی اطاعت تم پر لازم نہیں۔

Marfat.com

۹:۔السراج المنیر صفحہ ۳۱۴ جلد ۲ میں ہے: حضرت ابی سلالہ الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو تمہاری روزیوں کے مالک ہوں گے وہ تم سے بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور کام کریں گے تو برے کام کریں گے وہ تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کی برائیوں کی تعریف اوران کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرو گے۔ پس تم ان کے سامنے حق پیش کرو جب تک وہ اسے گوارا کریں پھر جب وہ اس سے تجاوز کریں تو جو شخص اس پر قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔

فائدہ: اس ارشاد گرامی کے مطابق بلاشک وشبہ امام عالی مقام شہید بلکہ سید الشہداء ہوں۔

۱۰:۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا: سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب اور وہ شخص ہے جو ظالم کے خلاف کھڑا ہوگا اور اس کو نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا پس وہ اس جرم میں قتل کر دیا جائے گا۔

(مستدرک صفحہ ۱۹۵ جلد ۲، السراج المنیر صفحہ ۳۲۱ جلد ۲)

اسباب شہادت:۔امام عالی مقام کی شہادت کے اسباب اس طرح پیدا ہوئے کہ رجب ۶۰ ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا یزید ان کا جانشین ہوا تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد اس کے لئے سب سے اہم مسئلہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی بیعت کا تھا۔ کیونکہ ان حضرات نے یزید پلید کی ولی عہدی کو تسلیم نہیں کیا تھا علاوہ ازیں ان

Marfat.com

حضرات سے یزید پلید کو یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں ان میں سے کوئی خلافت کا دعویٰ نہ کرے اور ایسا نہ ہو کہ سارا حجاز میرے خلاف اٹھ کھڑا ہو۔

فقیر راقم السطور غلام پنجتن پاک وچہار یار نے بعض علماء سے سنا ہے کہ یزید پلید کی حکومت کی صحت کا انحصار امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت پر تھا۔ صلحنامہ مابین معاویہ رضی اللہ عنہ وحسن رضی اللہ عنہ میں ایک زبانی شرط یہ بھی تھی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے وصال کی صورت میں خلیفہ وہ ہوگا جسے امام حسین رضی اللہ عنہ خلیفہ تسلیم کریں گے یا خود خلیفہ ہوں گے کیونکہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اہل بیت کے در کی خیرات تھی جسے اہل بیت رسول ﷺ خصوصاً امام عالی مقام خلیفہ تسلیم کریں گے۔ جب اہل بیت رسول ﷺ خصوصاً امام عالی مقام نے خلیفہ تسلیم ہی نہیں کیا تو یزید پلید خلیفہ کیسا اور اس کی خلافت کیسی؟ جب شرط نہ رہی تو مشروط کہاں رہا۔

جب یزید خلیفہ نہیں تو حسین رضی اللہ عنہ باغی کیسے قرار پائے؟

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دعویٰ خلافت کی صورت میں عراق میں یزید پلید کو بغاوت کا سخت اندیشہ تھا حالانکہ شرعاً اسے بغاوت نہیں کہا جاسکتا کیونکہ یزید کی حکومت جب خلافت حقہ نہیں تو بغاوت کیسی؟ ان وجوہ کی بنا پر یزید کے پیش نظر سب سے بڑا مسئلہ اپنی حکومت کی بقاء اور تحفظ کا تھا اس لئے اس نے ان حضرات خصوصاً امام پاک سے بیعت لینا ضروری سمجھا۔ چنانچہ اس نے ولید بن عقبہ گورنر مدینہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دی اور ساتھ ہی ان حضرات سے بیعت لینے سخت تاکیدی حکم بھیجا۔ پس حسین رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لئے اس طرح پکڑو کہ جب تک بیعت نہ کریں

Marfat.com

مطلق نہ چھوڑو۔ (تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ۴ جلد۴)

ابھی تک اہل مدینہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر نہ تھی گورنر مدینہ ولید یزید کے اس حکم سے بہت گھبرایا کیونکہ اس کے لئے اس کی تعمیل بہت مشکل تھی اور وہ اس کے انجام کو بھی اچھی طرح سمجھتا تھا اس نے اپنے نائب مروان بن الحکم کو بلایا اور اس سے اس معاملے میں مشورہ طلب کیا مروان سنگ دل دشمن اہل بیت اور سخت مزاج تھا اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان تینوں کو اسی وقت بلائیں اور بیعت کا حکم دیں اگر وہ بیعت کرلیں تو بہتر اگر وہ انکار کریں تو تینوں کا سر قلم کردو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو جب ان کو معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ملے گی یہ تینوں ایک ایک مقام پر جا کر مدعی خلافت بن کر کھڑے ہو جائیں گے پھر ان پر قابو پانا سخت مشکل ہو جائے گا البتہ عبداللہ بن عمر کو میں جانتا ہوں ان سے توقع کم ہے وہ جدال و قتال کرنا نہیں چاہتے سوائے اس کے کہ یہ امر خلافت خود بخود ان کو دے دیا جائے۔

اس مشورہ کے بعد ولید نے ان تینوں حضرات کو بلا بھیجا اس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دونوں مسجد نبوی میں تھے اور وہ وقت بھی ایسا تھا کہ اس میں ولید کسی سے ملتا ملاتا نہ تھا۔ قاصد نے ان دونوں کو امیر کا پیغام دیا انہوں نے قاصد سے کہا تم چلو ہم ابھی آتے ہیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے امام پاک سے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے امیر نے ایسے وقت جبکہ وہ کسی سے ملتے ملاتے نہیں ہمیں کیوں بلایا ہے؟ امام نے فرمایا: میرا یہ گمان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں اور ہمیں اس لئے بلایا ہے کہ ان کی وفات کی خبر عام ہونے سے پہلے وہ ہم سے یزید کی بیعت لے لیں۔ ابن زبیر نے کہا میرا گمان بھی یہی ہے۔ اب آپ

Marfat.com

کا کیا ارادہ ہے؟ فرمایا میں اپنے چند جوانوں کو ساتھ لے کر جاتا ہوں کیونکہ انکار کی صورت میں ہوسکتا ہے کہ معاملہ نازک صورت اختیار کر جائے چنانچہ اپنے بھائی عباس رضی اللہ عنہ اور بیٹے علی اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر چلے اور گورنر ہاؤس کے دروازے پر انہیں متعین کر دیا اور ان سے فرمایا کہ اگر میں تمہیں بلاؤں یا تم سنو کہ میری آواز بلند ہو رہی ہے کہ تو فوراً اندر آ جانا اور جب تک میں باہر نہ آؤں یہاں سے ہرگز نہ ہٹنا۔ آپ اندر گئے مروان کے سوا سب نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا جب آپ بیٹھ گئے تو ولید نے آپ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سنائی اور یزید کی بیعت کے لئے کہا آپ نے تعزیت کے بعد فرمایا میرے جیسا انسان اس طرح چھپ کر بیعت نہیں کر سکتا اور نہ میرے لئے اس طرح خفیہ بیعت کرنا مناسب ہے اگر آپ باہر نکل کر عام لوگوں کو اور ان کے ساتھیوں سے بھی بیعت کی دعوت دیں تو یہ ایک بات ہوگی ولید ابن عقبہ صلح پسند آدمی تھا اس نے کہا اچھا اب تشریف لے جائیں۔

سر الشہادتین صفحہ ۱۴۸ میں ہے: یزید نے دوسرا نامہ ولید بن عقبہ کو لکھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر اور ابن زبیر سے بہت ہی جلد میری بیعت لے جس طرح ہو سکے اس میں کوشش کرے جب یہ نامہ ولید کے پاس آیا جناب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اس نے دارالحکومت میں بلایا آپ نے تیس جانثار ہتھیار بند اپنے غلامان اور احباب سے اپنے ہمراہ لئے اور اعصاء نبوی زیب دست حق پرست کر کے ولید کے پاس چلے اور جوانوں کو درالحکومت کے

Marfat.com

پھاٹک پر کھڑا کیا اور تاکید فرمائی کہ مستعد رہو یہاں سے ٹلو نہیں اڑے رہو۔ جب میری آواز بلند پاؤ تو فوراً بے دھڑک کچہری میں گھس آؤ اور جب تک کوئی میرے مارنے کا ارادہ نہ کرے کچھ بولنا نہیں۔ پہلے تم ہتھیار کھولنا نہیں پھر آپ تنہا ولید کے پاس تشریف لائے ولید نے بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو بٹھایا اور حال وفات معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور بیعت طلب کرنے کا یزید کے سنایا۔ آپ نے فرمایا ہم خود غم مادر و پدر و برادر سے بے موت کے مر رہے ہیں کس طرح زندگی کے دن بھر رہے ہیں گو بظاہر جیتے ہیں مگر خون جگر پیتے ہیں میرا ستانا مناسب نہیں غمزدوں کا دل دکھانا مناسب نہیں بہرحال ہم اکیلے چپ چاپ بیعت نہیں کر سکتے یزید (جو امیر بنتے ہی) بدعتی، شارب خمر (بن گیا ہے) کے زیر حکم گردن نہیں دھر سکتے۔ کل سب اہل اسلام میں خبر وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کی مشتہر کی جائے اور سارے اہل مدینہ کو طلب بیعت یزید کی خبر دی جائے جو سب مسلمانوں کی رائے ہوگی اس سے مجھے گریز نہیں۔ ولید نے کہا آپ کا فرمانا بہت بجا ہے یہی مناسب ہے یہی زیبا ہے اچھا آج آپ دولت خانے کو تشریف لے جائیں اور کل اسی طرح یہاں تک قدم رنجہ فرمائیں۔ مروان شیطان کے افسر معاندان نے ولید سے کہا کہ اگر اس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ یہاں سے پھر جائیں گے تو پھر کبھی تمہارے ہاتھ نہ آئیں گے جب تک بیعت نہ کر لیں ان کو قید رکھو چھوڑو نہیں میری بات سے منہ موڑو نہیں اور اگر بیعت نہ کریں تو سر ان کا اتارلو ابھی ان کو مارلو۔ آپ نے مروان کو بچشم غضب دیکھ کر فرمایا یہ کس کا کلیجہ ہے کہ ایسا ارادہ دل میں لائے میری جانب نظر اٹھائے۔ (کیونکہ آپ کو نانا جان نے خبر دے دی تھی کہ تو کربلا میں شہید ہوگا اس لئے

Marfat.com

آپ نے فرمایا مجھے مدینے میں کوئی نہیں مار سکتا)

اعتراض:۔ قرآن مجید میں ہے مَاتَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین مرے گا۔ نبی ﷺ اور حسین رضی اللہ عنہ کو کیسے کربلا میں شہادت کی خبر مل گئی۔؟

جواب:۔ آیت آگے بھی ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ مغیبات خمسہ کا علم رکھنے والا اور اپنے محبوبوں کو خبر دینے والا ہے۔خبیر کا معنی مخبر بھی ہے۔
(تفسیر صاوی، تفسیر احمدیہ، ترجمہ البیان، ترجمہ کنزالایمان، ترجمہ نیرالعرفان)

امام عالی مقام واپس تشریف لے آئے مروان نے ولید سے کہا کہ تم نے میری بات نہ مانی خدا کی قسم اب تم ان پر قابو نہیں پاسکو گے یہ بہترین موقعہ تھا کہ تم ان کو قتل کر دیتے ولید نے کہا تم پر افسوس تم مجھے ایسا مشورہ دے رہے ہو جس میں میرے دین کی تباہی ہے۔کیا میں صرف اس وجہ سے نواسہ رسول ﷺ کو قتل کر دیتا کہ وہ یزید کی بیعت نہیں کرتے اگر مجھے دنیا بھر کا مال ومتاع مل جائے تو بھی میں ان کے خون سے اپنے ہاتھوں کو آلودہ نہیں کروں گا۔خدا کی قسم! قیامت کے دن میں جس سے خونِ حسین کی باز پرس ہوگی وہ ضرور اللہ کے سامنے خفیف المیزان ہوگا۔مروان نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو یہ مروان نے صرف ظاہر داری کے لحاظ سے کہہ دیا تھا ورنہ دل میں وہ ولید کی بات کو ناپسند کرتا تھا۔ (ابن اثیر، طبری)

عبداللہ بن زبیر طرح طرح کے حیلوں سے ولید کے قاصدوں کو ٹالتے رہے اور ولید کے پاس نہ آئے اور دوسرے دن مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے گئے ولید کا سارا عملہ سارا دن ان کی تلاش میں سرگرداں رہا مگر وہ نہ مل سکے۔ادھر شام کے وقت پھر ولید

Marfat.com

نے امام کے پاس آدمی بھیجا آپ نے فرمایا اس وقت تو میں نہیں آ سکتا صبح ہونے دو پھر دیکھیں گے کیا ہوتا ہے۔ ولید نے بات مان لی آپ نے اسی رات اپنے اہل وعیال اور عزیز واقارب کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کرلیا۔ گھر والوں کو فرمایا کہ تم تیاری کرو اور آپ خود مسجد نبوی شریف روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے نوافل ادا کرکے جوں ہی چہرۂ رسول کے سامنے پہنچ کر دست بستہ سلام کے الفاظ ادا کئے بے ساختہ آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے جوارِ رسول ﷺ سے دوری اور شہرِ رسول ﷺ سے جدائی کے غم انگیز خیال نے آپ پر رقت طاری کر دی۔ یہی وہ شہر تھا جس میں آپ نے عمر عزیز کا اب تک بیشتر حصہ گزارا تھا بچپن سے اب تک اسی شہر کی پرنور فضاؤں اور معطر ہواؤں میں روز وشب کا سلسلہ تھا۔ یہ شہر آپ کے نانا جانؐ کا شہر تھا آپ اس گلشن رسول ﷺ کے مہکتے پھول تھے۔ مگر اب اس شہر میں آپ کا رہنا مشکل ہو گیا تھا اسی شہر میں آپ کی والدہ ماجدہ کا مدفن تھا آپ کے بھائی حسن رضی اللہ عنہ اسی شہر میں آرام فرماتے تھے اس وقت امام پاک کی کیا کیفیت ہوگی امام پاک اپنے اہل وعیال کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کو ہجرت کر گئے۔

(کامل ابن اثیر صفحہ ۶ جلد ۴، طبری صفحہ ۱۹۰ جلد ۶)

سیدہ فاطمہ صغرا رضی اللہ عنہا کے بارے تین اقوال

پہلا قول:۔ اکثر جاہل واعظین اور تمام رافضی ذاکرین بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ صغری چھوٹی بچی اور بیمار تھی۔ بیماری کی وجہ سے امام عالی مقام اسے اکیلا گھر میں چھوڑ گئے۔ اس واقعہ کی کوئی تاریخی سند نہیں۔

Marfat.com

دوسرا قول:۔ جو سنی محقق علماء بیان کرتے ہیں سیدہ صغریٰ بالغہ شادی شدہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حسن مثنیٰ کی خاتون خانہ تھیں۔امام کی روانگی کے وقت آپ کے خاوند گھر میں موجود نہ تھے اس لئے ان کی اجازت کے بغیر امام عالی مقام بحکمِ شرع بیٹی کو ساتھ نہ لے گئے۔

تیسرا قول:۔ سیدہ صغریٰ کے خاوند حسن مثنیٰ بیمار تھے۔بعض علماء کہتے ہیں خاوند کی تیمارداری کے لئے ان کو مدینہ منورہ چھوڑ گئے۔

چوتھا قول:۔ شیعہ کی معتبر کتاب منتہی الآمال صفحہ ۳۸۰ جلد ا میں شیخ عباس قمی رافضی لکھتا ہے: دیگر فاطمہ کہ زوجہ حسن مثنیٰ بودہ کہ در کربلا حاضر بود یعنی دوسری فاطمہ جو حسن مثنیٰ کی زوجہ تھیں کربلا میں موجود تھیں۔ واللہ ورسول اعلم بحقیقۃ الحال

محمد بن حنفیہ کا مشورہ:۔ آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ نے آپ سے کہا بھائی میں تم سے زیادہ کسی کو محبوب اور عزیز نہیں رکھتا اور تمام خلقِ خدا میں کسی کو اس کا مستحق نہیں سمجھتا کہ اس کے ساتھ آپ سے زیادہ خیر خواہی کروں۔لہٰذا میرا مشورہ یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ یزید کی بیعت اور کسی مخصوص شہر کے ارادہ سے الگ رہیں اور دیہات اور ریگستان میں قیام کریں اور لوگوں کے پاس اپنے قاصد بھیج کر ان کو اپنی بیعت کی دعوت دیں اگر وہ لوگ بیعت کر لیں تو آپ اس پر اللہ کا شکر کریں اور اگر وہ کسی اور شخص پر متفق ہو جائیں تو اس سے آپ کے اوصاف وکمالات اور فضیلت میں اللہ کچھ کمی اور کچھ فرق نہ آنے دے گا۔ مجھے خوف ہے کہ ان حالات میں اگر آپ کسی مخصوص شہر یا کسی مخصوص جماعت کے پاس جائیں گے تو ان میں اختلاف پیدا ہو جائے گا

Marfat.com

ایک گروہ آپ کے ساتھ ہوگا اور دوسرا آپ کے خلاف پھر ان دونوں میں جنگ وجدال کی نوبت آئے گی اور سب سے پہلے آپ ان کے تیروں کا نشانہ بنیں گے۔ ایسی صورت میں ایک معزز اور شریف ترین شخص جو بہ لحاظ حسب ونسب اس ساری امت سے بہتر ہے اس کا خون سب سے زیادہ ارزاں ہو جائے گا اور اس کے اہل وعیال کو ذلیل کیا جائے گا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا بھائی پھر میں کہاں جاؤں؟ محمد بن حنفیہ نے کہا مکہ۔ اگر وہاں آپ کو اطمینان حاصل ہو جائے تو کوئی نہ کوئی سبیل پیدا ہو جائے گی اور اگر اطمینان حاصل نہ ہو تو پھر ریگستانوں اور پہاڑوں کی طرف چلے جائیں اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہوتے رہیں اور لوگوں کے بدلتے ہوئے حالات دیکھتے رہیں پھر آپ کسی نہ کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کیونکہ جب واقعات سامنے آجاتے ہیں تو رائے بہت زیادہ صحیح ہو جاتی ہے۔ امام عالی مقام نے فرمایا: بھائی تم نے خیر خواہی اور شفقت فرمائی ہے مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تمہاری رائے درست اور موافق ثابت ہوگی یہ کہہ کر آپ یزید بن مفرغ کے اشعار پڑھتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ (جن کا ترجمہ یہ ہے) جس دن کہ ظلم وستم سے میرا گلا گھونٹ دیا جائے گا اور موت میرا انتظار کر رہی ہوگی اگر میں میدان چھوڑ جاؤں تو پھر کبھی بھی صبح کے وقت غارت کے لئے اونٹوں کو نہ چولگاؤں گا اور نہ ہی اپنا نام یزید رکھوں گا۔ (کامل ابن اثیر صفحہ ۶ جلد ۴، طبری صفحہ ۱۹۰ جلد ۶)

ایک شبہ کا ازالہ:۔ یزیدی مولوی محمد عباسی نے خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید لعنہ صفحہ ۷۹ میں لکھا ہے: محمد بن حنفیہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کو طلب

Marfat.com

حکومت وخلافت کا ایک ایسا ہی مسئلہ سمجھتے تھے جو مقتضیات زمانہ اور احکام شرع کے اعتبار سے جائز اور مناسب نہ تھا۔ اس کے متعلق جواباً عرض ہے کہ اگر محمد بن حنفیہ کے نزدیک خروج امام مقتضیات زمانہ اور احکام شرعیہ کے اعتبار سے ناجائز اور نامناسب ہوتا تو پھر وہ امام کو یہ کیوں کہتے کہ یزید کی بیعت سے الگ رہو اور اپنی بیعت کی دعوت دو بلکہ وہ واضح الفاظ میں یوں کہتے کہ تمہارے لئے ازروئے شریعت کسی حالت میں بھی یہ خروج جائز نہیں اور نہ تمہیں خلیفہ راشد و عادل کے ہوتے ہوئے یہ حق پہنچتا ہے کہ تم اس کے خلاف بغاوت کرو۔ ان کو خروج سے نہ روکنا اور تدبیریں بتانا کہ دیہات اور پہاڑوں میں قیام کرو اور لوگوں کے پاس وفود بھیجو اور ان کو اپنی بیعت کی دعوت دو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کے نزدیک امام کا خروج شرعی طور پر ناجائز نہ تھا بلکہ امام جو طریقہ اختیار کر رہے ہیں وہ طریقہ ان کے نزدیک مصلحت کے خلاف اور غیر مفید تھا۔ رہا خود محمد بن حنفیہ کا بیعت کرنا تو وہ بعض صحابہ کی طرح فتنہ وفساد سے بچنے کے لئے تھا نہ کہ خلیفہ کے کردار کی خوبی یا اس کے حق ہونے کی بنا پر تھا۔

ثابت ہوا کہ محمد بن حنفیہ بھی دوسرے بعض صحابہ کی طرح فی نفسہٖ یزید کے خلاف خروج کو ناجائز یا برا نہیں جانتے تھے بلکہ خارجی اسباب ووجوہ کی بنا پر اسے غیر موثر اور خلاف مصلحت سمجھتے تھے۔ لہٰذا یزیدی ملاں محمود عباسی کا یہ کہنا کہ محمد بن حنفیہ امام کے خروج کو شرعی طور پر ناجائز سمجھتے تھے بالکل غلط اور تاریخ کی کھلی تکذیب ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ دوراندیشی اور مصلحت پر مبنی تھا ارباب عقل ودانش اس قسم کی مصلحت آمیزیوں اور دوراندیشیوں سے کام لیتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہیں اور بعض موقعوں پر مصلحت سے کام لینا

Marfat.com

کوئی بری بات بھی نہیں ہے لیکن اہل عشق ومحبت کا مزاج کچھ اس سے مختلف ہی واقع ہوا ہے۔ بقول اقبال علیہ الرحمہ:

جملہ عالم ساجد ومسجود عشق سومناتِ عقل رامحمود عشق
عشق سلطان است وبرہان مبین ہردو عالم عشق رازیرنگین

عناصرِ الشہادتین صفحہ ۱۴۹ میں ہے:۔

ولید نے یہ حال یزید کے پاس لکھا فوراً ولید کے نام بتاکید تمام جواب آیا کہ اگر امام حسین بیعت نہ کریں تو ان کا سرکاٹ کر جلد یہاں روانہ کرے کچھ ڈرے نہیں کام مردانہ کرے اس کے عوض تیرے درجے بلند کروں گا جو ہیں ان سے دو چند کروں گا۔ ولید نے نامہ پڑھ کر کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اگر یزید مجھے ساری دنیا دیدے یا میرا سارا خاندان لوٹ لیوے تب بھی قتل فرزند رسول ﷺ کے میں ہرگز سعی نہ کروں گا راہ جہنم میں قدم نہیں دھروں گا مجھے یزید کا ڈر خاک نہیں وہ کچھ ستم کرے مجھے باک نہیں (یعنی ڈر نہیں)

روایت ہے کہ جب چند نامے متواتر اس مضمون کے ولید کے پاس آئے یہ سب نامے ولید نے چپکے چپکے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوائے کہ اے شاہزادے اب اسی مضمون کے نامے متواتر آپ کے قتل کے واسطے چلے آتے ہیں مگر ہم اسے کچھ بھی خیال میں نہیں لاتے اعداء کو ہر طرح کا زور ہے ان کا ہر طور سے شور ہے میرے خیال میں کوئی بات آتی نہیں حیران ہوں کوئی مصلحت جی میں سماتی نہیں۔

(نوٹ ضروری) اہل سنت کے عقائد کی کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے قد کفر

Marfat.com

یـزیـد حین امر یقتل الحسین ۔ یزید لعین نے حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دے کر کفر کیا۔ پس یزید اور اس کے اعوان وانصار پر اللہ کی لعنت ہو۔

امام عالی مقام اس نامے کو پڑھ کر شب کے وقت روضہ انور حضور علیہ السلام پر آئے اور سلام بجالائے اور مزار مبارک سے لپٹ کر اس قدر روئے کہ در و دیوار روئے رو رو کر فرماتے تھے نانا جان حسین آپ پر قربان یہ وہی حسین آپ کا نواسہ ہے یزید بے رحم اس کے خون کا پیاسا ہے یہ وہی حسین آپ کے دوش کا راکب ہے کہ اب ہر کس و ناکس اس کے خون کا طالب ہے دشمن کو کچھ آپ کے اہل بیت کا پاس نہیں خدا سے کچھ خوف و ہراس نہیں خونِ جگر پی پی کر کہاں تک رہوں جورِ اعداء کتنا سہوں۔ بھائی غمخوار کو بھی آپ نے اپنی آغوش نازنین میں سلا لیا اب میری بے کسی پر کون کڑھے میری بے بسی ہر کس کا دل دکھے کوئی مونس نہیں محرم راز نہیں، بجز درد و غم کے ہمدم نہیں دمساز نہیں آہ دردِ دل کس سے کہیں زخم جگر کب تک سہیں۔

غرض اس طرح رات بھر روتے رہے جی جان کھوتے رہے صبح ہوتے گھر چلے آئے۔

دوسری رات پھر مزار شریف پر جا کر الوداع الفراق کہتے کہتے بے خود ہو گئے۔ روتے روتے مرقد اقدس پر سر رکھ کر سو گئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام بنفس نفیس مع فوج ملائکہ وہاں تشریف لائے اور حضرت امام کے سر اقدس کو اپنے سینہ پر گنجینہ سے لپٹا کر خوب گلے ملایا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا نور العینین بیٹا حسین رضی اللہ عنہ اب قریب ہے کہ اشقیاء کربلا میں تمہیں قطرۂ آب سے ترسا کے بینہ تیروں کا برسا کے شربت شہادت پلائیں گے پھر بھی باوجود اس کمینہ حرکت کے وہ میری شفاعت کی امید رکھیں گے حالانکہ وہ قیامت میں میری شفاعت سے محروم رہیں گے اے نور چشم

Marfat.com

حسین تمہارے ماں باپ اور بھائی بھی میرے پاس بہت محزون اور خستہ دل آئے ہیں یہاں آکر سب داستانِ غم سنائے ہیں تم بھی ان ہی کی طرح اعداء سے سو سو طرح کے رنج اٹھاؤ گے پھر اسی طرح میرے پاس مجروح تن خستہ جگر قتیل خونین پیرہن میں آؤ گے۔ سو بیٹا صبر کرنا۔

تمہارے واسطے بہشت میں ایسے بڑے بڑے درجے ہیں جب تک سر میدان سر نہ کٹاؤ گے وہ مدارج علیا نہ پاؤ گے ماں باپ تمہارے دیکھنے کو بے قرار ہیں۔ امام عالی مقام نے خواب ہی میں عرض کیا نانا جان حسین کو اب دنیا میں رہنے کی حاجت نہیں درد فراق سہنے کی طاقت نہیں اسی وقت مجھے اپنی مزار اقدس میں لے لیجئے دردِ دل کی دوا کیجئے پھر خواب سے بیدار ہوئے سجدۂ شکر بجالائے محو دیدار ہوئے کہ بخیال جمال جد بزرگوار اور مژدہ شہادت اور حصول درجات عالیہ مارے خوشی کے بھول گئے سارا رنج وغم بھول گئے اور اپنے اہل بیت کو یہ خواب کہہ سنایا اور مدینے سے واسطے زیارت بیت اللہ کے عزم مکے کا فرمایا پھر دوسری شب کو بھائی سے رخصت ہونے کو جنت البقیع میں گئے روتے روتے بے ہوش ہوئے بھائی جان آپ نے مجھ سے منہ پھیرا ہر طرف سے رنج ومصیبت نے گھیرا سارا جسم سنگِ غم سے چور ہے خوشی کوسوں دور ہے اب رخصت ہوتا ہوں پھر حشر ہی میں ملاقات ہوگی وہاں اچھی طرح بات ہوگی پھر وہاں سے مزار مبط انوار مادر مہربان کے تشریف لائے اشک خونیں آنکھوں سے بہائے۔ السلام علیک یا امّاہ پھر عرض کی اے مادر مہربان اے مادر مہربان حسین بے کس وبے جان کو رخصت کیجئے آخری سلام لیجئے یہ کہا اور مزار شریف سے حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کی قبر سے لپٹ گئے اس قدر روئے کہ جگر حاملانِ

Marfat.com

عرش کے پھٹ گئے پھر آدھی رات کو وہاں سے روضہ مبارک پر اپنے جد بزرگوار علیہ السلام کے رخصت ہونے کو حاضر ہوئے سلام اور طواف کر کے نماز میں مشغول ہوئے پس آنکھ لگ گئی پھر دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے وہاں قدم رنجہ فرمایا اور سر آپ کا اٹھا کر اپنی گود میں لیا شاہزادے نے رو رو کر عرض کی نانا جان آپ کے نام نہاد امتی مجھے بہت ستاتے ہیں مدینے میں کیونکر رہوں ستم اعداء کتنا سہوں۔ بعزم کربلا زیارت بیت اللہ کی تیاری ہے دیکھئے میرے سر بریدہ کو بھی تقدیر یہاں پھر لاتی ہے یا اسی طرف کہیں خاک میں ملاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا تم بھی شربت شہادت پی کر میرے پاس آؤ گے جنت میں ہمارے پاس رہو گے درجہ عالی پاؤ گے نور العین حسین رضی اللہ عنہ عین فرات کے کنارے تم بھوکے پیاسے ہو گے پھر خاک کربلا ہو گی اور تمہارا لاشا ہو گا تمہارا تن نازنین زخموں سے چور اور سر بدن سے دور ہو گا۔ اے حسین منتظر وقت رہو۔ پھر نیند سے بیدار ہوئے سلام رخصتی بجا لائے اور بعزم روانگی مکہ معظمہ اسلام گھر چلے گئے۔

مدینہ منورہ سے رحلت:۔ امام عالی مقام مدینہ منورہ کو چھوڑتے وقت جب اپنے نانا جان ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوئے ہوں گے اور صلاۃ وسلام عرض کر کے رخصت واجازت طلب کی ہو گی اس وقت آپ کی کیا کیفیت ہوئی ہو گی بلاشبہ دیدۂ خون بار نے اشک غم کی بارش کی ہو گی قلب حزیں صدمہ جدائی وفراق سے گھائل ہو رہا ہو گا اور لبوں پر یہ الفاظ ہوں گے کہ کندھوں پر چڑھا کر کھلانے والے نانا آغوشِ رحمت ومحبت میں لے کر لوریاں سنانے والے نانا، ماتھے رخسار اور لبوں کو چومنے والے نانا

Marfat.com

اے میرے ناز اٹھانے والے نانا آج میرا حال دیکھئے میں غمگین و پریشان ہوں اشکبار ہوں اس لئے کہ آپ کا مقدس شہر چھوڑ رہا ہوں وہ شہر جو مجھے سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے لیکن میں کیا کروں میرا یہاں رہنا دشوار ہو گیا ہے میں جارہا ہوں مجھے اجازت دیجئے اور ادھر روضہ اقدس میں نازوں سے پالنے والے نانا جان کی کیا حالت ہو گی یہ تصور دلوں کو پاش پاش کر دیتا ہے یہ دن کیسا دن تھا سخت رنج وغم کا دن تھا کہ نواسہ نبی ،جگر گوشہ علی ،نور دیدۂ زہرا ،سرور قلب حسن مجتبیٰ جارہا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جارہا ہے۔ پھر آپ یہ آیت پڑھتے ہوئے شعبان ۶۰ ھ میں بمعہ اہل وعیال مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ تو وہ (موسیٰ علیہ السلام) اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے اے میرے رب مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرما۔

عبد اللہ بن مطیع سے ملاقات:۔ راستہ میں حضرت عبد اللہ بن مطیع سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کو مع اہل وعیال مدینہ منورہ سے جاتے ہوئے دیکھا تو پوچھا میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ فرمایا فی الحال تو مکہ مکرمہ جارہا ہوں وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے استخارہ کروں گا کہ کہاں جاؤں عبد اللہ نے کہا اللہ آپ کو اپنی امان میں رکھے اور ہمیں آپ پر فدا کرے جب آپ مکہ پہنچ جائیں تو کوفہ کا ہرگز ارادہ نہ فرمائیں کہ وہ ایک منحوس شہر ہے وہیں آپ کے والد ماجد شہید ہوئے وہیں آپ کے بھائی حضرت حسن کو ان کے شیعوں نے بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور ران پر برچھی کا وار کیا گیا قریب تھا کہ وہ جاں بحق تسلیم ہو جاتے اور آپ نے فرمایا معاویہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ مجھے ان لوگوں سے بہتر ہے جو اپنے آپ کو ہمارے شیعہ کہلواتے تھے

(ملاحظہ ہوں کتب روافض جلاء العیون صفحہ ۲۶۱ وغیرہ)

آپ مکہ ہی میں رہیں اس کو نہ چھوڑیں آپ عرب کے سردار ہیں اہل حجاز آپ کے برابر کسی کو نہیں سمجھے ہر طرف سے لوگ آپ کے پاس آئیں گے آپ حرم کعبہ کو ہرگز ہرگز نہ چھوڑیئے۔ جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو یہ آیت پڑھی:

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ اور جب (موسیٰ علیہ السلام) مدین کی طرف متوجہ ہوا کہا امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ چلائے گا۔

(القصص)

آپ کے مکہ مکرمہ پہنچنے کی خبر سن کر لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آنے لگے اور زیارت کا شرف حاصل کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر بھی مکہ مکرمہ ہی میں تھے وہ بھی آپ کے پاس آتے جاتے اہل مکہ کو آپ کے آنے کی بہت خوشی ہوئی تھی وہ آپ کے دیدۂ پرانوار سے اپنے دیدہ و دل کو روشن و منور کر رہے تھے۔

اہل کوفہ کے خطوط اور وفود:۔ کوفہ شیعان علی رضی اللہ عنہ کہلانے والوں کا مرکز اور گڑھ تھا اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے عہد خلافت میں دارالخلافہ مدینہ طیبہ سے منتقل کر کے کوفہ میں قائم کیا تھا لہٰذا آپ کے تمام محب و شیعہ کہلانے والے وہیں جا کر آباد ہو گئے تھے یہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں بھی امام عالی مقام کی خدمت میں کوفہ تشریف آوری کی درخواستیں بھیج چکے تھے اب جب اہل کوفہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال اور امام عالی مقام

Marfat.com

اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیعت یزید سے انکار کرنا معلوم ہوا تو کوفہ کے تمام شیعان علی کہلوانے والے حضرت سلیمان بن صرد الخزاعی کے گھر جمع ہوئے طبری صفحہ ۱۹۷ جلد ۶ میں محمد بن بشیر ہمدانی کا بیان ہے: ترجمہ: تمام شیعہ سلیمان بن صرد کے گھر جمع ہوئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا ذکر کر کے سب نے اللہ کا شکر کیا پھر سلیمان بن صرد نے سب سے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گیا ہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کی بیعت سے انکار کیا ہے اور مکہ چلے گئے ہیں اور تم لوگ ان کے اور ان کے باپ (مولا علی رضی اللہ عنہ) کے شیعہ ہو پس تم خوب جان لو کہ اگر تم ان کے معاون بن سکتے ہو اور ان کے دشمنوں سے جہاد کر سکتے ہو تو ان کو لکھو اور اگر تمہیں اپنی کم زوری اور بزدلی کا اندیشہ ہو تو ان کو دھوکہ نہ دو سب نے کہا کہ نہیں ہم ان کو دھوکہ نہیں دیں گے بلکہ ہم ان کے دشمنوں سے جنگ کریں گے اور ان پر اپنی جانیں نثار کریں گے سلیمان نے کہا پھر لکھو تو انہوں نے آپ کی طرف لکھا:۔

رافضی مذہب کی معتبر کتاب جلاء العیون صفحہ ۱۳۹ جلد ۲ میں ملا باقر مجلسی رافضی لکھتا ہے: جب یہ خبر اہل کوفہ کو پہنچی تو شیعانِ کوفہ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر میں جمع ہوئے سلیمان نے کہا جب کہ معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت سے انکار کر کے مکہ معظمہ چلے گئے اور تم ان کے شیعہ ہو اور ان کے والد بزرگوار کے شیعہ ہو اگر جانتے ہو کہ ان کی مدد کر سکو گے اور بجان و مال ان کی خدمت میں لکھ کر یہاں بلا لو اور اگر ان کی مدد میں سستی اور کاہلی کرو گے یہ جان لو کہ شرط نیک خواہی اور متابعت کی بجا آوری نہ کرو گے تو ان کو فریب نہ دو اور ہلاکت میں

Marfat.com

نہ ڈالو۔ شیعوں نے کہا جب حضرت اس شہر کو اپنے نور قدم سے منور کریں گے ہم سب بہ قدم اخلاص ان کی خدمت میں حاضر ہو کے ان سے بیعت کریں گے ان کی نصرت میں جان فشانی اور دشمنوں سے حفاظت میں کوشش کریں گے۔

(جلاء العیون مترجم صفحہ ۱۳۸ جلد ۲، شائع کردہ شیعہ جنرل بک ایجنسی محلہ شیعہ لاہور)

ثابت ہوا کہ امام عالی مقام کو کوفہ میں بلانے والے سب شیعہ ہی تھے چنانچہ خطوط اور وفود کا تانتا لگ گیا یہاں تک کہ بقول ملا باقر مجلسی بارہ ہزار خطوط شیعہ مومنین کے امام کے پاس پہنچے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ جلد از جلد کوفہ تشریف لائیں مسند خلافت آپ کے لئے خالی ہے مومنین شیعوں کے اموال اور ان کی گردنیں آپ کے لئے حاضر ہیں سب کے سب آپ کے منتظر اور مشتاق دید ہیں۔ آپ کے سوا کوئی ہمارا امام اور پیشوا نہیں ہے آپ کی مدد کے ملئے یہاں لشکر مہیا و حاضر ہے۔ نعمان بن بشیر حاکم کوفہ دار الامارت میں بیٹھا ہے ہم جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھنے نہیں جاتے جب آپ کوفہ تشریف لائیں گے ہم اس کو کوفہ سے نکال دیں گے۔

(جلاء العیون صفحہ ۱۳۹ جلد ۲)

آخری خط آنے کے بعد امام عالی مقام نے ان کو جواب لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خطِ حسین بن علی شیعہ مومنین مسلمانانِ اہل کوفہ کی طرف ہے۔ اما بعد! بہت سے قاصدوں اور خطوط کے آنے کے بعد جو تم نے خط ہانی اور سعید کے ہاتھ مجھے بھیجا ہے وہ مجھے پہنچا سب تمہارے خطوط میرے پاس پہنچے اور سب کے مضامین سے مطلع ہوا تم نے سب خطوط میں مجھے لکھا ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں بہت جلد ہمارے پاس تشریف لایئے۔ خدا آپ کی برکت سے ہم کو بھی بحق ہدایت کرے واضح ہو کہ میں

Marfat.com

بالفعل تمہارے پاس اپنے برادرِ عم ۔۔۔اعتماد مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں اگر مسلم مجھے لکھیں جو کچھ تم نے مجھے خط میں لکھا ہے بمشورہ عقلاءو دانایان واشراف و بزرگانِ قوم لکھا ہے اس وقت میں بہت جلد انشاء اللہ تمہارے پاس چلا آؤں گا میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں کہ امام وہی ہے جو درمیانِ مردم بہ کتاب خدا حکم اور بعدالت قیام کرے اور قدم جادۂ شریعت مقدسہ سے باہر نہ رکھے اور لوگوں کو دین حق پر مستقیم رکھے۔

والسلام۔ (جلاء العیون صفحہ ۱۴۰ جلد ۲)

امام عالی مقام نے جب اہل کوفہ کے خطوط اور وفود سے ان کے جذبات عقیدت ومحبت جان و مال قربان کرنے کی تمناؤں اور کوفہ آنے کی التجاؤں کو دیکھا تو فیصلہ کیا کہ پہلے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو تحقیق حال کے لئے بھیجنا چاہیے۔

چنانچہ آپ نے ان کو ایک خط دیا جو آپ نے اہلِ کوفہ کے نام تحریر فرمایا تھا اور فرمایا کہ آپ کوفہ جا کر بذات خود براہ راست حالات کا صحیح اندازہ لگائیں اور اطلاع دیں اگر حالات سازگار ہوں گے تو میں بھی آجاؤں گا اور اگر حالات درست نہ ہوں تو واپس آجائیں۔

صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین شاہ مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر چہ امام کی شہادت کی خبر مشہور تھی اور کوفیوں کی بے وفائی کا پہلے بھی تجربہ ہو چکا تھا مگر جب یزید بادشاہ بن گیا اور اس کی حکومت وسلطنت دین کے لئے خطرہ تھی اور اس وجہ سے اس کی بیعت ناروا تھی اور وہ طرح طرح کی تدبیروں اور حیلوں سے چاہتا تھا کہ لوگ اس کی بیعت کریں ان حالات میں کوفیوں کا پاس ملت یزید کی بیعت سے دست کشی کرنا اور حضرت امام سے بیعت ہونا امام پر لازم کرتا تھا کہ ان کی درخواست قبول

Marfat.com

فرمائیں۔ جب ایک قوم ظالم وفاسق کی بیعت پر راضی نہ ہو اور صاحب استحقاق اہل سے درخواست بیعت کرے اس پر اگر وہ ان کی استدعا قبول نہ کرے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ اس قوم کو اس جابر ہی کے حوالے کرنا چاہتا ہے امام اگر اس وقت کوفیوں کی درخواست قبول نہ فرماتے تو بارگاہِ الٰہی میں کوفیوں کے اس مطالبے کا امام کے پاس کیا جواب ہوتا کہ ہم ہر چند درپے ہوئے مگر امام بیعت کے لئے راضی نہ ہوئے بدیں وجہ ہمیں یزید کے ظلم وتشدد سے مجبور ہو کر اس کی بیعت کرنا پڑی اگر امام ہاتھ بڑھاتے تو ہم ان پر جانیں فدا کرنے کے لئے حاضر تھے۔ یہ مسئلہ ایسا درپیش آیا جس کا حل بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ حضرت امام ان کی دعوت پر لبیک فرمائیں اگرچہ اکابر صحابہ کرام حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت جابر اور حضرت ابوواقد لیثی وغیرہ رضی اللہ عنہم حضرت امام کی اس رائے سے متفق نہ تھے اور انہیں کوفیوں کے عہد ومواثیق کا اعتبار نہ تھا۔ امام کی محبت اور شہادت امام کی شہرت ان سب کے دلوں میں اختلاج پیدا کر رہی تھی گو کہ یہ یقین کرنے کی بھی کوئی وجہ نہ تھی کہ شہادت کا یہی وقت ہے اور اسی سفر میں یہ مرحلہ درپیش ہوگا لیکن اندیشہ مانع تھا۔ حضرت امام کے سامنے مسئلہ کی یہ صورت درپیش تھی کہ اس استدعا کو رد کرنے کے لئے عذر شرعی کیا ہے ادھر اس لئے جلیل القدر صحابہ کے شدید اصرار کا لحاظ ادھر اہل کوفہ کی استدعا رد فرمانے کے لئے کوئی عذر شرعی نہ ہونا حضرت امام کے لئے نہایت پیچیدہ مسئلہ تھا جس کا حل بجز اس کے کچھ نظر نہ آیا کہ پہلے حضرت امام مسلم کو بھیجا جائے اگر کوفیوں نے بدعہدی وبے وفائی کی تو عذر شرعی مل جائے گا اور اگر وہ اپنے عہد پر قائم رہے تو صحابہ کو تسلی دی جاسکے گی۔ (سوانح کربلا صفحہ ۵۲)

Marfat.com

عناصر الشہادتین صفحہ ۱۵۶ میں ہے: پھر آپ مکہ مکرمہ پہنچ کر بقیہ شعبان اور تمام رمضان اور شوال اور ذیقعدہ امن وامان سے رہے بہر صورت اطمینان سے رہے اور اہل مکہ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے پانچوں وقت فوج در فوج لوگ آپ کے پیچھے نماز کو آتے تھے۔ سعید بن عاص کہ والی مکہ تھا لوگوں کا یہ اژدھام اور ہر اطراف وجوانب سے اس قدر دھوم دھام دیکھ کر گھبرایا اور مکہ سے بھاگ مدینہ منورہ آیا پھر مدینے سے یزید پلید کو خط لکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تمہاری بیعت نہ کی اور مدینہ منورہ سے فلاں تاریخ کو مکہ معظمہ آئے سب اہل مکہ اور ہر اطراف وجوانب کے لوگ ان کے ساتھ رجوع لائے۔ جب یہ حال یزید شقی نے سنا مارے غم وغصے کے سر کو دھنا اور اس نظر سے کہ ولید بن عقبہ نے پکڑنے میں امام کے تقصیر کی امارت مدینے کی اس سے چھین لی اور ابن الاشدق کو دی۔

حضرت مسلم کوفہ میں:۔ حضرت مسلم اپنے دونوں صغیر السن صاحبزادوں محمد وابراہیم کو ساتھ لے کر کوفہ پہنچے کوفہ والے منتظر اور چشم براہ تھے۔ انہوں نے آپ کے آنے پر بے پناہ عقیدت ومحبت کا اظہار کیا۔ آپ نے مختار بن ابوعبیدہ ثقفی اور بقول بعض ابن عوسجہ کے ہاں قیام فرمایا۔ محبان اہل بیت بڑے جوش عقیدت سے بیعت کرنے لگے اور بیعت کے وقت بڑی بڑی قسمیں کھاتے تھے کہ جان ومال قربان کر دیں گے اور آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ امام مسلم نے جب ان کے جذبات عقیدت ومحبت کو دیکھا تو امام عالی مقام کی خدمت میں عریضہ لکھا اس میں حالات کی اطلاع دی اور یہ کہ اب تک ایک روایت کی رو سے بارہ ہزار اور ایک دوسری روایت کی رو سے

Marfat.com

اٹھارہ ہزار اور تیسری روایت کی رو سے چالیس ہزار آدمی بیعت کر چکے ہیں آپ ضرور تشریف لائیں تاکہ ملت اسلامیہ کو یزید کے ناپاک تسلط سے نجات ملے اور لوگ امام برحق اور خلیفہ عادل وراشد کی بیعت کے شرف سے مشرف ہوں اور دین حق کی تائید ہو۔ حضرت نعمان بن بشیر جو اس زمانہ میں کوفہ کے گورنر تھے جب وہ حالات سے باخبر ہوئے تو برسرِ منبر فرمایا اے لوگو یہ بیعت یزید کی مرضی کے خلاف ہے وہ اس پر بہت بھڑ کے گا اور فتنہ وفساد برپا ہوگا عبداللہ بن مسلم حضرمی جو بنی امیہ کے ہوا خواہوں میں سے تھا اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ جو دیکھ رہے ہیں سخت گیری کے بغیر اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی آپ دشمن کے مقابلے میں بہت کمزور ثابت ہورہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کے ساتھ میرا شمار کمزوروں میں ہو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ اس کی نافرمانی کے ساتھ میرا شمار عزت والوں میں ہو یہ فرما کر آپ منبر سے اتر آئے۔ عبداللہ حضرمی نے وہاں سے اٹھ کر یزید کو خط لکھ دیا کہ مسلم بن عقیل کوفہ میں آگئے ہیں شیعہ [illegible] نے حسین بن علی کے نام پر انؓ سے بیعت کرلی ہے اگر آپ کوفہ کو بچانا چاہتے ہیں تو کسی زبردست آدمی کو حاکم بنا کر بھیجئے جو آپ کے فرمان کے مطابق عمل کرسکے نعمان بن بشیر یا تو کمزور ہیں اور یا جان بوجھ کر کمزوری دکھا رہے ہیں۔

(طبری صفحہ ۱۸۱ جلد ۲)

عمارہ بن عقبہ اور عمرو بن سعد نے بھی اسی مضمون کے خطوط یزید کو لکھے ان خطوط کے پہنچنے پر یزید سخت غضب ناک ہوا اور اپنے خاص دوستوں کو بلا کر اس نے مشورہ کیا ان لوگوں نے کہا کہ کوفہ کا گورنر ابن زید کو مقرر کیا جائے وہ بہت سخت آدمی ہے کسی کی پرواہ نہ کرے گا۔ یزید نے ان لوگوں کے مشورہ پر عمل کیا کوفہ کے گورنر حضرت نعمان بن بشیر

Marfat.com

کومعزول کر دیا اور عبداللہ بن زیاد جو بصرہ کا گورنر تھا اسے کوفہ کا بھی گورنر بنا دیا اور حکم دیا کہ وہ فوراً کوفہ پہنچ جائے مسلم بن عقیل کو گرفتار کر کے شہر بدر کر دے یا قتل کر دے اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما آئیں تو ان سے بھی میری بیعت طلب کرے اگر وہ بیعت کر لیں تو بہتر ورنہ ان کو بھی قتل کر دے۔

ابن زیاد کا کوفہ آنا:۔ یزید کا حکم نامہ ملتے ہی عبید اللہ بن زیاد نے اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو بصرہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور دوسرے دن کوفہ کے لئے روانہ ہو گیا قادسیہ پہنچ کر اپنے سپاہیوں کو وہیں چھوڑ دیا اور از راہ فریب حجازی لباس پہن کر اونٹ پر سوار ہوا اور بیس آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر حجازی راستہ سے مغرب اور عشاء کے درمیان کوفہ میں داخل ہوا۔ رات کے اندھیرے میں اس مکر وفریب کے ساتھ پہنچنے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت کوفیوں میں یزید کے خلاف ایک زبردست لہر دوڑی ہوئی ہے لہٰذا ایسے طور پر داخل ہونا چاہیے کہ وہ ابن زیاد کو پہچان نہ سکیں اور سمجھیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے ہیں تاکہ امن و عافیت کے ساتھ وہ کوفہ میں داخل ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اہل کوفہ جن کو حضرت امام عالی مقام کی آمد کا انتظار تھا حجازی لباس میں حجازی راستہ سے ساز و سامان کے ساتھ آتا دیکھ کر رات کی تاریکی میں ہر شخص نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے سب نے نعرۂ مسرت بلند کیا مرحبا بک یا ابن رسول اللہ ﷺ اور قدمت خیر مقدم کہتے ہوئے اس کے آگے پیچھے چلے۔ ابن زیاد بدنہاد کسی کو کچھ جواب نہ دیتا تھا بلکہ آوازوں کو سنتا اور چہروں کو بغور دیکھتا ہوا چلا جا رہا تھا شور سن کر اور بھی لوگ گھروں

Marfat.com

سے نکل آئے اور ہر شخص فرزندِ رسول ﷺ سمجھ کر آگے بڑھنے لگا۔ جب مجمع بہت زیادہ ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ راہ چلنے میں رکاوٹ پیدا ہونے لگی اس وقت مسلم بن عمرو باہلی جو ابن زیاد کے ساتھ تھا اس نے پکار کر کہا راستہ چھوڑ و یہ امیر عبید اللہ بن زیاد ہیں۔ ان الفاظ کو سن کر لوگوں کو بڑا رنج ہوا اور افسوس کرتے ہوئے سب اپنے گھروں کو واپس ہو گئے اور صرف دس بیس آدمیوں کو ساتھ لے کر ابن زیاد گورنر ہاؤس میں داخل ہوا۔ (تاریخ طبری صفحہ ۱۷۴ جلد ۲)

ابن زیاد کوفہ میں:۔ رات گزار کر صبح ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے یہ تقریر کی امیر المومنین یزید نے مجھے کوفہ کا گورنر مقرر کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں مظلوم کے ساتھ انصاف کروں اور مطیع کے ساتھ احسان کروں اور نافرمانوں کے ساتھ سختی کروں میں اس حکم کی سختی سے پابندی کروں گا جو شخص مطیع و فرمانبردار ہے اس کے ساتھ شفقت سے پیش آؤں گا اور جو شخص نافرمان ہے اس کے لئے میرا چابک اور میری تلوار ہے نہیں چاہے تم اپنی خیر مناؤ اور اپنے اوپر رحم کرو۔ اس تقریر کے بعد اس نے مشاہیر کوفہ کو گرفتار کیا اور ان سب سے کہا کہ تحریری ضمانت دو کہ تم اور تمہارے قبیلے کے لوگ کسی مخالفت کو اپنے ہاں پناہ نہیں دیں گے اور نہ کسی قسم کی مخالفانہ سرگرمیوں میں حصہ لیں گے اور اگر کسی نے کسی مخالف کو پناہ دے رکھی ہے تو وہ اس کو پیش کرے گا جو لکھ کر دے گا اور اس پر پابندی کرے گا وہ بری ہو جائے گا اور جو ایسا نہیں کرے گا اس کا مال و جان دونوں ہم پر حلال ہوں گے ہم اس کو قتل کر کے اسی کے دروازہ پر لٹکا دیں گے اور اس کے تمام متعلقین کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

Marfat.com

ابن زیاد کے آنے اور ڈرانے دھمکانے سے اہل کوفہ گھبرا گئے اور خوفزدہ ہو گئے اور ان کے خیالات میں تبدیلی آنے لگی حالات کے پیش نظر حضرت مسلم نے مختار بن عبیدہ کے ہاں رہنا مناسب نہ سمجھا اور رات کے وقت وہاں سے نکل کر اکابر کوفہ میں سے ایک محب اہل بیت ہانی بن عروہ مذحج قبیلہ کے سردار کے ہاں تشریف لائے ہانی نے آپ کو ایک محفوظ کمرہ میں چھپا کے رکھا اور سوائے مخصوص و معتمد لوگوں کے دوسروں کو اس راز سے مطلع نہ کیا۔

شریک بن اعور:۔ شریک بن اعور اسلمی جو محبان اہل بیت میں سے ایک بڑا محبّ تھا اور رؤسائے بصرہ میں سے ایک رئیس اور معزز شخص تھا ابن زیاد کے ساتھ بصرہ سے کوفہ آیا تھا وہ بھی ہانی بن عروہ کا مہمان تھا ابن زیاد اور دیگر امرأ کے نزدیک وہ بڑا اکرم تھا وہ بیمار ہو گیا ابن زیاد نے اس کو پیغام بھیجا کہ میں شام کو تمہاری عیادت کو آؤں گا شریک نے حضرت مسلم سے کہا کہ اگر میں آپ کو ابن زیاد کے قتل کا موقعہ فراہم کردوں تو آپ اسے قتل کریں گے؟

آپ نے فرمایا ہاں شریک نے کہا وہ مردود آج شام کو میری عیادت کے لئے آرہا ہے آپ تلوار ہاتھ میں لے کر چھپ کر بیٹھ جائیں اور جب میں کہوں مجھے پانی پلا دو تو آپ ایک دم اس پر وار کر کے اس کو قتل کر دیں پھر بڑی آسانی کے ساتھ دارالامارت اور کوفہ پر قبضہ ہو جائے گا اور اگر میں تندرست ہو گیا تو بصرہ جا کر وہاں آپ کیلئے سب انتظام کرلوں گا شام کو ابن زیاد خاص محافظ کے ساتھ ہانی کے گھر آیا اور شریک کے بستر کے پاس بیٹھ کو مزاج پرسی کرنے لگا اس کا محافظ بھی اس کے پاس کھڑا تھا شریک نے

Marfat.com

بلند آواز سے کہا پانی پلاؤ تیسری مرتبہ کہا افسوس تم پر تم لوگ مجھے پانی سے پرہیز کراتے ہو پانی پلا دو خواہ اس میں میری جان چلی جائے حضرت مسلم باہر نہ نکلے تو شریک کو افسوس ہوا کہ کیسا زریں موقعہ کھو رہے ہیں۔ اور وہ یہ شعر پڑھنے لگے۔

ماتنظرون بسلمی ان تحبوھا اسقینھا وان کانت فیھا نفسی

سلمی! سلام کرنے میں تمہیں اب کیا انتظار ہے مجھے پلاؤ خواہ اس میں میری جان بھی چلی جائے۔

محافظ تاڑ گیا اور اس نے ابن زیاد کو آنکھ سے اشارۃ چلنے کو کہا ابن زیاد اٹھ کھڑا ہوا شریک نے کہا اے امیر میں تمہیں وصیت کرنا چاہتا ہوں ابن زیاد نے کہا میں پھر آؤں گا محافظ اسے دھکیلتا ہوا باہر لے گیا اور کہا واللہ تمہارے قتل کی سازش تھی ابن زیاد نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے میں تو شریک کی عزت کرتا ہوں اور پھر یہ ہانی بن عروہ کا مکان ہے اس پر میرے باپ کے احسانات ہیں محافظ نے کہا میں سچی بات کہتا ہوں تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔

ابن زیاد کے جانے کے بعد مسلم پردہ سے باہر آئے تو شریک نے کہا افسوس آپ کو اس کے قتل سے کس چیز نے منع کیا؟ فرمایا دو باتوں نے ایک تو میرے میزبان ہانی کو یہ پسند نہیں تھا کہ اس کے گھر میں ابن زیاد کا قتل ہو دوسرے حضور علیہ السلام کے فرمان نے کہ کسی کو دغا سے قتل کرنا مومن کی شان سے بعید ہے بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے فرمایا مین نے سنا کوئی کہتا ہے اے مسلم نہ نکل یہاں تک کہ کاتب تقدیر کا لکھا ہوا اپنی مدت کو پہنچ جائے تین دن کے بعد شریک نے وفات پائی اور ابن زیاد نے نماز جنازہ پڑھائی بعد میں جب اس کو معلوم ہوا کہ شریک نے مسلم کو

Marfat.com

اس کے قتل کے لئے کہا تھا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں کسی عراقی کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا اور واللہ اگر میرے باپ زیاد کی قبر وہاں نہ ہوتی تو میں شریک کی قبر کھدوا ڈالتا

جاسوس کی جاسوسی:۔ ابن زیاد کو حضرت مسلم کی تلاش تھی مگر کوشش کے باوجود وہ ان کی قیام گاہ کا پتہ نہ لگا سکا آخر اس نے اپنے شامی غلام معقل کو تین ہزار درہم دے کر سراغ کے لئے مقرر کیا کہ وہ خفیہ طور پر کسی نہ کسی طرح مسلم کا پتہ چلائے۔ غلام سیدھا جامع مسجد پہنچا اتفاق سے ایک محب اہل بیت مسلم بن عوسجہ اسدی مسجد کے ایک گوشہ میں خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہے تھے یہ دیر تک ان کو دیکھتا رہا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ غلام ان کے پاس گیا اور کہا میں ملک شام کو رہنے والا ہوں اور اللہ کے فضل وکرم سے اہل بیت نبوت کا دوست ہوں معلوم ہوا ہے کہ اس خاندان کے کوئی بزرگ کوفہ تشریف لائے ہوئے ہیں یہ تین ہزار درہم میرے پاس ہیں جو ان کے نذر کرنے ہیں کیا آپ ان کا پتہ بتا سکتے ہیں؟ مسلم اسدی نے کہا مسجد میں اور بھی بہت سے لوگ ہیں تم مجھ ہی سے کیوں ان کے بارے میں دریافت کرر ہے ہو؟ غلام نے کہا کہ آپ کے چہرے پر جو خیر وبرکت کے آثار ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ضرور اہل بیت رسول کے دوستوں میں سے ہیں مسلم اسدی اس کے فریب میں آگئے اور کہا تم مجھے خوب پہچانا میں بھی تمہارے بھائیوں میں سے ایک ہوں میرا نام مسلم بن عوسجہ ہے پھر اسے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں لے گئے اس نے آپ سے فرضی بیعت کی اور تین ہزار درہم جو لایا تھا وہ آپ کی خدمت میں پیش کیے بیعت کے بعد وہ غلام روزانہ آپ کی خدمت میں سب سے پہلے آتا دن بھر رہتا

Marfat.com

حالات معلوم کرتا اور جو کچھ دیکھتا سنتا رات کے وقت اس کی پوری رپورٹ ابن زیاد لعین کو پہنچا دیتا آپ نے وہ تین ہزار درہم ابوثمامہ صائدی کو دیے کہ ان سے ہتھیار خریدو۔

ہانی کی گرفتاری:۔ ہانی بن عروہ کوفہ میں ایک مقتدر شخصیت تھے اور ابن زیاد کے ساتھ ان کے پہلے کچھ تعلقات بھی تھے حضرت مسلم کے آنے سے پہلے وہ ابن زیاد کے پاس جاتے اور ملتے رہے اور جب سے حضرت مسلم ان کے پاس آتے اس دن سے انہوں نے بیماری کا بہانہ کر کے آنا جانا اور ملنا چھوڑ دیا تھا ادھر ابن زیاد کو سب حالات معلوم ہو چکے تھے ایک دن اس کے پاس محمد بن اشعث اور اسماء بن خارجہ آئے ابن زیاد نے ان سے پوچھا ہانی کا کیا حال ہے انہوں نے کہا بیمار ہیں ابن زیاد نے کہا مجھے معلوم ہوا کہ وہ اچھا بھلا ہے اور سارا دن اپنے دروازہ پر بیٹھا رہتا ہے تم جاؤ اور اس سے کہو کہ اطاعت اور ملاقات دونوں ضروری ہیں انہیں ترک نہ کرے وہ گئے اور جا کر کہا کہ ابن زیاد کو اطلاع ملی ہے کہ آپ اچھے بھلے ہیں اور سارا دن اپنے دروازہ پر بیٹھے رہتے ہیں اور ملاقات کو نہیں آتے ان کو کچھ بدگمانی سی ہوگئی ہے آپ ابھی ہمارے ساتھ چلیں تاکہ صفائی ہو جائے اور بدگمانی دور ہو جائے ہانی اندر گئے اور حضرت مسلم سے یہ بات کی اور تیار ہو کر آ گئے اور ان کے ساتھ چلے گئے دارالامارت (گورنر ہاؤس) سے اندر پہنچ کر ابن زیاد کو سلام کیا مگر اس نے جواب نہ دیا ہانی اس خلاف معمول پر متعجب ہوئے اور دل میں کھٹکا اور خوف محسوس کیا کچھ دیر تک اسی طرح کھڑے رہے ابن زیاد نے کہا ہانی یہ کیسی بات ہے کہ تم نے مسلم بن عقیل کو اپنے گھر

Marfat.com

میں چھپا رکھا ہے اور روزانہ تمہارے گھر میں امیر المؤمنین یزید کی حکومت کے خلاف منصوبے بنتے رہتے ہیں اور ہتھیار خریدے جاتے ہیں اور لوگوں سے جنگ کرنے پر بیعت لی جاتی ہے ہانی نے کہا یہ بالکل غلط ہے ابن زیاد نے اسی وقت اس جاسوس کو معقل کو طلب کیا وہ آ گیا تو کہا کہ اس کو پہچانتے وہ معقل کو دیکھ کر ہانی کے ہوش اڑ گئے اب وہ سمجھے کہ یہ ظالم عقیدت ومحبت کے پس پردہ دشمنی اور جاسوسی کرر ہا تھا اس عینی شاہد کے ہوتے ہوئے انکار کی گنجائش نہ تھی اس لئے انہوں نے اقرار کر کے صاف صاف بیان کر دیا کہ خدا کی قسم میں نے مسلم کو بلایا نہیں اور نہ انہوں نے مجھے اطلاع دی تھی کہ میں تمہارے گھر آرہا ہوں اچانک جب وہ میرے دروازہ پر آ گئے اور مجھ سے پناہ طلب کی تو مجھے شرم آئی کہ خاندان نبوت کے ایک فرد کو گھر سے نکال دوں۔ اب میں تم سے پکا وعدہ کرتا ہوں اور جیسی ضمانت تم چاہو پیش کر دیتا ہوں۔ میں ابھی جا کر ان کو اپنے گھر سے نکال دیتا ہوں تا کہ جہاں ان کی مرضی ہو وہ چلے جائیں اور پھر تمہارے پاس واپس آجاتا ہوں مجھے اتنی دیر کے لئے مہلت دے دو ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم تم اس جگہ سے اس وقت تک حرکت نہیں سکتے جب تک یہ عہد نہ کرو کہ تم مسلم کو ہمارے حوالے کرو گے ہانی نے کہا کہ خدا کی قسم میں اپنے اس مہمان جس کو میں پناہ دے چکا ہوں قتل کے لئے کبھی تمہارے حوالے نہ کروں گا۔ ابن زیاد نے کہا تمہیں حوالے کرنا ہوگا ہانی نے کہا خدا کی قسم میں تمہارے حوالے نہ کروں گا تکرار سے جب بات بڑھنے لگی تو مسلم بن عمرو الباہلی اٹھا اور کہا خدا امیر کا بھلا کرے ذرا مجھے ہانی سے گفتگو کا موقع دیا جائے ابن زیاد نے اجازت دی تو باہلی ہانی کو لے کر ایک طرف کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا ابن زیاد دونوں کو دیکھ رہا تھا باہلی نے ہانی کو بہت سمجھایا کہ تم مسلم کو

Marfat.com

میرے حوالے کردو اور انکار کر کے اپنی جان اور اپنی قوم کو ہلاکت میں نہ ڈالو امیر نہ ان کو قتل کریں گے اور نہ ان کو ضرر پہنچائیں گے ہانی نے کہا اس میں سخت ذلت اور رسوائی ہے۔ باہلی نے کہا کوئی ذلت نہیں ہے ہانی نے کہا اب تو میں خود بھی باہمت اور طاقت ور ہوں میرے اعوان وانصار بھی بہت موجود ہیں خدا کی قسم مگر میں تنہا ہوتا اور میرا کوئی یارومددگار نہ ہوتا تو بھی میں پناہ دیے ہوئے مہمان کو دشمن کے حوالے نہ کرتا باہلی ان کو مجبور کررہا تھا اور قسمیں دے رہا تھا مگر ہانی برابر انکار کررہے تھے ابن زیاد دیکھ کر بے تاب ہو گیا اور باہلی سے کہنے لگا اسے میرے پاس لاؤ چنانچہ ہانی کو ان کے پاس لے گئے اس نے غضبناک ہو کر ہانی سے کہا مسلم کو میرے حوالے کردو ورنہ میں تمہاری گردن ماردوں گا ہانی نے کہا پھر تو تمہارے اردگرد چمکتی ہوئی تلواریں ہوں گی کیونکہ ہانی کو یقین تھا کہ اس کا قبیلہ ضرور اس کی مدد کو نکلے گا یہ سن کر ابن زیاد نے ہانی کے منہ پر پے در پے ڈنڈے مارے کہ ہانی کی ناک پھٹ گئی اور ابرو کی ہڈی ٹوٹ گئی اور کپڑے خون میں لت پت ہو گئے ہانی نے ایک سپاہی کی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا مگر اس نے زور سے چھڑا لیا ابن زیاد نے کہا اب تو تو نے اپنا خون بھی ہمارے لئے مباح کردیا پھر حکم دیا ان کو ایک کمرے میں بند کردو اور پہرا بٹھا دو اسماء بن خارجہ اٹھے اور ابن زیاد سے کہا او دغاباز ان کو چھوڑ دے تو نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم انہیں تیرے پاس لائیں جب ہم لے آئے تو تو نے ان کا منہ توڑ دیا اور ان کا خون بہایا اور ان کے قتل کرنے کو بھی کہہ رہا ہے ابن زیاد نے کہا اس کو بھی پکڑو اور مارو چنانچہ سپاہیوں نے ان کو بھی بہت زدوکوب کیا اور پھر ان کو بھی پابہ زنداں کردیا محمد بن اشعث نے کہا امیر جو کچھ کرے ہم تو اس پر راضی ہیں۔ (طبری صفحہ ۱۹۲ جلد ۲)

Marfat.com

شہر میں یہ افواہ پھیل گئی کہ ہانی قتل کر دئے گئے اس افواہ کے سنتے ہی عمرو بن الحجاج جو ہانی کے برادر نسبتی نے کئی ہزار ہتھیار بند سواروں کو لے کر گورنر ہاؤس کو گھیر لیا عمرو بن الحجاج نے پکار کر کہا میں عمر بن الحجاج ہوں اور میرے ساتھ قبیلہ مزحج کے ہزاروں سوار ہیں ہم نے اطاعت سے روگردانی نہیں کی ہے ہمارے سردار کو قتل کر دیا گیا ہے ہم اس کا انتقام لیں گے پھر انتقام انتقام کا شور بلند ہوا ابن زیاد اس صورت حال سے بہت گھبرا گیا اس نے قاضی شریح سے کہا کہ آپ پہلے ہانی کو دیکھ لیجئے پھر اس کے قبیلہ والوں سے کہئے کہ ہانی زندہ ہیں ان کے قتل کی افواہ غلط ہے ہانی اپنے قبیلہ کے لوگوں کی آوازیں سن رہے تھے قاضی شریح جب ان کے پاس گئے تو ہانی نے ان سے کہا میرے قبیلہ والوں سے میرا حال بتا کر کہہ دیجئے کہ اس وقت اگر دس آدمی بھی اندر آجائیں تو میں یقیناً چھوٹ جاؤں گا قاضی صاحب جب باہر نکلے تو ابن زیاد کا جاسوس حر بن بکر اسدی ان کے ساتھ ہو گیا اس لئے مجبوراً قاضی صاحب نے ہانی کا پورا حال ان کے قبیلہ سے نہیں بتایا بلکہ وہ صرف اتنا کہ وہ زندہ ہیں اور بعض مصلحتوں کی بنا پر نظر بند کر دیے گئے ہیں ہانی کے قبیلہ والوں کو قاضی صاحب کی گواہی سے جب معلوم ہوا کہ ہانی زندہ ہیں اور ان کے قتل کی افواہ غلط ہے تو وہ سب مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔ (طبری صفحہ ۱۹۴ جلد دوم)

گورنر ہاؤس کا گھیراؤ:۔ حضرت صدر الافاضل مراد آبادی سوانح کربلا میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مسلم خبر پا کر برآمد ہوئے اور آپ نے اپنے متوسلین کو ندا کی جوق در جوق آدمی آنے شروع ہوئے اور چالیس ہزار کی جمعیت نے آپ کے ساتھ

Marfat.com

قصر شاہی کا احاطہ کرلیا صورت بن آئی تھی حملہ کرنے کی دیر تھی اگر حضرت مسلم حملہ کرنے کا حکم دیتے تو اسی وقت قلعہ فتح ہوتا اور ابن زیاد اور اس کے ہمراہی حضرت مسلم کے ہاتھ میں گرفتار ہوتے اور یہی لشکر سیلاب کی طرح اُمڈ کر شامیوں کو تاخت وتاراج کرڈالتا اور یزید کو جان بچانے کے لئے کوئی راہ نہ ملتی نقشہ تو یہی جما تھا مگر کار بدست کارکنان قدرت بندوں کا سوچا کیا ہوتا ہے حضرت مسلم نے قلعہ کا احاطہ تو کرلیا اس کے باوجود یہ کہ کوفیوں کی بدعہدی اور ابن زیاد کی فریب کاری اور یزید کی عداوت پورے طور پر ثابت ہو چکی تھی پھر بھی آپ نے اپنے لشکر کو حملہ کا حکم نہ دیا اور ایک بادشاہ دادگستر کے نائب کی حیثیت سے آپ نے انتظار فرمایا کہ پہلے گفتگو سے قطع حجیت کرلیا جائے اور صلح کی صورت پیدا ہو سکے تو مسلمانوں میں خون ریزی نہ ہونے دی جائے آپ اپنے اس پاک ارادہ سے انتظار میں رہے اور اپنی احتیاط کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ دشمن نے اس وقفہ سے فائدہ اٹھایا اور کوفہ کے رؤسا عمائدین جن کو ابن زیاد نے پہلے سے قلعہ میں بند کر رکھا تھا انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور بااثر لوگوں کو مجبور کر کے حضرت مسلم کی جماعت سے علیحدہ کردیں یہ لوگ ابن زیاد کے ہاتھ میں قید تھے اور جانتے تھے کہ اگر ابن زیاد کو شکست بھی ہوئی تو وہ قلعہ فتح ہونے تک ان کا خاتمہ کردے گا اس خوف سے وہ گھبرا اٹھے اور انہوں نے دیوار قلعہ پر چڑھ کر اپنے متعلقین ومتوسلین سے گفتگو کی اور انہیں حضرت مسلم کی رفاقت چھوڑ دینے پر انتہا درجہ کا زور دیا اور بتایا کہ علاوہ اس بات کے کہ حکومت تمہاری دشمن ہو جائے گی یزید ناپاک کی طینت تمہارے بچہ بچہ کو قتل کر ڈالے گا تمہارے مال لٹوا دے گا تمہاری جاگیریں اور مکان ضبط ہو جائیں گے یہ اور مصیبت ہے کہ اگر تم امام مسلم ساتھ رہے تو

Marfat.com

ہم جو ابن زیاد کے ہاتھ میں قید ہیں قلعہ کے اندر مار دیئے جائیں گے اپنے انجام پر نظر ڈالو ہمارے حال پر رحم کرو اپنے گھروں کو چلے جاؤ یہ حیلہ کامیاب ہوا اور حضرت مسلم کا لشکر منتشر ہونے لگا یہاں تک کہ بوقت شام حضرت مسلم نے مسجد کوفہ میں جس وقت مغرب کی نماز شروع کی تو آپ کے ساتھ پانچ سو آدمی تھے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک فرد بھی نہ تھا تمناؤں کے اظہار اور التجاؤں کے طو مار سے جس عزیز مہمان کو بلایا تھا ان کے ساتھ یہ وفا ہے کہ وہ تنہا ہیں اور ان کی رفاقت کے لئے کوئی ایک بھی موجود نہیں کوفہ والوں نے حضرت مسلم کو چھوڑنے سے پہلے غیرت وحمیت سے قطع تعلق کیا اور انہیں ذرا دیر نہ ہوئی کہ قیامت تک تمام عالم میں ان کی بے حمتی کا شہرہ رہے گا اور اس بزدلانہ بے مروتی اور نامردی سے وہ رسوائے عالم ہوں گے حضرت مسلم اس غربت مسافرت میں تنہا رہ گئے کدھر جائیں کہاں قیام کریں حیرت ہے کوفہ کے تمام مہمان خانوں کے دروازے مقفل تھے جہاں سے ایسے محترم مہمانوں کو مدعو کرنے کے لئے رسل ورسائل کا تانتا باندھ دیا گیا تھا کوفہ کے وسیع خطہ میں دو چار گز زمین حضرت مسلم کے شب گزارنے کے لئے نظر نہیں آئی اس وقت حضرت مسلم کو امام حسین کی یاد آتی ہے اور دل تڑپا دیتی ہے وہ سوچتے ہیں کہ میں نے امام کی جناب میں خط لکھا تشریف آوری کی التجا کی ہے اور اس بعد عہد قوم کے اخلاص وعقیدت کا ایک دلکش نقشہ امام عالی مقام کے حضور پیش کیا ہے اور تشریف آوری اور یہاں کے حالات سے مطمئن ہو کر مع اہل وعیال چل پڑے ہوں گے یہاں انہیں کیا مصائب پہنچیں گے اور چمن زہرا کے جنتی پھولوں کو اس بے مہری کی تپش کیسی گزند پہنچائے گی یہ غم الگ دل کو گھائل کر رہا تھا اور اپنی تحریر پر شرمندگی وانفعال اور حضرت

Marfat.com

امام کیلئے خطرات علیحدہ بے چین کر رہے تھے اور موجودہ پریشانی دامن گیر تھی۔

(سوانح کربلا صفحہ ۹۲)

آہ! یہ اہل کوفہ وہی محبان اہل بیت اور شیعان علی تھے جنہوں نے سینکڑوں خطوط اور وفود بھیج کر اور بے پناہ عقیدت ومحبت کا اظہار کر کے بلایا تھا یہ وہی تھے جنہوں نے بڑی بڑی قسمیں کھا کھا کے بیعت کی تھی کہ جان ومال قربان کر دیں گے مگر آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اور آج یہ حالت ہے کہ معمولی دھمکیوں سے مرعوب ہو کر اور دنیا کے مال وزر کے لالچ میں آ کر ساتھ چھوڑ گئے اندر گھس کر دروازے بند کر لئے اور خاندان رسالت کے چشم وچراغ حضرت امام عالی مقام کے نائب اور بھائی عالم غربت ومسافرت میں سخت پریشان ہیں کہ کدھر جائیں اس پریشانی کے ساتھ ایک اور تصور جو دل کو تڑپا رہا تھا وہ یہ کہ میں نے تو حضرت امام عالی مقام کو خط لکھ دیا ہے اور تشریف آوری کی پرزور التجا کی ہے یقیناً امام میری التجا رد نہیں فرمائیں گے اور ضرور مع اہل وعیال تشریف لے آئیں گے تو ان کوفیوں کی بے وفائی کی وجہ سے ان پر کیا کیا مصائب آئیں گے۔

حضرت امام مسلم طوعہ کے گھر میں:۔ حضرت امام مسلم پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر پھرنے لگے رات کے اندھیرے میں یوں ہی چلے جا رہے تھے کہ ایک عورت جس کا نام طوعہ تھا اپنے دروازہ پر بیٹھی ہوئی اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی آپ نے اس سے پینے کے لئے پانی مانگا عورت نیک خصلت تھی وہ گئی اور پانی لائی آپ بیٹھ گئے اور پانی پیا وہ برتن رکھنے کے لئے گھر میں گئی اور جب واپس آئی تو دیکھا کہ آپ بیٹھے

Marfat.com

ہیں اس نے کہا آپ تو پانی پی چکے اب اپنے گھر جایئے آپ نے کوئی جواب نہیں دیا اور بیٹھے رہے جب اس نے دوسری اور تیسری بار وہی بات کہی تو آپ نے فرمایا اے اللہ کی بندی! میرا اس شہر میں کوئی گھر نہیں ہے میں ایک مسافر ہوں اور سخت مصیبت میں مبتلا ہوں کیا تم مجھے پناہ دے سکتی ہو شاید میں کبھی اس کا بدلہ دے سکوں ورنہ اللہ جل شانہ ورسول اللہ ﷺ تمہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائیں گے عورت نے حیران ہوکر پوچھا آپ ہیں کون؟ اور واقعہ کیا ہے؟ فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں کوفہ والوں نے میرے ساتھ غداری کی ہے مجھ سے مدد کا وعدہ کیا اور سب نے میرا ساتھ چھوڑ دیا اس نے کہا مسلم آپ ہی ہیں؟ فرمایا میں ہی ہوں اتنا سننا تھا کہ وہ آپ کو مکان کے اندر لے گئی اور اپنے خاص کمرہ میں آپ کے لئے فرش بچھا دیا پھر کھانا لائی مگر آپ نے تناول نہیں فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا لڑکا آیا جب اس نے ماں کو اس کے خاص کمرہ میں بار بار آتے جاتے دیکھا تو وجہ دریافت کی طوعہ نے پہلے چھپانے کی کوشش کی لیکن بیٹے نے جب بہت اصرار کیا تو اس کو ظاہر کرنا پڑا مگر اس نے ساتھ ہی یہ بھی تاکید شدید کردی کہ خبردار یہ راز کسی سے ظاہر مت کرنا وہ سن کر چپ ہوگیا اور رات گزارنے کا انتظار کرنے لگا لڑکا شرابی اور آوارہ قسم کا تھا۔ (طبری صفحہ ۱۹۸ جلد دوم)

ادھر جب ابن زیاد کو معلوم ہوا کہ تمام اہل کوفہ حضرت مسلم کا ساتھ چھوڑ گئے ہیں اب کوئی ان کے ساتھ نہیں رہا تو اس نے اعلان کیا کہ جس نے مسلم کو اپنے گھر میں پناہ دی اس کے لئے پناہ نہیں اور جوان کو گرفتار کرکے لائے یا گرفتار کرائے اسے انعام دیا جائے گا اس اعلان کے بعد اس نے رئیس الشرط (آئی جی پولیس) حسین ابن نمیر کو حکم دیا کہ شہر کی ناکہ بندی کرکے گلی کوچوں میں آدمی مقرر کردو اور گھر گھر تلاشی لو اور خبردار

Marfat.com

مسلم کسی راستے اور کسی طریقے سے بھی جانے نہ پائے اگر یہ شخص کسی طرح نکل گیا اور تم اس کو گرفتار کر کے میرے پاس نہ لائے تو تمہاری بھی خیر نہیں۔

ابن زیاد کے اعلان پر طوعہ کا ظالم لڑکا دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا اور حصول انعام کا لالچ اس کے دل میں ایسا پیدا ہوا کہ رات کاٹنی مشکل ہو گئی صبح ہوتے ہی وہ گھر سے نکلا اور جا کر عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعت کے پاس گیا ابن اشعث ابن زیاد کے پاس قصر امارت میں تھا عبدالرحمٰن نے اپنے باپ ابن اشعث کو ایک طرف بلا کر بتا دیا اس طرح ابن زیاد کو حضرت مسلم کا پتہ چل گیا ابن زیاد نے اسی وقت ابن اشعث سے کہا ابھی جاؤ مسلم کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ اور عمرو بن عبیداللہ بن عباس السلمی کو بنو قیس کے ستر یا اسی آدمی دے کر اس کے ہمراہ کر دیا انہوں نے اس بڑھیا مائی طوعہ کے مکان پر پہنچ کر احاطہ کر لیا اور آپ کو گرفتار کرنے کے لئے چند آدمی تلواریں لے کر اندر داخل ہوئے آپ نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کو باہر نکال دیا انہوں نے پھر اندر گھس کر سخت حملہ کیا آپ نے نہایت شجاعت و بہادری کے ساتھ ان سب کا مقابلہ کیا اور ان کو پھر نکال باہر کیا اسی طرح آپ ان سب کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے یہاں تک کہ ان کے بہت سے آدمی زخمی ہو گئے اتنے میں بکیر بن حمران احمری نے آپ کے چہرے پر ایسا وار کیا کہ آپ کے دونوں ہونٹ کٹ گئے اور سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے حضرت مسلم نے اس کے سر پر تلوار ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا دوسرا وار اس کے کندھے پر ایسا کیا کہ آپ کی تلوار اس کے سینے تک اتر گئی جب ان لوگوں نے آپ کی شجاعت و بہادری کا عالم دیکھا تو آپ کی تلوار خونخوار اور ضرب حیدری سے بچنے کے لئے کچھ تو باہر بھاگ گئے اور کچھ مکان کی چھت پر چڑھ گئے اور اوپر سے آپ پر سنگ

Marfat.com

باری کرنے اور لکڑیاں جلا جلا کر پھینکنے لگے جب آپ نے ان کی یہ بزدلانہ طرز لڑائی دیکھی تو تلوار لئے مکان سے باہر گلی میں آ گئے اور ان لوگوں سے لڑنے لگے جو باہر تھے۔

محمد بن اشعث نے پکار کر کہا آپ کے لئے امان ہے مگر آپ نے جنگ جاری رکھی اور رجز پڑھنے لگے جس کے آخری مصرعہ کا مضمون یہ تھا کہ "مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ مجھ سے جھوٹ بولیں گے یا مجھے دھوکہ دیں گے" محمد بن اشعث نے کہا نہیں آپ سے جھوٹ نہیں بولا جائے گا اور نہ آپ کو دھوکہ دیا جائے گا۔

حضرت مسلم میں اب جنگ کرنے کی طاقت نہیں رہ گئی تھی زخموں سے چور تھے اور ہانپ رہے تھے اس لئے اسی مکان کی ایک دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے ابن اشعث ان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ امان ہے آپ نے پوچھا میرے لئے امان ہے؟ اور سب پکار اٹھے کہ ہاں آپ کے لئے امان ہے صرف عمرو بن عبیداللہ سلمی الگ ہو گیا اور کہا مجھے اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں۔

حضرت مسلم نے فرمایا دیکھو تم لوگوں نے مجھے امان دی ہے اس لئے میں اپنی تلوار میاں میں کر لیتا ہوں اگر تم مجھے امان نہ دیتے تو میں اپنے کو تمہارے حوالے ہرگز نہ کرتا اتنے میں ایک سواری لائی گئی جس پر حضرت مسلم کو بٹھایا اور گورنر ہاؤس کی طرف لے چلے راستہ میں آپ کی تلوار کمر سے نکال لی گئی تو آپ زندگی سے مایوس ہو گئے اور فرمایا یہ پہلی غداری ہے ابن اشعث نے کہا مجھے امید ہے آپ کے ساتھ کوئی خطرہ نہیں پیش آئے گا آپ نے فرمایا بس امید ہے اور امان جو تم نے دی تھی وہ کیا ہوئی؟ پھر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور رونے لگے عمرو بن عبیداللہ سلمی جس نے امان سے اتفاق

Marfat.com

نہیں کیا تھا بولا کہ جس کے لئے تم کھڑے ہوئے تھے اسے خطرہ دیکھ کر رونا نہیں چاہئے آپ نے فرمایا واللہ میں اپنی جان کے لئے نہیں رو رہا ہوں بلکہ نواسہ رسول حضرت امام حسین اوران کی اولاد کے لئے رو رہا ہوں۔ (طبری صفحہ ۲۰۲ جلد دوم)

حضرت مسلم اور گورنر ہاؤس:۔ محمد بن اشعث آپ کو لئے ہوئے گورنر ہاؤس کے پھاٹک پر پہنچا آپ کو وہاں بٹھا دیا اور خود اجازت لے کر ابن زیاد کے پاس گیا اس سے لڑائی کی پوری کیفیت بیان کی اور حضرت مسلم کو امان کے ساتھ لانے کا ذکر کیا ابن زیاد نے کہا تم امان والے کون ہوتے ہو ہم نے تمہیں گرفتار کرنے کے لئے بھیجا تھا اب ابن اشعث میں کچھ بولنے کی جرأت نہیں ہوئی وہ چپ ہو گیا۔

حضرت مسلم گورنر ہاؤس کے دروازہ پر پہنچے وہاں بہت سے لوگ اندر جانے کی اجازت کے انتظار میں موجود تھے اور ایک گھڑا ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا دروازے کے قریب رکھا ہوا تھا اور آپ بہت پیاسے تھے فرمایا مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو مسلم بن عمر وباہلی خبیث نے کہا کہ اس میں سے ایک بوند بھی تم کو نہیں ملے گی مگر عمارہ بن عقبہ نے اپنے غلام سے کہا کہ مسلم کو پانی پلا دے جب وہ کٹورے میں پانی بھر کر لایا اور آپ نے اسے پینا چاہا تو منہ سے خون بہنے لگا اور پانی رنگین ہو گیا دوبارہ اسی طرح ہوا تیسری دفعہ دو دانت ٹوٹ کر کٹورے میں گر گئے آپ نے کٹورہ رکھ دیا اور فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اب پانی میری قسمت سے اٹھ چکا ہے۔ اتنی دیر میں ابن زیاد کا آدمی آپ کو لینے کے لئے آ گیا جب آپ نے ابن زیاد کے پاس پہنچے تو دستور کے مطابق آپ نے اس کو سلام نہیں کیا ایک سپاہی نے کہا کہ تم امیر کو سلام نہیں کرتے آپ نے فرمایا اگر وہ

Marfat.com

مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو اس کو میرا اسلام نہیں اور اگر قتل کا ارادہ نہیں تو پھر اس کو بہت سے سلام ہوں گے۔ ابن زیاد بدنہاد نے کہا اب تم بچ نہیں سکتے قتل کر دیے جاؤ گے آپ نے فرمایا واقعی؟ اس نے کہا ہاں فرمایا اچھا مجھے اتنا موقع دے دو کہ میں کچھ وصیت کر سکوں کہا ہاں وصیت کرو مسلم نے کہا لوگوں پر نگاہ ڈالی تو ان میں عروہ بن سعد نظر آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ تم قریش خاندان کے آدمی ہو میں تم سے کچھ راز کی باتیں کہنا چاہتا ہوں انہیں تنہائی میں سن لو حکومت کا خوشامدی و چاپلوس کچھ سننے کے لئے تیار نہ ہوا ابن زیاد نے کہا سننے میں کیا حرج ہے تو عمرو بن سعد اٹھا اور حضرت مسلم کے ساتھ تھوڑی دور جا کر ایسی جگہ بیٹھا جہاں سے ابن زیاد کا بھی سامنا تھا آپ نے اس سے فرمایا ایک بات کہنی ہے کہ میں نے کوفہ میں فلاں شخص سے سات سو درہم قرض لیا ہے تو تم اسے ادا کر دینا اور دوسری بات یہ ہے کہ قتل کے بعد میری لاش کی بیحرمتی نہ ہونے دینا بلکہ اسے دفن کر دینا تیسرے حضرت امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیج کر میرے واقعہ کی اطلاع کر دینا تاکہ وہ واپس چلے جائیں حضرت مسلم نے یہ باتیں ابن سعد سے راز کے طور پر کہیں تھیں مگر اس بدبخت نے ساری باتیں ابن زیاد سے کہہ دیں پھر ان وصیتوں کے جاری کرنے کے بارے میں اس سے دریافت کیا ابن زیاد نے کہا قرض کی ادائیگی کے بارے میں تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو اور حسین کے متعلق یہ ہے کہ اگر وہ ہماری طرف نہیں آئیں گے تو ہمیں ان سے کوئی مطلب نہیں اور اگر آئیں گے تو ہم انہیں بھی نہیں چھوڑیں گے اور لاش کے بارے میں ہم تمہاری بات نہیں سنیں گے جس شخص نے ہماری مخالفت کی اور لوگوں میں اس قدر انتشار پیدا کیا اس کی لاش کسی رعایت کی مستحق نہیں اور ایک اور روایت میں

Marfat.com

یوں ہے کہ لاش کے متعلق اس نے کہا قتل کے بعد ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں تم جو چاہو کرو۔ (تاریخ طبری صفحہ ۲۰۵ جلد دوم)

حضرت مسلم اور ابن زیاد:۔ اس کے بعد حضرت مسلم اور ابن زیاد میں جو گفتگو ہوئی وہ خاص طور پر توجہ کے قابل ہے کہ اس سے حضرت مسلم رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے بھیجنے والے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے موقف کی پوری وضاحت ہو جاتی ہے اور صاف طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان پر جو بغاوت کا الزام لگایا جاتا ہے وہ سراسر باطل اور غلط ہے۔ وصیت کے متعلق ابن سعد کو جواب دینے کے بعد ابن زیاد نے حضرت مسلم سے کہا اے ابن عقیل سب لوگ یہاں متحد ہو کر امن کے ساتھ رہتے تھے اور سب ایک زبان تھے تم یہاں اس لئے آئے تھے کہ لوگوں کو پریشان کرو ان میں تفرقہ ڈالو اور آپس میں فساد کراؤ تاکہ ایک جماعت دوسری جماعت پر حملہ کرے اور خون ریزی ہو آپ نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں میں اس لئے نہیں آیا تھا بلکہ کوفہ کے لوگوں نے بتایا کہ تیرے باپ نے یہاں کے نیک لوگوں کو قتل کیا ان کا خون بہایا اور اسلام کا طریقہ چھوڑ کر ان کے ساتھ قیصر و کسری کی طرح پیش آیا تو ہم اس لئے آئے کہ ان کے غلط عادات و اطوار کی اصلاح کریں اور ان کو عدل و انصاف اور تعلیمات قرآن کی دعوت دیں ابن زیاد خبیث نے کہا او بدکار! تو اور تیرا یہ دعوی؟ جب تو مدینہ میں شراب پیا کرتا تھا تب تجھے عدل و انصاف اور تعلیمات قرآن کا خیال نہ آیا آپ نے فرمایا میں شراب پیتا تھا واللہ خدا خوب جانتا ہے کہ تو کذاب ہے اور خود بھی جانتا ہے کہ جھوٹ بول رہا ہے شراب تو وہ پیئے گا جو بے گناہ مسلمانوں کا خون پیا

Marfat.com

کرتا ہے خدا تعالی نے جس کا قتل حرام کیا ہے قتل کرتا ہے جس نے کوئی خون نہیں بہایا اس کا خون بہاتا ہے بغض وحسد اور بدگمانی کی وجہ سے خون ریزی کرتا ہے پھر اس طرح بھول جاتا ہے جیسے کچھ کہا ہی نہیں ابن زیاد نے کہا خدا مجھے مارے اگر میں تجھے اس طرح نہ قتل کروں اسلام میں آج تک کوئی اس طرح قتل نہ ہوا ہو۔

آپ نے فرمایا بے شک اسلام میں جو ظلم آج تک نہ ہوا ہو اس کا موجد تجھ سے زیادہ مستحق کوئی نہیں بری طرح قتل کرنا اور بری طرح مثلہ کرنا تیرا ہی حصہ ہے اور دنیا بھر میں تجھ سے بڑھ کر اس کا کوئی سزاوار نہیں۔

ان باتوں کو سن کر ظالم ابن زیاد جھلا اٹھا اس کے والد عقیل اور حضرت علی اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہم کو گالی دینے لگا تو آپ بالکل خاموش ہو گئے۔

(تاریخ طبری صفحہ ۲۰۶ جلد دوم)

شہادت مسلم:۔ اب ظالم ابن زیاد نے حکم دیا کہ اسے محل کی چھت پر لے جاؤ اور بری طرح قتل کرنے کے بعد سر کو دھڑ کے ساتھ نیچے گرا دو تاکہ ہڈیاں چکنا چور ہو جائیں آپ نے ابن اشعث کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تو نے مجھے امان نہ دی ہوتی تو میں اس طرح اپنے کو حوالے نہ کرتا اب مجھ کو بچانے کے لئے اپنی تلوار اٹھا اور بری الذمہ ہو مگر وہ بالکل خاموش رہا پھر آپ نے ابن زیاد سے کہا اگر ہمارے اور تمہارے درمیان کچھ بھی قرابت ہوتی (یعنی تیرا باپ زیاد شرعی لحاظ سے ابوسفیان کا حلالی بیٹا ہوتا) تو مجھے قتل نہ کرتا ظالم ابن زیاد نے بکیر بن حمران اسدی کو بلایا جس کی تلوار سے طوعہ کے گھر میں آپ کا ہونٹ کٹا تھا جب وہ آیا تو ابن زیاد نے اسے حکم دیا کہ کوٹھے پر لے

Marfat.com

جا کراس کا سر قلم کردو جب حضرت مسلم رضی اللہ تعالی عنہ کو کوٹھے پر لے چلے تو آپ انتہائی صبر وسکون کے ساتھ تکبیر واستغفار اور درود شریف پڑھ رہے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ رہے تھے کہ خداوند ہمارا اور ان لوگوں گا انصاف تیرے ہاتھ ہے جنہوں نے ہمیں دھوکہ دیا ہم سے جھوٹ بولے اور ہمیں ذلیل کیا بکیر نے آپ کو شہید کر دیا اور سر مبارک کو جسم کے ساتھ نیچے پھینک دیا۔ (طبری صفحہ ۲۰۷ جلد دوم)

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ یہ واقعہ ۳ ذوالحج ۶۰ ہجری کا ہے۔ (سوانح کربلا صفحہ ۹۴)

حضرت مسلم کی شہادت کے بعد کوفہ والوں پر اس قدر خوف ودہشت چھا گئی کہ لوگ گھروں سے نکلنا خطرناک سمجھتے تھے ہر طرف سناٹا تھا اور کسی کو ایک دوسرے کی خبر نہ تھی یہاں تک کہ وہی ہانی بن عروہ جن کے قتل کے افواہ کے سبب گورنر ہاؤس کھینچی ہوئی تلواروں کے گھیرے میں آ گیا تھا جب ابن زیاد نے حکم دیا کہ اسے بازار میں لے جا کر قتل کرو اور سپاہی ہانی کی مشکیں باندھ لے چلے تو وہ پکار پکار کر کہتے رہے کہاں ہیں میرے قبلیہ بنی مذحج کے لوگ کہاں ہیں میرے گھر والے میری جان کیوں نہیں بچاتے مگر ایک آدمی بھی نظر نہیں آیا جو ہانی کی مدد کرتا جب انہیں ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو زور لگا کر اپنا ہاتھ رسی سے کھینچ لیا اور کہا ارے کوئی لاٹھی نہیں کوئی چھڑی نہیں کوئی نہیں ارے کیا اونٹ کی ہڈی بھی نہیں کہ میں اسی کو لے کر اپنی جان بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں ماروں سپاہیوں نے پھر انہیں رسی سے باندھ لیا اور ترکی غلام جس کا نام رشید تھا اس نے آپ کو شہید کر دیا۔ (تاریخ طبری صفحہ ۲۰۸ جلد دوم)

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

Marfat.com

شہادت فرزندان حضرت مسلم رضی اللہ تعالی عنہ :۔ حضرت مسلم نے گورنر ہاؤس کے گھیراؤ اور مائی طوعہ کے گھر قیام کے وقت بچوں کو قاضی شریح کے ہاں پہنچا دیا تھا جب ابن زیاد بدنہاد کو معلوم ہوا کہ حضرت مسلم رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ ان کے دو بچے بھی آئے تھے اس نے پورے شہر کوفہ میں اعلان کر دیا کہ جو شخص مسلم کے بچوں کو چھپائے گا اسے سخت سزا دی جائے گی اور جوان کو ہمارے پاس لائے گا اسے انعام واکرام دیا جائے گا ابن زیاد کے اس اعلان کو سن کر قاضی صاحب گھبرا گئے فوراً زادراہ تیار کروایا اور اپنے بیٹے اسد سے کہا کہ آج باب الحراقین سے ایک قافلہ مدینہ منورہ کی طرف جانے والا ہے ان بچوں کو لے جا کر اسی قافلہ میں کسی محبّ اہل بیت کے سپرد کر دو اور تاکید کر دو کہ ان کو بحافظت مدینہ منورہ پہنچا دے اسد جب ان بچوں کو لے کر باب الحراقین پہنچا تو معلوم ہوا کہ قافلہ تھوڑی دیر پہلے چلا گیا وہ بچوں کو لے کر اس کی راہ پر تیزی سے چلا اور جب قافلہ کی گرد راہ نظر آئی تو بچوں کو گرد دکھا کر کہا دیکھو وہ قافلہ کی گرد نظر آرہی ہے تم لوگ جلدی سے جا کر اس میں مل جاؤ میں واپس جاتا ہوں یہ کہہ وہ واپس چلا آیا اور بچے تیزی کے ساتھ چلنے لگے مگر تھوڑی دیر بعد گرد غائب ہوگئی اور انہیں قافلہ نہ ملا ننھے بچے اس تنہائی میں ایک دوسرے سے گلے مل کر رونے لگے اور ماں باپ کو پکار پکار کر جی جان کھونے لگے۔

مولانا ناصر علی رضوی لکھنوی نے عناصر الشہادتین صفحہ ۱۷۴ مین اس واقعہ کو کچھ اس طرح رقم کیا ہے ابن زیاد کا اعلان سن کر حضرت مسلم کے شہزادوں کو شیعہ اور مریدان حضرت مسلم نے تلاش میں ان کے گلی گلی خاک چھاننی شروع کی قاضی شریح

Marfat.com

جن کے گھر میں دونوں لڑکے جو ساتھ آٹھ برس کے تھے چھپے تھے خبر شہادت حضرت مسلم کی سن کرزار زار رونے لگے بے قرار ہونے لگے لڑکوں کے منہ تکتے تھے مگر یہ خبر وحشت اثر ان سے کہہ نہ سکتے تھے دونوں لڑے قاضی شریح کا یہ حال دیکھ کر بہت کچھ گھبرائے آخر باصرار تمام ان سے خبر و وحشت اثر وفات پدر سن کر دست و بغل ہو کر آہ کے نعرے سوز و جگر کے شرار نے عرش تک پہنچائے۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی شام کربلا صفحہ ۶۹ میں لکھتے ہیں جب حضرت مسلم رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہو گئے تو قاضی صاحب نے آپ کے دونوں صاحبزادوں کو بلا کر پیار کیا اور بادیدہ پرنم ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا یہ دیکھ کر انہوں نے کہا چچا جان آپ کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور یوں ہمارے سروں پر ہاتھ پھیر رہے ہیں کہیں ہم یتیم تو نہیں ہو گئے۔ قاضی صاحب کی ہچکیاں بندھ گئیں فرمایا ہاں پیارے بچو تمہارے ابا جان کو شہید کر دیا ہے یہ سنتے ہیں دونوں شہزادوں پر کوہ الم ٹوٹ پڑا وا ابتاہ اغریباہ کہہ کر دونوں ایک دوسرے سے گلے مل کر رونے اور تڑپنے لگے قاضی شریح نے بچوں سے کہا مجھے ابن زیاد بد نہاد سے تمہارے بارے میں کوئی اچھی امید نہیں اور تمہارا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح تمہاری جان بچ جائے اور تم بحفاظت مدینہ منورہ پہنچ جاؤ۔ عالم غربت میں یتیم ہو جانے والے نونہالوں پر بے کسی کی انتہا ہو گئی ایک طرف باپ کی جدائی کا غم اور دوسری طرف اپنی جانوں کا خوف چمن رسالت کے یہ پھول کملا گئے۔

اب قاضی صاحب کے پیش نظر ان دونوں بچوں کی جانوں کا مسئلہ تھا چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا میں نے سنا ہے کہ آج باب الحراقین سے ایک کارواں

Marfat.com

مدینہ منورہ جانے والا ہے ان دونوں بچوں کو وہاں لے جاؤ اور کسی ہمدرد اور محب اہل بیت کے سپرد کر کے اس کو حالات سے آگاہ کر دینا اور تاکید کر دینا کہ ان کو بحافظت مدینہ منورہ پہنچا دے۔ اسد دونوں صاحبزادوں کو ساتھ لے کر باب الحراقین آیا اور معلوم کیا تو پتہ چلا کہ کارواں کچھ دیر پہلے جا چکا ہے دونوں بچوں کے ساتھ اسی راہ پر چلا کچھ دور گئے تو گرد کارواں نظر آئی وہ کہنے لگا دیکھو یہ گرد کارواں ہے اور زیادہ دور نہیں اب تم جلدی سے جا کر اس کارواں میں مل جاؤ اور دیکھو اپنے بارے میں کسی کو بتانا نہیں اور قافلے سے جدا نہ ہونا میں اب واپس جاتا ہوں یہ کہہ کر اسد واپس آ گیا اور بچے تیزی سے چلنے لگے کچھ دیر کے بعد وہ گرد بھی غائب ہوگئی اور کارواں بھی نہ ملا۔ یہ پھول سے یتیم بچے عالم تنہائی میں انتہائی پریشانی کا شکار ہو کر پھر ایک دوسرے سے گلے مل کر رونے لگے اور نازوں سے پالنے والے ماں باپ کا نام لے کر جان کھونے لگے۔ ادھر ابن زیاد بدنہاد کو معلوم ہوا کہ حضرت مسلم کے ساتھ ان کے دو فرزند محمد وابراہیم بھی آئے تھے اور وہ بھی کوفے میں کسی گھر میں ہیں چنانچہ اس بدنہاد نے اعلان کرایا کہ جو مسلم کے دونوں بچوں کو ہمارے پاس لائے گا وہ انعام پائے گا اور جو انہیں چھپائے گا یا ان کو یہاں سے نکالنے میں انکی مدد کرے گا وہ سخت سزا کا مستحق ہوگا۔ اس اعلان سے مال و زر کی ہوس رکھنے والے چند سپاہی قسمت آزمائی کے لئے نکلے انہوں نے تھوڑی سی محنت کے بعد سراغ لگا کر بچوں کو پا لیا اور پکڑ لائے اور کوتوال (افسر پولیس) کے حوالے کر دیا کوتوال ان بچوں کو ابن زیاد کے پاس لے گیا ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان کو اس وقت تک جیل میں رکھا جائے جب تک ان کے متعلق میں یزید سے نہ پوچھ لوں کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے داروغہ جیل (سپریٹنڈنٹ) مشکور نامی

Marfat.com

ایک پرہیزگار شخص اور محب اہل بیت تھا اس نے جب ان یتیموں کی مظلومی اور بے کسی کا حال دیکھا تو اس کو بہت ترس آیا اور اس کے جذبہ ایمانی میں ایک طلاطم پیدا ہوا اور اس نے پختہ ارادہ کیا کہ ان بچوں کی جان بچانی ہے خواہ اپنی جان چلی جائے چنانچہ اس نے رات کے اندھیرے میں گلشن عقیل کے ان پھولوں کو جیل سے نکالا اور اپنے گھر میں لاکر کھانا کھلایا اور پھر شہر کے باہر قادسیہ کی راہ پر لاکر اپنی انگوٹھی بطور نشانی دی اور کہا کہ سیدھا راستہ قادسیہ کو جاتا ہے اس راہ پر چلے جانا وہاں پہنچ کر کوتوال کا پتہ پوچھنا وہ میرا بھائی ہے اس کو مل کر میری انگوٹھی دکھانا اور اپنا حال سنانا اور کہ ہمیں مدینہ طیبہ پہنچادے وہ تمہیں بحفاظت تمام مدینہ پہنچادے گا مصیب کے مارے دونوں بھائی چل پڑے لیکن قضا وقدر کے احکام جو نافذ ہو چکے ہوتے ہیں ان کو بندوں کی تدابیر نہیں بدل سکتیں لارادلقضاہٖ ولامعقب لحکمہ رات بھر چلتے رہے مگر قادسیہ نہ آیا جب صبح کی روشنی ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اسی قادسیہ کی راہ پر تھے قریب ہی ایک کھوکھلا سا درخت نظر آیا اس کے پاس ایک کنواں بھی تھا وہ اس درخت کی آڑ میں آکر بیٹھ گئے سخت خوف لاحق تھا کہ کہیں پھر نہ کوئی پکڑ کر ابن زیاد کے پاس لے جائے اتنے میں ایک لونڈی پانی بھرنے آئی جب اس نے ان کو اس طرح چھپے بیٹھے دیکھا تو قریب آئی اور ان کا حسن و جمال اور شان شہزادگی دیکھ کر کہا اے شہزدوں تم کون ہو اور تم یہاں کیوں چھپے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم تجھے کیا بتائیں ہم کون ہیں ہم یتیم و بے کس اور ستم رسیدہ اور گم کردہ راہ مسافر ہیں لونڈی نے کہا تم کس کے بچے ہو تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟ باپ کا نام سنتے ہی ان آنکھیں پرنم ہوگئیں لونڈی نے کہا میں گمان کرتی ہوں کہ تم مسلم بن عقیل کے بیٹے ہو باپ کا نام سنتے ہی دونوں ہچکیاں بھرنے

Marfat.com

لگے لونڈی نے کہا صاحبزادو! غم نہ کرو مین اس خاتون کی لونڈی ہون جو اہلبیت نبوت کے ساتھ سچی عقیدت ومحبت رکھتی ھے بالکل فکر نہ کرو آؤ اور میرے ساتھ چلو میں تمہیں اس کے پاس لے چلوں دونوں شہزدے اس کے ساتھ ہو لئے لونڈی نے ان کو اس خاتون کے سامنے پیش کیا اور سارا واقعہ سنایا اس خاتون کو بڑی خوشی ہوئی اس نے اس خوشی کے صلہ میں اپنی اس لونڈی کو آزاد کر دیا اور شہزدوں کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آئی ان کے قدم چومے یتیموں کی داستان غم سن کر آنسو بہائے اور ہر طرح کی تسلی وتشفی دی کہ فکر نہ کرو اور لونڈی سے کہا کہ یہ راز میرے خاوند حارث کو نہ بتانا ادھر ابن زیاد کو اطلاع ہوگئی کہ مشکور نے دونوں بچوں کو رہا کر دیا ہے ابن زیاد نے مشکور کو بلایا اور پوچھا کہ تو نے پسران مسلم کے ساتھ کیا کیا ہے مشکور نے کہا میں نے اللہ اور اس کے رسول کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کو آزاد کر دیا ہے ابن زیاد نے کہا تو مجھ سے نہ ڈرا مشکور نے کہا جو بھی اللہ سے ڈرنے والا ہے وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا ابن زیاد نے کہا تجھے ان کے رہا کرنے میں کیا ملا؟ مشکور نے کہا او ستمگار ان بچوں کے والد ماجد کو شہید کرنے میں تجھے تو کچھ نہ ملے گا مگر ان بے گناہ بچوں کو جو اپنے جگر پر یتیمی کا داغ لئے ہوئے قید وبند کی مصیبت میں مبتلا تھے رہا کرنے میں سید دو عالم ﷺ سے شفاعت کی امید ہے کہ حضور پر نور ﷺ میری اس خدمت کو قبول فرمائیں گے اور میری شفاعت فرمائیں گے جب کہ تو اس دولت سے محروم مرے گا اس پر ابن زیاد غضب ہوا اور کہنے لگا میں ابھی تجھے اس کی سزا دوں گا مشکور نے کہا میری لاکھ جانیں نبی کے خاندان پر فدا ہیں ابن زیاد نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کو اتنے کوڑے مارو کہ یہ مرجائے پھر سر تن سے جدا کر دو جلاد نے کوڑے مارنے شروع

Marfat.com

کردیے پہلے کوڑے پر مشکور نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دوسرے پر کہا الٰہی مجھے صبر دے تیسرے پر کہا الٰہی مجھے بخش دے چوتھے پر کہا الٰہی مجھے فرزندان مسلم کی محبت میں سزا مل رہی ہے پانچویں پر کہا الٰہی مجھے رسول اللہ اور ان کے اہل بیت کے پاس پہنچادے پھر مشکور خاموش ہوگیا اور جلاد نے اپنا کام پورا کر دیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

ادھر وہ نیک خاتون دن بھر بہ دل و جان بچوں کی خدمت اور دل جوئی میں مشغول رہی رات کے وقت ان کو ایک علیحدہ کمرے میں سلا کر آئی تھی کہ اس کا خاوند حارث آ گیا نہایت تھکا ماندا تھا خاتون نے پوچھا آج سارا دن تم کہاں رہے کہ اتنی دیر سے آئے کہنے لگا صبح میں امیر کوفہ ابن زیاد کے پاس گیا تھا وہاں مجھے معلوم ہوا کہ داروغہ جیل مشکور نے پسران مسلم بن عقیل کو قید سے رہا کر دیا ہے اور امیر نے اعلان کیا ہے کہ جو ان کو پکڑ کر لائے یا ان کی خبر دے اس کو گھوڑا اور جوڑا اور بہت سا مال دیا جائے گا بہت سے لوگ ان کی تلاش میں نکلے ہیں میں بھی انہیں کی تلاش میں ادھر ادھر سرگرداں رہا اور اس قدر بھاگ دوڑ کی کہ میرا گھوڑا مر گیا اور مجھے پیدل ان کی جستجو میں پھرنا پڑا اس لئے تھکاوٹ سے چور چور ہوگیا ہوں عورت نے کہا اے بندہ خدا اللہ سے ڈر تجھے فرزندان مسلم سے کیا کام ہے کہنے لگا تو خاموش رہ تجھے نہیں معلوم ابن زیاد نے اس شخص کو گھوڑا اور جوڑا اور بہت سا مال دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جو ان بچوں کو اس کے پاس پہنچادے یا ان کی خبر دے عورت نے کہا کس قدر بد بخت ہیں وہ لوگ جو مال دنیا کی خاطر ان یتیموں کو دشمن کے حوالے کرنے کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں اور دین کو دنیا کے عوض میں دے رہے ہیں حارث نے کہا تجھے ان باتوں سے کیا تعلق تو کھانا لا

Marfat.com

عورت نے کھانا لا کر دیا وہ کھا کر سو گیا جب آدھی رات ہوئی تو بڑے بھائی محمد بن مسلم نے خواب دیکھا اور بیدار ہو کر اپنے بھائی چھوٹے ابراہیم کو جگاتے ہوئے کہا بھائی جان اب سونے کا وقت نہیں رہا اٹھو اور تیار ہو جاؤ اب ہمارا وقت بھی قریب آ گیا ہے میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ ہمارے ابا جان سرکار دو عالم ﷺ اور مولا علی وزہرا بتول اور حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بہشت بریں میں ٹہل رہے ہیں کہ اچانک حضور ﷺ نے ہم دونوں کی طرف دیکھ کر ہمارے ابا جان سے فرمایا مسلم تم چلے آئے ان دونوں بچوں کو ظالموں میں چھوڑ آئے ابا جان نے ہماری طرف دیکھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے یہ بچے بھی آنے ہی والے ہیں یہ سن کر چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کے منہ پر اپنا منہ رکھ کر کہا وا ویلاہ واسلماہ اور رونا شروع کر دیا بڑے کے صبر کا پیمانہ بھی چھلک اٹھا تو دونوں نہایت درد کے ساتھ روئے اور چلائے ان بچوں کے رونے چلانے کی آواز سے اس بد بخت حارث کی آنکھ کھل گئی عورت سے کہنے لگا یہ کس کے رونے چلانے کی آواز ہے میرے گھر میں یہ کون ہے جو اس طرح رو رہے ہیں عورت بیچاری سہم گئی اور کچھ جواب نہ دیا اس ظالم نے خود اٹھ کر چراغ جلایا اور اس کمرے کی طرف چلا جس سے رونے کی آواز آ رہی تھی اندر داخل ہو کر دیکھا کہ دونوں بچے گلے مل کر ابا ابا کہہ کر تڑپ رہے ہیں کہنے لگا تم کون ہو؟ چونکہ ان بچوں نے یہی سمجھا تھا کہ یہ محبان اہل بیت کا گھر اور جائے پناہ ہے اور اہل خانہ ہمارے خیر خواہ ہیں اس لئے صاف کہہ دیا کہ ہم فرزندان مسلم بن عقیل ہیں حارث نے کہا عجیب تعجب ہے کہ میں تو سارا دن تمہاری تلاش میں سرگردان رہا یہاں تک کہ میرے گھوڑے نے دم توڑ دیا اور تم میرے ہی گھر میں موجود ہو یہ سن کر اس ظالم کے تیور دیکھ کر بچے سہم گئے اور

Marfat.com

تصویر حیرت بن گئے اس عورت نے اپنے شوہر کی جب یہ سنگ دلی اور بے رحمی دیکھی تو اس کے قدموں میں اپنا سر رکھ کر عاجزی وزاری کرتے ہوئے کہنے لگی ان غریب الوطن یتیموں بے کسوں پر ترس کھا۔ کہنے لگا خبردار اپنی جان کی خیر چاہتی ہے تو خاموش رہ عورت بیچاری سہم گئی اور خاموش ہوگئی حارث نے کمرے کا دروازہ مقفل کر دیا تاکہ اس کی بیوی ان بچوں کو کہیں اور منتقل نہ کر سکے۔

جب صبح ہوئی تو اس سنگ دل نے تلوار ہاتھ میں لی اور ان دونوں بچوں کو ساتھ لے کر چلا عورت نے جب دیکھا تو اس سے نہ رہا گیا ننگے پاؤں پیچھے دوڑی اور منت وسماجت کرتی ہوئی کہہ رہی تھی اللہ سے ڈر اور ان یتیموں پر رحم کر۔

حارث ظالم پر بیوی کی زاری کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ الٹا اس کو مارنے کو دوڑا بیچاری رک گئی اس ظالم کا ایک خانہ زاد غلام جو اس کے بیٹے کا رضاعی بھائی بھی تھا اس کو معلوم ہوا تو وہ پیچھے دوڑا جب حارث کے پاس پہنچا حارث نے اس کو کہا ممکن ہے کہ کوئی ان بچوں کو ہم سے چھین لیں اور ہم اس انعام سے محروم رہ جائیں لہٰذا یہ تلوار لو اور ان کو قتل کر دو غلام نے کہا ان بیگناہ بچوں کو کس طرح قتل کر دوں حارث نے اس کو سختی سے کہا کہ میرے حکم کی تعمیل کر اس نے انکار کیا اور کہا مجھ میں ان کے قتل کی ہمت نہیں ہے مجھے سرکار دو عالم ﷺ سے شرم وحیاء آتی ہے ان کے خاندان کے بے گناہ بچوں کو قتل کر کے کل قیامت کے دن کس منہ سے ان کے سامنے جاؤں گا حارث نے کہا اگر تو ان کو قتل نہیں کرے گا تو میں تجھے قتل کروں گا غلام نے کہا قبل اس کے کہ تو مجھے قتل کرے میں تجھ کو قتل کر دوں گا حارث فن حرب میں بہت ماہر تھا اس نے اچانک آگے بڑھ کر غلام کے سر کے بال پکڑ لئے غلام نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور دونوں گتھم گتھا

Marfat.com

ہو کر بری طرح لڑنے لگے آخر ظالم نے اپنے غلام کو شدید زخمی کر دیا اتنے میں اس کی بیوی اور لڑکا بھی پہنچ گئے لڑکے نے کہا اے باپ غلام میرا رضاعی بھائی ہے اس کو مارتے ہوئے تجھے شرم نہیں آئی ظالم نے بیٹے کو تو کوئی جواب نہ دیا اور غلام پر ایک ایسا وار کیا کہ وہ جام شہادت نوش کر کے جنت الفردوس پہنچ گئے بیٹے نے کہا اے باپ میں نے تجھ سے زیادہ سنگ دل اور جفا کار کوئی نہیں دیکھا حارث نے کہا او بیٹے اپنی زبان روک اور یہ تلوار لے اور ان دونوں بچوں کے سر قلم کر بیٹے نے کہا خدا کی قسم میں یہ کام ہرگز نہ کروں گا اور نہ تجھے یہ کام کرنے دوں گا حارث کی بیوی نے پھر منت زاری کرتے ہوئے کہا کہ ان بے گناہ بچوں کے خون کا وبال اپنے سر نہ لے اگر تو ان کو نہیں چھوڑتا تو اتنی بات مان لے کہ ان کو قتل نہ کر اور ان کو زندہ ابن زیاد کے پاس لے جا اس سے بھی تیرا مقصود حاصل ہو جائے گا کہنے لگا مجھے اندیشہ ہے کہ جب اہل کوفہ ان کو دیکھیں گے تو شور مچا کر ان کو مجھ سے چھڑا لیں گے اور میری محنت ضائع ہو جائے گی آخر وہ ظالم تلوار اٹھائے چمنستان رسالت کے ان پھولوں کو کاٹنے کے لئے ان کی طرف بڑھا بیوی دوڑ کر حائل ہو گئی اور کہنے لگی ظالم خدا کا خوف کر عذاب آخرت سے ڈر ظالم نے بیوی پر وار کر دیا وہ زخمی ہو گر گئی اور تڑپنے لگی بیٹے نے ماں کو خاک و خون میں تڑپتے دیکھا تو بڑھ کر باپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے باپ ہوش میں آ تجھے کیا ہو گیا ظالم نے بیٹے پر بھی وار کر کے موت کی نیند سلا دیا ماں نے اپنی آنکھوں کے سامنے جب اپنے لخت جگر کو اس طرح کشتہ شمشیر جفا ہوتے دیکھا اس کا کلیجہ بھی پھٹ گیا اور وہ بھی راہی جنت ہوئی اب وہ ظالم اپنا خانہ خراب کر کے پھر دونوں بچوں کی طرف آیا دونوں نے سراپا التجا بن کر کہا اگر تجھے یہ اندیشہ ہے کہ ہمیں زندہ لے جانے کی صورت

Marfat.com

میں لوگ شور مچا کر چھڑا لیں گے اور تو مال سے محروم ہو جائے گا تو ایسا کر کہ ہمارے گیسو کاٹ کر غلام بنا کر فروخت کر دے ظالم نے کہا اب تو میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گا جب اس نے تلوار اٹھائی تو چھوٹے نے آگے بڑھ کر کہا پہلے مجھے مار چھوٹے بھائی پر وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ بڑا بھائی چیخ اٹھا خدا کے لئے پہلے مجھے ذبح کرو میں اپنے بھائی کی تڑپتی ہوئی لاش نہیں دیکھ سکوں گا ظالم کی تلوار چمکی دو ننھی چیخیں بلند ہوئیں اور یتیم بچوں کے کٹے ہوئے خون میں تڑپنے لگے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ

قاتل کا انجام:۔ حارث ملعون نے جب بچوں کو شہید کر دیا تو ان کی لاشوں کو دریائے فرات میں پھینک دیا اور سروں کو توبرا میں رکھ کر ابن زیاد کے سامنے لے گیا اس نے پوچھا اس میں کیا ہے حارث نے کہا انعام و اکرام کے لئے آپ کے دشمنوں کا سر کاٹ کر لایا ہوں ابن زیاد نے پوچھا میرے دشمن کون ہیں؟ کہا مسلم بن عقیل کے فرزند ابن زیاد یہ سنتے ہیں غضبناک ہو گیا اور کہا تجھ کو قتل کرنے کا حکم کس نے دیا تھا کم بخت میں نے امیر المومنین یزید کو لکھا ہے کہ مسلم بن عقیل کے فرزند گرفتار کر لئے گئے ہیں اگر حکم ہو تو میں انہیں آپ کے پاس زندہ بھیج دوں اگر یزید نے زندہ بھیجنے کا حکم دیا تو پھر میں کیا کروں گا تو میرے پاس ان کو زندہ کیوں نہیں لایا حارث نے کہا مجھے اندیشہ تھا کہ شہر کے لوگ مجھ سے چھین لیں گے ابن زیاد نے کہا اگر تجھے چھین لینے کا اندیشہ تھا تو کسی محفوظ جگہ پر ان کو ٹھہرا کر مجھے اطلاع کر دیتا میں سپاہیوں کے ذریعے منگوا لیتا تو نے میرے حکم کے بغیر ان کو قتل کیوں کیا پھر اس نے مجمع پر نگاہ ڈالی اور ایک شخص جس کا نام مقاتل تھا اس سے کہا کہ اس بد بخت کی گردن مار دے مقاتل نے

Marfat.com

بہت خوش ہو کر حارث ملعون کی مشکیں باندھیں پھر اس کو برہنہ سر کر کے ان دونوں سروں کو اس کے سر پر دھر کے بازار کوفہ کے لوگوں کو دکھاتا روتا آنسوؤں سے منہ دھوتا لے چلا سارے اہل کوفہ یہ حال پر ملال دیکھ کر نعرہ واویلاہ واسلماہ لگاتے تھے اور حارث پر لعنت کرتے اور سر اور منہ پر اس کے خاک دھول اڑاتے تھے حارث ملعون نے اس مقاتل سے کہا کہ میں تجھے دس ہزار اشرفیاں دیتا ہوں مجھے چھوڑ دے مقاتل نے کہا اگر تو مجھے ساری دنیا کے خزانے دے تب بھی تیرے قتل سے ہرگز باز نہ آؤں گا میں ابھی تجھے اسی تیغ سے جہنم کو پہنچاؤں گا اس کے بدلے حق تعالی سے اجر عظیم دار نعیم پاؤں گا اس کے بعد مقاتل نے دونوں ہاتھ حارث ملعون کے اسی تلوار سے کٹوائے پھر دنوں پاؤں اس کے کاٹ کر کمر سے جدا کروائے پھر دونوں کانوں کو کاٹ کر بہت ایذائیں دیں اس کے بعد دونوں آنکھیں اس کی نکال لیں پھر شکم ناپاک اس ملعون کا چاک کر کے اعضائے بریدہ کو اس کے اس میں باندھ کر دریا میں ڈال دیا تھوڑی دیر کے بعد دریا موجزن ہوا اور اس کی لاش ناپاک کو کنارے پر پھینک دیا تین بار لاش اس کی دریا میں بہائی مگر ہر بار یہی نوبت آئی آخر مجبور ہو کر اس کو ایک غار تیرہ و نار میں کھود کر ڈالا زمین نے بھی قبول نہ کیا فوراً باہر نکالا تین بار اسی طرح وہ لاش اس غار میں چھپائی مگر ہر بار لاش باہر نکل آئی آخر مجبور ہو کر اسے جلایا گیا اور راکھ دریا میں بہادی۔

(عناصر الشہادتین صفحہ ۱۸۴)

اسی کتاب میں علامہ ناصر علی رضوی لکھتا ہے یہ شہزادوں کی کرامت ہے کہ ان کے دھڑ سروں سے چمٹ گئے مقاتل نے وہاں فرات کے کنارے قبر کھود کر شہزادوں کو بہ عزت و وقار دفن کیا۔

Marfat.com

روانگی امام عالی مقام: ۔اہل کوفہ کے خطوط اور وفود آنے کے بعد امام عالی مقام نے حضرت مسلم کو دریافت احوال کے لئے کوفہ بھیجا تھا۔انہوں نے اہل کوفہ کی بے پناہ عقیدت ومحبت کو دیکھ کر امام عالی مقام کی خدمت میں لکھ بھیجا تھا کہ ہزاروں افراد نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور یہاں کے سب باشندے آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں آپ فوراً تشریف لے آئیں۔

امام عالی مقام نے اس اطلاع کے بعد کوفہ جانے کا عزم صمیم کر لیا اور ادھر کوفہ مین جو انقلاب بر پا ہو چکا تھا اس پر خدا نے اس پر ذھول واستغراق کا پردہ حائل کر دیا تھا جب اہل مکہ کو آپ کی تیاری کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کا کوفہ جانا پسند نہ کیا کیونکہ وہ اہل کوفہ کی بے وفائی اور غداری کو خوب جانتے تھے ان کو علم تھا کہ ان کوفیوں نے حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا چنانچہ انہوں نے آپ کو سختی سے روکا سب سے پہلے آپ کی خدمت میں عمر بن عبدالرحمٰن (مخزومی) حاضر ہوئے اور عرض کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کوفہ جا رہے ہیں اس لئے میں آپ کی خدمت میں محض خیر خواہی کے لئے حاضر ہوا ہوں اجازت ہو تو کچھ عرض کروں؟ فرمایا ہاں کہو تم سچے ہمدرد اور مخلص ہو انہوں نے کہا آپ ایسے شہر میں جانے کا ارادہ فرما رہے ہیں جس میں حکومت کے امراء وعمال موجود ہیں جن کے قبضے میں بیت المال کا خزانہ ہے اور آپ جانتے ہیں عوام تو درہم ودینار کے بندے ہوتے ہیں اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو بلایا ہے اور آپ کی نصرت کا وعدہ کیا ہے وہی مال ودولت کے طمع ولالچ میں آکر آپ سے لڑیں گے اس

Marfat.com

لئے آپ کوفہ نہ جائیں امام عالی مقام نے ان کے ہمدردانہ مشورہ کا شکریہ ادا کیا اور ان کو دعا دی۔ (ابن اثیر صفحہ ۱۵ جلد ۴، طبری صفحہ ۲۱۵ جلد ششم)

اس کے بعد عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما آئے اور فرمایا بھائی! لوگوں میں چرچا ہو رہا ہے کہ آپ کوفہ جارہے ہیں کیا یہ درست ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں انشاء اللہ میں ایک دو روز میں جانے والا ہوں ابن عباس نے کہا آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ ایسا نہ کرنا البتہ اہل کوفہ نے موجودہ حکومت کے حاکم کو قتل کر دیا ہوتا اور اپنے دشمنوں کو وہاں سے نکال دیا ہوتا اور حالات پر ان کا پورا پورا قابو ہوتا تو آپ کا جانا درست تھا لیکن اگر انہوں نے آپ کو اس حالت میں بلایا ہے کہ ان کا امیر ان میں موجود ہے اور اس کی حکومت قائم ہے اور اس کے عمال خراج وصول کرتے ہیں تو آپ جان لیجئے کہ انہوں نے آپ کو صرف جنگ وجدال کے لئے بلایا ہے مجھے خوف ہے کہ یہ بلانے والے آپ کو دھوکہ دیں گے جھٹلائیں گے اور آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے بلکہ حکومت وقت سے مل کر آپ سے لڑیں گے اور سب سے بڑے دشمن ثابت ہوں گے امام پاک نے فرمایا میں خدا تعالی سے خیر کا طالب ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے۔

(ابن اثیر صفحہ ۱۵ جلد چہارم، طبری صفحہ ۲۱۶ جلد ششم)

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر آئے اور کہا آپ کا کیا ارادہ ہے فرمایا میں کوفہ جانے کے لئے سوچ رہا ہوں کیونکہ وہاں کے اشراف نے اور میرے شیعوں نے مجھے بلایا ہے اور خدا سے خیر چاہتا ہوں ابن زبیر نے کہا اگر آپ کے شیعوں کی طرح میری وہاں کوئی جماعت ہوتی تو میں ضرور جاتا پھر ابن زبیر کو خیال ہوا کہ میری اس بات سے امام کو میرے متعلق کوئی شبہ یا کوئی بدگمانی نہ پیدا ہو جائے تو کہا کہ اگر آپ حجاز ہی

Marfat.com

میں رہ کر حصول خلافت کی کوشش فرمائیں تو ہم سب آپ کی بیعت کریں گے اور آپکا پورا پورا ساتھ دیں گے اور ہر طرح کی خیر خواہی کریں گے امام نے فرمایا میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک مینڈھا ہوگا جو مکہ کی حرمت کو حلال کردے گا میں نہیں چاہتا کہ وہ مینڈھا میں بنوں غرض یہ کہ ابن زبیر نے بہت اصرار کیا کہ آپ حرم مکہ میں ہی بیٹھے رہیں آپ کا سارا کام میں کروں گا امام نے فرمایا مجھے حرم کے باہر قتل ہونا حرم کے اندر قتل ہونے سے زیادہ پسند ہے۔ اور کسی طرح حرم میں رہنے کے لئے تیار نہ ہوئے ابن زبیر کے جانے کے بعد آپ نے فرمایا ابن زبیر کو دنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں کہ میں حجاز سے چلا جاؤں اور اس کے لئے میدان خالی ہو جائے۔ (ابن اثیر صفحہ ۱۵ جلد چہارم، طبری صفحہ ۲۱۶ جلد ششم)

اسی دن شام کو یا دوسرے دن صبح کو حضرت ابن عباس آئے اور کہا بھائی میں چاہتا ہوں کہ صبر کروں مگر مجھے صبر نہیں آتا اس لئے کہ مجھے اس سفر میں تمہاری ہلاکت کا خوف ہے۔ اہل عراق ایک غدار قوم ہیں آپ ہرگز ان کے قریب نہ جائیں بلکہ اسی شہر میں مقیم رہیں آپ اہل حجاز کے سردار ہیں اگر اہل عراق اپنے دعوی محبت میں سچے ہیں اور واقعی آپ کو چاہتے ہیں تو آپ ان کو لکھیں کہ پہلے اپنے عامل (گورنر) اور دشمنوں کو شہر سے نکال دیں پھر آپ جائیں لیکن اگر آپ نہیں رکتے اور یہاں سے ضرور ہی جانا چاہتے ہیں تو یمن چلے جائیں ایک طویل وعریض ملک ہے وہاں قلعے اور پہاڑ ہیں اور وہاں آپ کے باپ کے شیعہ بھی موجود ہیں وہاں الگ تھلگ رہ کر لوگوں کے پاس اپنا پیغام بھیجیں مجھے امید ہے کہ اس طرح امن وعافیت کے ساتھ آپ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کریں گے۔ امام عالی مقام نے فرمایا بخدا مجھے یقین ہے کہ آپ میرے

Marfat.com

مشفق اور خیر خواہ ہیں لیکن اب تو میں جانے کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں ابن عباس نے کہا اچھا ضروری جانا ہی ہے تو عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لے جائیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ بھی حضرت عثمان کی طرح اپنی عورتوں اور بچوں کی آنکھوں کے سامنے قتل نہ کر دیے جائیں پھر کہا آپ نے ابن زبیر کے لئے میدان خالی کر کے اس کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں آپ کے ہوتے ہوئے کوئی اس کی طرف التفات نہیں کر سکتا تھا خدائے وحدہ لاشریک کی قسم اگر میں یہ سمجھتا کہ میں آپ سے دست وگریبان ہو جاؤں یہاں تک کہ میرا اور آپ کا تماشہ دیکھنے کے لئے لوگ جمع ہو جائیں اور آپ میرا کہنا مان لیں تو میں ایسا بھی کر گزرتا چونکہ قضا وقدر کے احکام نافذ ہو چکے تھے ہونا وہی تھا جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا اس لئے حضرت ابن عباس کی کوشش بھی ناکام ثابت ہوئی وہ اٹھ کر چلے گئے پھر ابو بکر بن حارث حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کے والد ماجد سند خلافت پر متمکن تھے اور مسلمانوں کا ان کی طرف عام رجحان بھی تھا اور ان کے احکام پر سر بھی جھکاتے تھے شام کے سوا تمام ممالک اسلامیہ ان کے ساتھ تھے باوجود اس اثر واقتدار کے جب وہ معاویہ کے مقابلے میں نکلے تو دنیا کی طمع میں لوگوں نے ان کا ساتھ بھی چھوڑ دیا اور صرف ساتھ ہی چھوڑنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ ان کے سخت مخالف ہو گئے اور خدا کی مرضی پوری ہو کر رہی ان کے بعد آپ کے بھائی کے ساتھ عراقیوں نے جو کچھ کیا وہ بھی آپ کو معلوم ہے ان تجربات کے بعد بھی آپ اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی کے دشمنوں کے پاس اس امید پر جا رہے ہیں کہ وہ آپ کا ساتھ دیں گے یقین جانئے کہ عراقی دنیا کی طمع اور مال کی حرص میں آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ یہ دنیا کے کتے فوراً آپ کے دشمنوں سے مل جائیں گے یہ آپ کی محبت کا محض زبانی

Marfat.com

دعوی کرنے والے ہیں آپ کے دشمن ثابت ہوں گے۔

(مروج الذھب للمسعودی صفحہ۱۳۴ جلد پنجم)

ابو بکر بن حارث کی پرزور تقریر بھی آپ کے عزم واستقلال میں کوئی تزلزل پیدا نہ کرسکی اور آپ نے فرمایا ہاں خدا کی مرضی پوری ہو کر رہے گی غرض یہ کہ اور بھی آپ کے چند احباب نے روکا مگر وہ بھی ناکام ہوئے اور آپ کے عزم راسخ میں کوئی تبدیلی نہ آئی چنانچہ ۳ ذی الحجہ کو اہل بیت نبوت کا قافلہ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا معلوم ہوا مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا مسئلہ ادائیگی حج سے بھی اہم ہے اور جب محمد بن حنفیہ کو اپنے بھائی حسین کے کربلا کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو اتنا روئے کہ ان کے آگے طشت رکھا تھا جس میں وضو کرتے تھے وہ آنسوؤں سے بھر گیا۔

(نور الابصار صفحہ۱۵)

عمر بن سعید بن العاص نے جو یزید کی طرف سے حاکم مکہ تھے اپنے بھائی یحیٰ بن سعید کے ہاتھ چند سواروں کو اسی غرض سے بھیجا کہ امام کے قافلہ کو روکیں چنانچہ انہوں نے سخت مزاحمت کی یہاں تک کہ ان میں اور امام کے ہمراہیوں میں مار پیٹ تک نوبت آئی انہوں نے کہا اے حسین کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے؟ جماعت سے نکلے جاتے ہو اور امت میں تفرقہ ڈالتے ہو آپ نے فرمایا میرا عمل میرے لئے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے تم میرے عمل سے بری ہو اور میں تمہارے عمل سے بری ہوں۔

بات دراصل یہ تھی کہ آپ کو گرفتار ہونے کا اندیشہ تھا اور یہ راز اس وقت کھلا جب فرزوق شاعر سے آپ کی راستہ میں ملاقات ہوئی اور اس نے پوچھا کہ فرزند رسول! حج کے دن بالکل قریب آگئے ہیں تو اتنی جلدی آپ نے کس لئے فرمائی کہ حج بھی نہ

Marfat.com

ہوسکا۔امام نے جواب دیا کہ اگر میں اتنی جلدی نہ کرتا تو وہیں گرفتار کرلیا جاتا۔

(طبری صفحہ ۲۱۴ جلد دوم)

حضرت کے اس جواب سے معلوم ہوگیا کہ ایام حج قریب ہونے کے باوجود آپ مکہ مکرمہ سے کیوں نکل پڑے اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ صحابہ کرام کے اصرار کو قبول نہ فرمانے کا سبب کیا تھا ظاہری وجہ تو وہی تھی جو حضرت امام نے فرزوق سے بیان فرمائی اور حقیقت میں شہادت کی کشش آپ کو کربلا کی طرف کھینچے لئے جا رہی تھی۔

فرزوق سے گفتگو کرنے کے بعد قافلہ امام آگے بڑھا تو آپ کے بھانجے حضرت عون و محمد رضی اللہ عنہما اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کا خط لے کر آئے اور آپ کو راستے میں مل کر خط پیش کیا اس میں لکھا تھا کہ ''میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ میرا یہ خط دیکھتے ہی فوراً واپس آجائیں کیونکہ جہاں آپ جارہے ہیں وہاں آپ کی ہلاکت اور آپ کے اہل بیت کی شہادت کا اندیشہ ہے۔اگر خدانخواستہ آپ ہلاک ہوگئے تو اسلام کا نور بجھ جائے گا اور دنیا میں اندھیرا ہوجائے گا آپ اہل ہدایت کے راہنما اور اہل ایمان کی امید ہیں آپ روانگی میں جلدی نہ کریں والسلام۔ (طبری صفحہ ۲۱۹ جلد ششم)

فرزندوں کے ہاتھ خط روانہ کرکے حضرت عبداللہ بن جعفر حضرت امام کے بہنوئی مائی زینب کے خاوند خود حاکم مکہ کے پاس ہوئے اور اس سے گفتگو کرکے کہا کہ تم اپنی جانب سے ایک خط حضرت امام حسین کے نام جس میں انہیں امان دینے اور ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کا وعدہ ہو لکھ کر انہیں واپس آنے کے لئے کہو حاکم مکہ عمرو بن سعید نے کہا مضمون تم خود لکھ لو میں اس پر مہر کردوں گا چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفر

Marfat.com

طیار نے حاکم مکہ عمرو بن سعید کی طرف سے یہ خط لکھا ''عمرو بن سعید گورنر مکہ کی طرف سے حسین بن علی کے نام ۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اس ارادہ سے باز رکھے جس میں آپ کے لئے تباہی کا سامنا ہو آپ کو وہ راہ دکھائے جس میں آپ کے لئے بہتری ہو مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عراق جا رہے ہیں میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اختلاف وانشقاق سے بچائے گا اس لئے کہ اس میں آپ کی شہادت کا اندیشہ ہے میں آپ کے پاس عبداللہ بن جعفر طیار اور اپنے بھائی یحی بن سعید کو بھیج رہا ہوں آپ ان کے ساتھ واپس آ جائیں میں آپ کو امان دیتا ہوں اور آپ کے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آؤں گا اس پر خدا گواہ اور وکیل ہے گورنر نے اس تحریر پر مہر کر دی اور حضرت عبداللہ بن جعفر اور یحی اس خط کو لے کر امام کے پاس پہنچے آپ نے اس خط کو پڑھا اور واپس ہونے سے انکار کر دیا حضرت عبداللہ نے کہا آخر بات کیا ہے آپ جانے پر اس قدر بہ ضد کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے آپ نے اس خواب میں مجھے ایک حکم دیا ہے جس کو میں ضرور پورا کروں گا خواہ وہ میرے خلاف پڑے یا موافق انہوں نے کہا وہ خواب کیا ہے؟ فرمایا میں نے اب تک نہ کسی سے بیان کیا ہے اور نہ کروں گا انشاء اللہ یہاں تک کہ میں اپنے رب سے جا ملوں۔

پھر آپ نے عمرو بن سعید گورنر مکہ کے نام اس خط کا جواب لکھا امابعد ''جو شخص اللہ تعالی کی طرف دعوت دے اور نیک اعمال بھی کرے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والا کیونکر ہو سکتا ہے بیشک میں ایک مسلمان ہوں تم نے مجھے امان، نیکی اور صلہ کی دعوت دی ہے تو سنو بہترین امان اللہ کی امان ہے جو شخص دنیا میں اللہ سے

Marfat.com

نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ہرگز امان نہ دے گا ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دنیا میں اپنا خوف عطا فرمائے تاکہ قیامت کے دن ہم اس کی امان کے مستحق ہو جائیں اگر اس خط سے واقعی تم نے میرے ساتھ نیکی اور صلہ کی نیت کی ہے تو خدا تمہیں دنیا و آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ والسلام۔

(طبری صفحہ ۲۱۹ جلد ششم)

بلاشبہ دوستوں کے مشورے نہایت مخلصانہ تھے ان کو امام کے پاکیزہ مقصد سے ہرگز اختلاف نہ تھا بلکہ اہل کوفہ کی بے وفائی کے پیش نظر یہ خدشہ تھا کہ امام تکالیف و مصائب کا شکار ہو جائیں گے اور اگر خدانخواستہ آپ شہید ہو گئے تو اسلام کا نور بجھ جائے گا دنیا تاریک ہو جائے گی اور ہم نواسہ رسول ﷺ اور اپنے رہنما اور آقا سے محروم ہو جائیں گے مگر بہ ہزار جان قربان ہو جائیں امام کے پیش نظر نانا جان سید الانس والجان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وہ حکم مبارک تھا جس کو انہوں نے بہر صورت پورا کرنا تھا خواہ کچھ بھی ہوتا چنانچہ انہوں نے کر دکھایا۔

کربلا جانے والے اہل بیت کے افراد

اس سفر میں امام حسین اور آپ کے تین صاحبزادے آپ کے ہمراہ تھے۔

۱۔ حضرت علی اوسط جن کو امام زین العابدین کہتے ہیں یہ شہر بانو کے بطن سے تھے۔ اس وقت ان کی عمر ۲۶ سال تھی اور بیمار تھے۔ ۲۔ دوسرے صاحبزادے علی اکبر تھے جو لیلیٰ بنت ابی مرہ کے بطن سے تھے یہ خاندان بنو امیہ سے تھیں علی اکبر کربلا میں شہید ہوئے۔ ۳۔ امام عالی مقام کے تیسرے فرزند جنہیں علی اصغر کہتے ہیں ان کی والدہ بنی قضاعہ

Marfat.com

سے تھیں یہ شیر خوار بچے تھے اور کربلا میں حرمل کا تیر لگنے سے شہید ہوئے۔ایک صاجزادی حضرت سکینہ ہمراہ تھیں جن کی نسبت حضرت قاسم بن حسن کے ساتھ ہوئی تھی اس وقت ان کی عمر سات سال کی تھی ان کی والدہ امراء القیس ابن عدی کی دختر قبیلہ بنی کلب سے تھیں ان کا عقد حضرت مصعب بن زبیر کے ساتھ ہوا اور کربلا میں حضرت قاسم کے ساتھ شادی کی جو روایت ذاکرین اور بے علم مولوی صاحبان کرتے ہیں وہ غلط ہے البتہ ان کے ساتھ آپ کی صرف نسبت ہوئی تھی عقد نہیں ہوا تھا اور حضرت امام حسین کی دو بیویاں آپ کے ہمراہ تھیں ایک شہر بانو دوسری علی اصغر کی والدہ حضرت امام حسین کے چار نوجوان صاجزادے حضرت قاسم ،عبداللہ، حضرت عمر اور حضرت ابوبکر امام عالی مقام کے ہمراہ تھے جو کربلا میں شہید ہوئے۔حضرت علی کے پانچ فرزند امام عالی مقام کے بھائی حضرت عباس بن علی حضرت عثمان بن علی حضرت عبداللہ بن علی حضرت محمد بن علی اور حضرت جعفر بن علی حضرت امام کے ہمراہ تھے سب درجہ شہادت پر فائز المرام ہوئے۔اور حضرت عقیل کے فرزندوں میں سے حضرت مسلم تو امام عالی مقام کے کربلا پہنچنے سے پہلے ہی کوفہ میں شہید ہو چکے تھے اور تین فرزند حضرت عبداللہ حضرت عبدالرحمن اور حضرت جعفر امام کے ہمراہ کربلا میں حاضر ہو کر شہید ہوئے اور حضرت جعفر طیار کے دو پوتے حضرت عون اور حضرت محمد حضرت امام کے ہمراہ حاضر ہو کر کربلا میں شہید ہوئے ان کے والد کا نام عبداللہ بن جعفر طیار ہے اور حضرت امام حسین کے بھانجے اور آپ کی بہن زینب بنت علی کے بیٹے ہیں۔

صاجزادگان اہل بیت میں سے کل سترہ حضرت امام عالی مقام کے ہمراہ مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے اور حضرت امام زین العابدین عمر بن حسن محمد بن عمر بن علی اور

Marfat.com

دوسرے کم عمر صاحبزادے قیدی بنائے گئے۔

(سوانح کربلا از صدر الافاضل مراد آبادی)

حضرت امام حسین جب مکہ شریف سے باہر نکلے تو ایک فوجی دستہ نے شہر سے باہر آ کے آپ کو روکا اور چاہا کہ واپس چلیں حضرت امام نے واپس ہونے سے انکار کیا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں طرف سے لوگوں میں مار پیٹ ہوئی آپ کے ساتھی بڑی بہادری سے فوجی دستہ کی مزاحمت کو روکنے پر تیار تھے اس لئے ان لوگوں کو ہٹنے پر مجبور ہونا پڑا اور قافلہ آگے روانہ ہو گیا۔ (طبری صفحہ ۲۱۴ جلد دوم)

ابن زیاد بدنہاد کو اطلاع مل چکی تھی کہ کاروان امام کوفے کی طرف روانہ ہو چکا ہے برابر منزلیں طے کر رہا ہے اس نے اس کارواں سے نمٹنے کے انتظامات شروع کر دئے چنانچہ رئیس الشرط (انسپکٹر جنرل پولیس) حصین بن نمیر تمیمی کو ہدایات دے کر اس کے ساتھ ایک لشکر روانہ کر دیا حصین ابن نمیر نے قادسیہ پہنچ کر لشکر کو پھیلا دیا اور راستوں کی ناکہ بندی کر دی اور چند سوار برائے جاسوسی آگے بھیجے تا کہ آپ کی نقل وحرکت کی خبریں بھی ملتی رہیں اور آپ کے درمیان پیغام رسانی کا سلسلہ قائم نہ ہو سکے۔

حضرت قیس کی شہادت: ۔امام پاک نے مقام حاجر میں پہنچ کر اپنے ایک رفیق قیس بن مسہر میداری کو خط دے کر کوفہ روانہ فرمایا خط کا مضمون یہ تھا حمد وصلوۃ کے بعد معلوم ہو کہ مسلم بن عقیل کے خط سے تم لوگوں کے حالات کی درستگی اور میری مدد تم سب کے متفق ہونے کا علم ہوا میں خدا تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ ہم پر احسان کرے اور تم لوگوں کو اس بات پر اجر عظیم عطا فرمائے میں مکہ مکرمہ سے روانہ ہو چکا ہوں جب

Marfat.com

میرا یہ خط پہنچے تو اپنا انتظام تم لوگوں کو اس بات پر اجر عظیم عطا فرمائے تم لوگ جلدی درست کر لینا اس لئے کہ میں چند ہی دنوں میں انشاءاللہ تمہارے ہاں پہنچنے والا ہوں والسلام

(طبری صفحہ ۲۲۳ جلد ۲)

حضرت قیس جب امام کا خط لے کر قادسیہ پہنچے تو حصین بن نمیر جو ابن زیاد کے حکم سے فوج کے ساتھ پہلے سے ناکہ بندی کئے ہوئے تھا اس نے قیس کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیج دیا ابن زیاد نے کہا اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو گورنر ہاؤس کی چھت پر چڑھ کر حسین بن علی کے خلاف تقریر کرو اور ان کو برا بھلا کہو حضرت قیس چھت پر چڑھ گئے اور حمد وصلوۃ کے بعد فرمایا کہ اے لوگو رسول کے پیارے نواسے حضرت حسین بن علی اس وقت خلق خدا میں سب سے بہترین شخص ہیں ہیں انہیں کا بھیجا ہوا تم لوگوں کے پاس آیا ہوں تمہارا فرض ہے کہ ان کی مدد کیلئے قدم آگے بڑھاؤ اور ان کی آواز پر لبیک کہو پھر حضرت قیس نے ابن زیاد اور اس کے باپ کو برا بھلا کہا اور حضرت علی کیلئے دعائے خیر کی ابن زیاد آپ کی اس تقریر کو سن کر آگ بگولا ہو گیا اور حکم دیا کہ انہیں چھت کے اوپر سے زمین پر گرا دو کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں بے رحموں نے انہیں نیچے گرا دیا جس سے ان کی ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں اور وہ شہید ہو گئے اس طرح حضرت امام کا یہ سچا محب آپ پر قربان ہو گیا۔

جب آپ اس منزل سے آگے بڑھے تو ایک کنویں پر آپ کی ملاقات عبداللہ بن مطیع سے ہوئی انہوں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ ادھر کیسے تشریف لائے؟ حضرت امام نے اپنے آنے کی وجہ بیان فرمائی انہوں نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ حرمت اسلام حرمت رسول اور

Marfat.com

حرمت عرب کو ضائع نہ کیجئے آپ کو ہرگز نہ جایئے وہاں آپ یقیناً شہید کردیئے جائیں گے حضرت امام نے فرمایا ہمیں وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو خدائے تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمادی ہے۔

حضرت زہیر سے ملاقات:۔ حضرت امام جب آگے بڑھے اور مقام زرود میں آپ نے قیام فرمایا تو وہاں کنویں کے پاس ایک خیمہ نظر آیا معلوم ہوا کہ یہ زہیر بن قیس بجلی کا خیمہ ہے جو حج سے فارغ ہوکر کوفہ جارہے تھے شروع میں ان کو اہلبیت رسالت سے کوئی عقیدت نہ تھی آپ نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں انہوں نے ملنے سے انکار کرنا چاہا تو ان کی بیوی نے کہا واہ کیا غضب کی بات ہے کہ فرزند رسول آپ کو بلائیں اور آپ ان سے ملنے کے لئے نہ جائیں بیوی کی بات سے متاثر ہوکر وہ حضرت کے پاس گئے اور بہت جلد خوش خوش واپس ہوکر اپنا خیمہ اور کل ساز وسامان آپ کی طرف بھیج دیا اس کے بعد اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اس سے کہا کہ اپنے بھائی کے ساتھ میکے چلی جاؤ پھر اپنے ساتھیوں سے کہا تم میں سے جو میرے ساتھ رہنا چاہے رہے اور جو چاہے چلا جائے اور یہ سمجھ کر جائے کہ یہ میری آخری ملاقات ہے سب حیران رہ گئے کہ آخر ماجرا کیا ہے اس نے کہا میں تم لوگوں سے بیان کرتا ہوں سنو جنگ بلنجم میں خدا تعالیٰ نے ہم کو فتح عطا فرمائی اور بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا تو حضرت سلمان فارسی نے ہم سے پوچھا کہ فتح اور غنیمت سے تم کو خوشی ہوئی؟ ہم نے کہا کہ ہاں بہت خوشی ہوئی انہوں نے فرمایا ایک وقت آئے گا کہ تم رسول کے گھر کے جوانوں کے سردار حسین سے ملوگے اور ان کی مدد میں ان کے دشمنوں

Marfat.com

سے جنگ کرو گے تو اس فتح اور مال غنیمت سے زیادہ خوشی حاصل کرو گے لہذا میں تم لوگوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ پھر زہیر امام عالی مقام کے ساتھ رہے یہاں تک کہ کربلا میں آپ کے دشمنوں سے لڑ کر شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(طبری صفحہ ۲۲۵ جلد دوم)

مسلم کی شہادت کی خبر:۔ حضرت امام عالی مقام کو بوجہ ذھول ونسیان کوفہ کے حالات معلوم نہ ہوئے جب آپ مقام ثعلبیہ میں پہنچے تو بکیر اسدی کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوا کہ مسلم بن عقیل اور ھانی بن عروہ دونوں شہید کر دئے گئے ہیں اور ان کی لاشوں کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر بازاروں میں گھسیٹا گیا اس دردناک خبر کو سن کر آپ نے بار بار اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ عبداللہ بن سلیم اور بذوی بن مشعل اسدی جو حج سے فارغ ہو کر مقام زرود میں حسینی قافلہ سے آملے انہوں نے امام عالی مقام سے کہا خدا کے واسطے آپ اپنی اور اپنے گھر بھر کی جان خطرہ میں نہ ڈالیں یہیں سے واپس ہو جائیں اس لئے کہ کوفہ میں آپ کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ مددگار بلکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ جو لوگ آپ کو بلانے والے ہیں وہی آپ کے دشمن ہو جائیں گے یہ سن کر حضرت مسلم کے تینوں بھائی کھڑے ہو گئے اور جوش میں آ کر کہا خدا کی قسم ہم واپس نہیں ہوں گے جب تک مسلم کے خون کا بدلہ نہیں لے لیں گے یا ہم ان کی طرح قتل نہیں ہو جائیں گے حضرت امام نے اسدیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا ان لوگوں کے بعد زندگی میں کچھ لطف نہیں آپ کے ساتھیوں میں سے بعض لوگوں نے کہا آپ کی اور مسلم کی برابری نہیں جب آپ کوفہ میں پہنچ جائیں گے تو وہاں کے سب لوگ آپ کی

Marfat.com

مدد کے لئے دوڑ پڑیں گے حضرت امام نے اس خیال کی تائید نہیں فرمائی بلکہ خاموش رہے۔ (طبری صفحہ ۲۲۷ جلد دوم)

پھر قافلہ آگے بڑھتا رہا اور ابھی تک سب لوگوں کو حضرت مسلم کی شہادت کی خبر نہ تھی جب آپ مقام زبالہ میں پہنچے تو اسی جگہ آپ نے پورے قافلہ والوں سے فرمایا کہ ہمیں دردناک خبر ملی ہے کہ مسلم بن عقیل شہید کر دیئے ہیں اور ہماری اطاعت کے دعویداروں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے ہمارے شیعوں نے ہم سے غداری کی لہذا جو شخص تم میں سے واپس جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے ہماری طرف سے اس پر کوئی الزام نہیں بہت سے عرب جو راستے میں تھے آپ کے ساتھ ہو گئے تھے اس اعلان کے سنتے ہی تقریبا سب آپ سے جدا ہو گئے اور زیادہ تر وہی لوگ باقی رہ گئے جو مدینہ طیبہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے۔ (طبری صفحہ ۲۲۷ جلد دوم)

حر کی آمد:۔ محرم کی پہلی تاریخ کو جب کہ آپ کوہ ذی حشم کے دامن میں پہنچ کر خیمہ زن ہوئے حر بن یزید تمیمی ایک ہزار لشکر کے ساتھ آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آ پہنچا دوپہر کا وقت تھا دشمن کے گھوڑے اور سارے آدمی بہت پیاسے تھے حضرت امام عالی مقام نے سب کو پانی پلایا غالباً اس ہمدردی کے سبب حر آپ سے کچھ کہنے کی جرأت نہ کر سکا یہاں تک کہ جب ظہر کی نماز کا وقت آ گیا اور اذان پڑھی گئی تو آپ نے حمد وصلوۃ کے بعد حر اور اس کی فوج کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اے لوگو! میں خداتعالیٰ کی بارگاہ میں اور تمہارے سامنے اپنی صفائی پیش کرتا ہوں کہ میں اس وقت تک تمہاری طرف نہیں آیا جب تک کہ تمہارے خطوط میرے پاس نہیں گئے کہ آپ

Marfat.com

ہماری طرف آیئے ہمارا کوئی امام نہیں ہے شاید آپ کے سبب ہم لوگوں کو خدا تعالی ہدایت پر جمع فرمادے اب اگر تم لوگ اپنی بات پر قائم ہوتو میں آ گیا ہوں تم مجھ سے عہد کرلو تا کہ مجھے اطمینان ہو جائے تو میں تمہارے شہر میں چلوں اور اگر میرا آنا پسند نہیں کرتے ہوتو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں۔آپ کی اس تقریر کے بعد خاموشی رہی کسی نے کوئی جواب نہیں دیا آپ نے حر سے پوچھا تم میرے ساتھ نماز پڑھو گے یا الگ پڑھنا چاہتے ہو؟ حر نے کہا آپ نماز پڑھایئے ہم سب آپ کے پیچھے پڑھیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا دونوں طرف کے لوگوں نے حضرت امام کے پیچھے نماز ادا کی اس کے بعد آپ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔

(طبری صفحہ ۲۳ جلد دوم)

جب عصر کا وقت ہوا تو حضرت امام عالی مقام نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ روانہ ہونے کے لئے سب تیار ہو جائیں پھر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور اس وقت بھی دونوں گروہوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی نماز کے بعد پھر آپ نے مجمع کی طرف رخ کیا اور حمد وصلوۃ کے بعد فرمایا اے لوگو! اگر تم تقوی اختیار کرو گے اور حق والوں کا حق پہچانو گے تو اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرو گے جو تم پر ظلم وزیادتی کے ساتھ حکومت کرتے ہیں ہم اہل بیت نبوت ان کے مقابلہ میں خلافت کے زیادہ مستحق ہیں لیکن اگر تم ہم کو نہیں پسند کرتے ہو اور ہمارے حق کو نہیں پہچانتے ہو اور تمہاری رائے اس کے خلاف ہوگئی جو تمہارے خطوط سے ظاہر ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا حر نے کہا خدا کی قسم ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کیسے خطوط ہیں کہ جن کا آپ ذکر فرما رہے ہیں آپ نے خطوط کے تھیلے کو منگوا کر سب کے سامنے الٹ دیا حر نے کہا ہم ان لوگوں میں سے

Marfat.com

نہیں ہیں جنہوں نے آپ کو خطوط لکھے ہیں ہم کو تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جہاں بھی آپ مل جائیں ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں یہاں تک کہ ابن زیاد کے پاس پہنچادیں آپ نے فرمایا اس مطلب کے حاصل کرنے سے تیرے لئے مرجانا زیادہ آسان ہے پھر آپنے اپنے ساتھیوں کو سوار ہو کر لوٹنے کا حکم دیا حر نے واپس ہونے سے روکا آپ نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے آخر بتا مطلب کیا ہے؟ حر نے کہا خدا کی قسم! اگر آپ کے سوا کوئی دوسرا عرب یہ بات کہتا تو میں اس کی ماں کو بھی ایسا ہی کہتا لیکن آپ کی والدہ ماجدہ کا ذکر میں بھلائی کے ساتھ ہی کروں گا امام نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا میں آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ نہیں ہوگا اس نے کہا خدا کی قسم میں بھی آپ کو نہیں چھوڑوں گا اس طرح تکرار ہوتی رہی آخر حر نے کہا مجھے آپ سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا مجھے تو یہ حکم ہے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں یہاں تک کہ آپ کوفہ نہ پہنچ جائیں اگر آپ کوفہ جانے سے انکار کرتے ہیں تو جب تک کہ میں ابن زیاد کی رائے نہ معلوم کرلوں آپ ایسا راستہ اختیار کریں جو نہ کوفی کی طرف جاتا ہو اور نہ مدینہ کی طرف آپ کو اس کی بات معقول معلوم ہوئی آپ قادسیہ اور عذیب کی راہ سے بائیں چلنے لگے اور ساتھ حر بھی چلتا رہا۔

(طبری صفحہ ۲۳۲ جلد دوم)

باپ اور بیٹے کی گفتگو:۔ جب امام قافلہ قصر بنی مقاتل پہنچا تو آپنے وہیں قیام فرمایا تھوڑی دور حر بھی ٹھہرا آدھی رات کے بعد آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کہ پانی بھر لو اور چلو ابھی تھوڑی دیر چلتے تھے کہ ذرا آنکھ لگ گئی پھر چونک گئے اور تین بار فرمایا

Marfat.com

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ یہ سن کر آپ کے صاحبزادے حضرت زین العابدین آپ کے نزدیک آئے اور عرض کیا ابا جان اس وقت یہ کلمات زبان پر کیسے جاری ہوئے فرمایا بھائی میری آنکھ لگ گئی تھی تو میں نے دیکھا ایک سوار کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ راستے پر چل رہے ہیں اور موت ان کی طرف بڑھ رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح ہم کو موت کی اطلاع دی گئی ہے صاحبزادے نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے کیا ہم حق پر نہیں ہیں آپ نے فرمایا اس خدائے ذوالجلال کی قسم جس کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے ہم حق پر ہیں بہادر صاحبزادے نے کہا جب ہم حق پر ہیں تو ایسی موت کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں وہ جزائے خیر عطا فرمائے جو کسی بیٹے کو اس کے باپ کی طرف سے مل سکتی ہے۔ (طبری)

جب آپ کا قافلہ نینواں میں پہنچا تو کوفہ کی طرف سے ایک سوار آتا دکھائی دیا سب ٹھہر کر اس کا انتظار کرنے لگے وہ آیا تو امام کی طرف متوجہ نہیں ہوا حر کو سلام کیا اور اس کو ابن زیاد کا خط دیا جس میں لکھا تھا کہ حسین کو آگے بڑھنے سے روک دو اور انہیں چٹیل میدان میں کھڑے ہونے پر مجبور کرو جہاں کوئی پناہ کی جگہ نہ ہو اور نہ پانی ہو میں نے قاصد کو حکم دیا ہے وہ تمہارے ساتھ رہے تاکہ تمہاری کارگذاری کی ہمیں اطلاع دے اور تم سے الگ نہ ہو جب تک کہ ہمارے حکم پر عمل نہ ہو جائے حر نے امام اور ان کے ساتھیوں کو خط کے مضمون سے مطلع کیا حضرت امام نے فرمایا اچھا ہم کو ذرا آگے بڑھ کر سامنے والے گاؤں غاضریہ یا شفیہ میں ٹھہرنے دو حر نے کہا ہمیں تو چٹیل میدان میں ٹھہرانے کا حکم دیا گیا ہے اور نگران ہمارے ساتھ ہے ابن زیاد کو ہمارے طرز عمل کی اطلاع کر دے گا حر کے اس جواب پر حضرت امام کے ساتھیوں میں جوش پیدا ہو گیا

Marfat.com

زہیر بن قین نے کہا یا ابن رسول ان سے جنگ کر لینا ہمارے لئے آسان ہے بنسبت ان لوگوں کے جو ان کے بعد آئیں گے اس لئے کہ وہ اتنے ہوں گے ہم کو ان سے مقابلہ کی طاقت نہ ہوگی مگر حضرت امام نے فرمایا ہم اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا نہیں کریں گے اور پھر آپ نے حر سے فرمایا اچھا کھ تو چلنے دو حر خاموش رہا اور آپ بائیں طرف چل پڑے۔

زمین کربلا:۔ ابھی آپ تھوڑا سا چلے تھے کہ حر کے ساتھیوں نے آ کر آپ کو روک دیا اور کہا بس یہیں اتریئے فرات یہاں سے دور نہیں ہے آپ نے پوچھا اس جگہ کا نام کیا ہے لوگوں نے کہا اس کا نام کربلا ہے اس لفظ کو سنتے ہی آپ سواری سے اتر پڑے اور فرمایا یہ کربلا ہے جو مقام کرب و بلا ہے یہی ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہیں ہمارے مال و اسباب اتریں گے اسی مقام پر ہمارے ساتھی شہید ہوں گے یہ محرم اکسٹھ ہجری کی دوسری تاریخ خمیس کا دن تھا۔ جب حر نے حضرت امام کو کربلا میں اترنے پر مجبور کر دیا اس نے ابن زیاد کو اس بات کی اطلاع دی یہ وقت وہ تھا جب کہ ایران میں بغاوت ہوگئی تھی جس کو فرو کرنے کے لئے عمرو بن سعد کو چار ہزار فوج کا سردار بنایا گیا تھا اور ۔۔۔ حکومت کا پروانہ لکھ کر دیا گیا تھا عمرو بن سعد اپنی فوج کے ساتھ نکل کر ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ابن زیاد نے اسے واپس بلا کر حکم دیا کہ پہلے حسین کی مہم سر کرو اس کے بعد ایران کی طرف چلنا ابن سعد نے کہا مجھے اس امر کے لئے نہ بھیجیں چونکہ عمرو بن سعد فاتح ایران صحابی رسول سعد بن ابی وقاص جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے کا بیٹا تھا نواسہ رسول کی فضیلت سے خوب واقف تھا ابن زیاد نے

Marfat.com

کہا اگر حسین کے مقابلہ کے لئے نہیں جاتے ہو تو ۔۔۔کی حکومت سے دست بردار ہو جاؤ عمرو بن سعد نے اس معاملہ پر غور کرنے کے لئے ایک دن کی مہلت مانگی پھر دنیوی حکومت کے لالچ میں آکر امام عالی مقام سے مقابلہ درمقابلہ کے لئے تیار ہو گیا اور وہی چار ہزار کی فوج جو ملک ایران جانے کے لئے تیار تھی انہیں ساتھ لے کر تیسری محرم کو کربلا پہنچ گیا اور برابر کمک پہنچتی رہی یہاں تک کہ عمرو بن سعد کے پاس بائیس ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔

عناصر الشہادتین صفحہ ۱۸۸ میں علامہ ناصر رضوی لکھتے ہیں جب آپ وہاں سے منزل ثعلبیہ میں پہنچے بکیر اسدی کوفے سے آتا تھا اس نے عبداللہ بن زیاد کا کوفے میں آنا کوفیان بے وفا کا اس سے مل جانا اور حضرت مسلم اور ان کے لڑکوں اور ہانی کی شہادت پانا مفصلاً آپ کو سنایا آپ یہ خبر وحشت اثر سن کر دل مسوس کر رہ گئے کسی کو آگاہ نہ فرمایا حضرت مسلم کی ایک شہزادی بھی ساتھ تھی اس وقت آپ کے پاس آئیں آپ خلاف معمول بار بار منہ ان کا دیکھنے لگے اور سر پر ان کے دست مبارک پھیرنے لگے وہ شہزادی ان قرائن سے تاڑ گئی کہنے لگی کہ یا ابن رسول اللہ آج آپ خلاف عادت کے میرے سر پر اس طرح سے ہاتھ پھیرتے ہیں جس طرح سے یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔آپ کو قسم پاک پروردگار کی سچ فرمایئے ابا جان شہید تو نہیں ہو گئے آپ ضبط گریہ نہ کر سکے بے اختیار رونے لگے اشکوں سے دامن بھگونے لگے اور فرمایا بیٹی چپ رہ مت رو ہم تمہارے باپ ہیں اور زینب میری بہن تمہاری ماں ہیں۔وہ بے اختیار رونے لگی اس کے بعد لوگوں نے حضرت امام عالی مقام کو قسمیں دیں کہ للہ آپ اپنے اور اہل بیت پر رحم فرمائیں یہیں سے پلٹ چلیں کوفہ نہ جائیں غرض جب لوگوں

Marfat.com

نے وہاں سے باصرار تمام مراجعت کی صلاح ٹھہرائی تب آپ نے حسب صلاح چاہا کہ پلٹ چلیں یہ خبر اقران حضرت مسلم کو سنائی حضرت کے بھائیوں اور لڑکوں نے کہا اب ہم لوگ جی کر کیا کریں گے پتھر صبر سینے پر کب تک دھریں گے واللہ ہم جب تک اس کا بدلہ نہ لیں گے یا خود ہی مارے نہ جائیں گے ہرگز یہاں سے نہ پلٹیں گے امام عالی مقام نے فرمایا کہ جو تمہارا حال ہے وہی ہمارا حال ہے تمہارے بعد زندگی بے لطف ہے جینا وبال ہے اور سیدھے عراق کی جانب روانہ ہوئے پھر جو لوگ طمع دنیا سے ہمراہ ہوئے تھے وہ متفرق ہو گئے فقط رفیق اور عزیز باقی رہ گئے۔

علامہ امجدی لکھتے ہیں کتنی حیرت کی بات ہے کہ حضرت امام عالی مقام علی جدہ وعلیہ السلام کے ساتھ کل ۸۲ آدمی ہیں جن میں بیبیاں اور بچے بھی ہیں اور پھر جنگ کے ارادہ سے بھی نہیں آئے تھے اسی لئے لڑائی کا سامان بھی نہیں رکھتے تھے مگر اہل بیت نبوت کی شجاعت اور بہادری کا ابن زیاد کے دل پر اتنا اثر تھا کہ ان کے مقابلہ کے لئے بائیس ہزار کا لشکر جرار بھیج دیا دوگنی چوگنی دس گنی تو کیا سوگنی تعداد کو بھی کافی نہیں سمجھا کوفہ کے تمام قابل جنگ افراد کو کربلا میں بھیج دیا اس کے باوجود لوگوں کے دل خوف زدہ ہیں اور جنگ آزما دلاوروں کے حوصلے پست ہیں آخر مجبوراً ان کو یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ لشکر امام پر پانی بند کر دیا جائے تب ان کا مقابلہ کیا جا سکے گا چنانچہ عمرو بن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ دریائے فرات پر مقرر کر دیا تاکہ امام اور ان کے ساتھی پانی کی ایک بوند بھی نہ لے سکیں یہ واقعہ حضرت امام علی جدہ وعلیہ السلام کے شہید ہونے سے تین دن پہلے کا ہے۔

(طبری صفحہ ۲۴۱ جلد دوم)

Marfat.com

ابن سعد نے حضرت امام کے پاس آدمی بھیجا کہ ان سے پوچھو وہ یہاں کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ تمہارے شہر کوفہ کے لوگوں نے خطوط لکھ کر مجھے بلایا ہے اب اگر میرا آنا پسند نہیں ہے تو میں واپس چلا جاؤں ابن سعد نے اپنا سوال اور حضرت کا جواب لکھ کر ابن زیاد کو بھیج دیا اس نے ابن سعد کو جواب میں لکھا کہ تم حسین اور ان کے تمام ساتھیوں سے کہو کہ وہ یزید کی بیعت کریں اگر وہ بیعت کر لیں گے تو اس کے بعد ہم جو مناسب سمجھیں گے کریں گے ابن سعد کو جب یہ خط ملا تو اس نے کہا میں سمجھ گیا ابن زیاد کو امن و عافیت منظور نہیں۔

امام پاک اور ابن سعد کی ملاقات:۔ حضرت امام عالیمقام علی جدہ وعلیہ السلام ابن سعد کو پیغام بھیجا کہ آج رات ہم تم سے ملنا چاہتے ہیں ابن سعد نے یہ بات مان لی اور رات کے وقت ۲۰ سواروں کے ساتھ دونوں لشکروں کے درمیان آیا آپ بھی ۲۰ سواروں کے ساتھ تشریف لے گئے پھر دونوں نے اپنے اپنے ساتھیوں کو علیحدہ کر دیا اور تنہائی میں دیر تک گفتگو کرتے رہے آخر میں حضرت امام نے فرمایا کہ میں تین باتیں پیش کرتا ہوں تم جسے چاہو میرے لئے منظور کر لو۔ ۱۔ جہاں سے میں آیا ہوں وہیں مجھے واپس چلے جانے دو۔ ۲۔ مجھے کسی سرحدی مقام پر لے چلو میں وہیں رہ کر وقت گذار لوں گا۔ ۳۔ مجھ کو سیدھا یزید کے پاس دمشق کی طرف جانے دو۔ اطمینان کے لئے تم بھی میرے پیچھے پیچھے چل سکتے ہو میں یزید کے پاس جا کر اس سے براہ راست اپنا معاملہ طے کر لوں گا جیسے کہ میرے بھائی حضرت امام حسن نے امیر معاویہ سے طے کیا تھا۔ حضرت امام عالی مقام کا رویہ اتنا نرم اور سلجھا ہوا

Marfat.com

تھا کہ ابن سعد نے اقرار کیا کہ آپ کے صلح کے راستے پر ہیں اور اس نے بہت خوش ہو کر ابن زیاد کو لکھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کا شعلہ بجھا دیا ہے اور اتفاق کی صورت پید افرمادی اور امت کے معاملہ کو سلجھا دیا پھر حضرت امام کی پیش کی ہوئی تینوں باتیں تحریر کیں ایک کے آخر میں اپنی رائے بھی لکھی کہ اب اختلاف کی کوئی وجہ نہیں ہے اور اب اس معاملہ کو ختم ہونا چاہیے ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا یہ تحریر ایسے شخص کی ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ اور اپنی قوم کا شفیق ہے اچھا میں نے منظور کر لیا یہ سن کر بد بخت شمر ذی الجوشن اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کیا آپ یہ بات ان کی قبول کرتے ہیں جب کہ وہ آپ کی زمین پر اترے ہوئے ہیں اور آپ کے پہلو میں ہیں واللہ اگر وہ آپ کی اطاعت کیے بغیر یہاں سے چلے گئے تو قوت وغلبہ ان کے لئے ہوگا اور عاجزی و کمزوری آپ کے لئے میری رائے میں ان کی خواہش کبھی نہیں منظور کرنی چاہیے اس لئے کہ یہ بہت بڑی ذلت اور کمزوری کی نشانی ہے ہونا یہ چاہیے کہ وہ اور ان کے تمام ساتھی آپ کے حکم پر سر جھکا دیں پھر اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کو اس کا حق ہے اور اگر معاف کر دیں تو اس کا بھی اختیار ہے یہی ابن سعد کی بات تو خدا کی قسم مجھے تو یہ معلوم ہوا ہے کہ حسین اور وہ رات رات بھر بیٹھے باتیں کیا کرتے ہیں شمر خبیث کے اس فتنہ پرور تقریر سے ابن زیاد کی رائے بدل گئی کہا تم نے بہترین مشورہ دیا ہے اور پھر ابن سعد کو لکھا کہ میں نے تمہیں اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ تم حسین کے بچانے کی فکر کرو اور سفارشی بن کر ان کی سلامتی چاہو دیکھو اگر حسین اور ان کے تمام ساتھی میرے حکم پر سر جھکا دیں تو ان کو میرے پاس پہنچا دو اور اگر نہ مانیں تو سب کے سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دو اور حسین کی لاش پر گھوڑے دوڑا کر روند ڈالو اس لئے کہ وہ اس کے مستحق ہیں

Marfat.com

اگر تمہیں یہ منظور نہ ہو تو ہمارا لشکر شمر کے حوالے کر دو وہ ہمارے حکم پر پورا پورا عمل کرے گا یہ خط اس نے شمر کے سپرد کیا اور زبانی کہہ دیا اگر ابن سعد میرے حکم پر عمل نہ کرے تو پہلے تم اس کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا۔ (طبری صفحہ ۲۴۴ جلد دوم)

ابن سعد نے جب یہ خط پڑھا تو شمر سے کہا کم بخت تو نے یہ کیا کیا خدا تجھے غارت کرے تو میرے پاس یہ کیا لایا ہے خدا کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ تو نے ہی ابن زیاد کو میرے مشورہ پر عمل کرنے سے روک دیا اور اس بات کو بگاڑ دیا جس کے بننے کی امید تھی خدا کی قسم حسین کبھی بھی ابن زیاد کے سامنے سر نہیں جھکا سکتے شمر نے کہا ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ دشمن کو قتل کرو گے یا لشکر میرے سپرد کرو گے ابن سعد جو دنیا پر جان دینے والا اور بد بخت ازلی تھا اس نے کہا میں لشکر تمہارے سپرد نہیں کروں گا بلکہ یہ مہم میں خود ہی سر کروں گا چنانچہ اس نے فوراً حملہ کا حکم دے دیا یہ محرم کی نویں تاریخ جمعرات کا دن اور شام کا وقت تھا۔ حضرت امام عالی مقام علی جدہ وعلیہ السلام نماز عصر کے بعد خیمہ کے دروازے پر تلوار کا سہارا لے کر گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھے تھے کہ آپ کی آنکھ لگ گئی فوج کے شور وغل کی آواز سن کر آپ کی بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردے کے پاس آئیں اور آپ کو جگا کر کہا دیکھئے دشمن کی فوج کی آواز بہت نزدیک سے آ رہی ہے آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا میں نے ابھی نانا جان کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم ہمارے پاس آنے والے ہو حضرت زینب یہ خواب سن کر بے قرار ہو گئیں اور روتے ہوئے یا ویلتاہ ہائے مصیبت آپ نے فرمایا صبر کرو خاموش رہو اللہ مالک ہے پھر امام پاک نے حضرت عباس سے فرمایا پوچھو اس وقت حملہ کا سبب کیا ہے حضرت عباس فوج کے سامنے آئے

Marfat.com

اور پوچھا جواب ملا ابن زیاد کا حکم ہے کہ آپ لوگ اس کی اطاعت کریں اور یا تو لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جائیں حضرت عباس نے ان کے جواب سے امام عالی مقام کو آگاہ کیا آپ نے فرمایا ان سے کہو کہ ایک رات کی مہلت دیں تا کہ آج رات بھر ہم اچھی طرح نماز پڑھ لیں دعا مانگ لیں اور توبہ و استغفار کر لیں۔ اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ میں نماز و دعا و استغفار سے کتنی محبت رکھتا ہوں۔ تو حضرت عباس نے فوج کے دستہ سے کہا کہ ہمیں ایک رات کی مہلت دی جائے انہوں نے یہ بات مان لی۔

(طبری صفحہ ۲۴۸ جلد دوم)

ساتھیوں میں امام کی تقریر:۔ اس کے بعد حضرت امام عالی مقام علی جدہ وعلیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر فرمائی سب تعریفیں خدا تعالی کے لئے ہیں آرام و تکلیف ہر حال میں اس کا شکر ہے اے اللہ میں تیرا شکر بجالاتا ہوں تو نے ہمیں اہل بیت نبوت کی عزت عطا فرمائی قرآن کا علم دیا اس کی سمجھ عطا فرمائی اور سننے والے کان دیکھنے والی آنکھیں اور دل آگاہ نعمتوں سے مالا مال فرمایا ،اس کے بعد حضرت نے فرمایا میں دنیا میں نہ کسی کے ساتھیوں کو اپنے گھر والوں سے زیادہ نیکو کار اور صلہ رحمی کرنے والا دیکھتا ہوں خدا تعالی تم سب کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے سن لو! میں یقین رکھتا ہوں کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں کل ہماری شہادت ہے میں تم سب کو بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ رات کا اندھیرا چھایا ہوا ہے اسی میں جہاں تم لوگوں کا جی چاہے چلے جاؤ میری طرف سے تم پر کوئی الزام نہیں یہ لوگ میرے قتل کے درپے ہیں جب مجھے قتل کر لیں گے تو پھر کسی دوسرے کی طرف متوجہ

Marfat.com

نہیں ہوں گے امام عالی مقام کہ یہ تقریر سن کر سب سے پہلے حضرت عباس پھر آپ کے دوسرے بھائی بیٹے بھتیجے اور بھانجے سب نے بیک زبان کہا کہ ہم اس لئے چلے جائیں کہ آپ کے بعد زندہ رہیں؟ خدا ہمیں ایسا برا دن نہ دکھائے۔

امام نے پکار کر کہا اے اولادِ عقیل مسلم کا قتل تمہارے لیے کافی ہے تم چلے جاؤ میں اجازت دیتا ہوں ان لوگوں نے کہا خدا کی قسم یہ ہم سے ہرگز نہ ہوگا بلکہ ہم آپ کے ساتھ اپنی جانیں آپ پر قربان کردیں گے خداتعالیٰ ہمیں وہ زندگی نہ دے جو آپ کے بعد ہو حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی کھڑے ہوئے اور کہا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں ہم سے ہرگز نہیں ہوسکتا خدا کی قسم میں ان دشمنوں سے نیزہ کے ساتھ جنگ کروں گا یہاں تک کہ میرا نیزہ ان کے سینوں میں ٹوٹ جائے گا اور تلوار چلاؤں گا جب تک کہ اس کا قبضہ میرے ہاتھ میوے ہاتھ میں رہ سکے گا۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس ہتھیار نہ ہوں گے تو میں پتھر مار مار کر دشمنوں سے لڑوں گا اور اس طرح میں اپنی جان آپ پر نچھاور کردوں گا۔

حضرت سعد بن عبداللہ ۔۔۔ نے کہا خدا کی قسم آپ کا ساتھ چھوڑ کر ہم نہیں جائیں گے جب تک کہ خدا کی بارگاہ میں یہ ثابت نہ کردیں کہ ہم نے محبوب خدا کے محبوب نواسے کی کیسی حفاظت کی ہے خدا کی قسم اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ میں قتل ہو جاؤں گا پھر زندہ کیا جاؤں گا اور پھر جیتے جی جلا دیا جاؤں گا اور میری راکھ ہوا میں اڑا دی جائے گی اور اسی طرح ستر مرتبہ میرے ساتھ ہوگا پھر بھی میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا اور یہ تو ایک ہی مرتبہ قتل ہونا ہے پھر اس کے بعد دائمی عزت ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت زہیر بن قین نے کہا خدا کی قسم میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں ایسے ہی میرے ساتھ ہزار مرتبہ ہومگر خدا تعالی آپ کو اور آپ کے نوجوانوں کو بچالے غرض یہ کہ اسی طرح آپ کے تمام ساتھیوں نے اپنی اپنی عقیدت اور جانثاری ظاہر کی اور سب کا مطلب یہ تھا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے کہ ہم آپ سے جدا ہو جائیں بلکہ ہم اپنے ہاتھوں اپنی گردنوں اور اپنی پیشانیوں سے آپ کو بچائیں گے یہاں تک کہ اپنی جانیں آپ پر قربان کردیں۔

(طبری صفحہ ۲۵۰ جلد دوم)

اس کے بعد آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں نے نماز و دعا اور توبہ واستغفار میں ساری رات گزار دی اور اس کے ساتھ ہی خیموں کی پشت پر خندق کھود کر لکڑیاں بھر دیں تاکہ جنگ کے وقت ان میں آگ لگادی جائے تو دشمن پیچھے سے حملہ نہ کرسکے۔

کربلا میں قیامت صغری

دسویں محرم کے دل دوز واقعات :۔ عاشورہ کی رات ختم ہوئی اور دسویں محرم کی قیامت نما صبح نمودار ہوئی حضرت امام عالی مقام علی جدہ وعلیہ السلام نے اہل بیت اور اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ فجر کی نماز نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ادا فرمائی پیشانیوں نے سجدے میں خوب مزے لئے اور زبانوں نے تسبیح وقرأت کے خوب لطف اٹھائے جب دسویں محرم کا سورج عنقریب نکلنے والا ہے حضرت امام اور ان کے اہل بیت اور تمام ساتھی تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں ایک لقمہ کسی کے حلق کے نیچے اترا اور نہ ایک قطرہ کسی کو میسر ہوا اور ایسے لوگوں پر ظلم وجفا کے پہاڑ توڑنے

Marfat.com

کے لئے بائیس ہزار کا تازہ دم لشکر موجود ہے جنگ کا نقارہ بجادیا گیا آقائے دوعالم ﷺ کے لال اور علی وفاطمہ کے نونہال کو مہمان بنا کر بلانے والی قوم نے جانوں پر کھیلنے کی دعوت دی حضرت امام میدان کارزار میں تشریف لے گئے اور ایک تقریر فرمائی حمد وصلوۃ کے بعد آپ نے فرمایا اے لوگو! میرے نسب پر غور کرو کہ میں کون ہوں پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچو کہ تمہارے لئے کیا میرا خون بہانا جائز ہے کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں؟ کیا میں ان کے چچازاد بھائی علی کا فرزند نہیں ہوں؟ جو دس سال کی عمر میں ایمان لائے کیا سید الشہداء حضرت حمزہ میرے باپ کے چچا اور جعفر طیار خود میرے ہی چچا نہیں تھے؟ کیا تم میں سے کسی نے یہ نہیں سنا ہے کہ حضور نانا جان ﷺ نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں فرمایا ہے کہ حسن وحسین رضی اللہ تعالی عنہما دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں اگر تم میری بات کو سچ سمجھتے ہو اور حقیقت میں وہ سچ ہی ہے اس لئے کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور اگر تم میری بات جھوٹی سمجھتے ہو اب بھی اسلامی دنیا میں جابر بن عبداللہ انصاری، ابو سعید خدری اور انس بن مالک وغیرہ موجود ہیں ان سے پوچھ لو کیا حدیث تمہیں میرا خون بہانے سے روکنے کے لئے کافی نہیں ہے شمر بدبخت نے آپ کی تقریر میں مداخلت کرتے ہوئے کچھ بدتمیزی کی تو حبیب بن مظاہر نے اسے سخت جواب دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالی نے تیرے دل پر مہر لگادی ہے اس لئے تو نہیں سمجھ پا رہا ہے کہ حضرت امام پاک کیا فرما رہے ہیں شمر اور حبیب بن مظاہر کی گفتگو کے بعد امام عالی مقام نے پھر فرمایا اے لوگو اگر تمہیں اس حدیث میں شک ہے اس میں کوئی شبہ ہے کہ میں تمہارے رسول کا نواسہ ہوں خدا کی قسم مشرق سے مغرب تک پوری دنیا میں

Marfat.com

میرے سوا کوئی بھی نبی کا نواسہ موجود نہیں ہے تم میں اور نہ تمہارے سوا دوسری قوموں میں اور میں تو خود تمہارے ہی نبی کا نواسہ ہوں ذرا غور تو کرو کہ میرے قتل پر تم کیسے آمادہ ہو گئے کیا میں نے کسی کو قتل کیا ہے کسی کا مال ہلاک کیا ہے یا کسی کو زخمی کیا ہے جس کا بدلہ تم مجھ سے چاہتے ہو جب مخالفین کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تو آپ نے پکار کر کہا اے شیث بن ربعی، اے حجار بن ابحر، قیس بن اشعث، اے یزید بن حارث کیا تم لوگوں نے خط لکھ کر مجھے نہیں بلایا تھا انہوں نے کہا ہم نے کوئی خط آپ کو نہیں لکھا تھا آپ نے فرمایا تم لوگوں نے لکھا تھا اور ضرور لکھا تھا اچھا فرض کر لو تم نے نہیں لکھا تھا اور تم نہیں چاہتے تھے کہ میں ادھر آؤں تو مجھے چھوڑ دو تا کہ میں کسی ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں امن وامان کی زندگی بسر کر سکوں قیس بن اشعث نے کہا آپ اپنے قرابت دار یعنی ابن زیاد کے سامنے سر جھکا دیں پھر آپ کے ساتھ کوئی ناپسندیدہ سلوک نہیں ہو گا آپ نے فرمایا تم ایسا کیوں نہیں کہو گے تم محمد بن اشعث ہی کے بھائی تو ہو کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں مسلم بن عقیل کے خون کی ذمہ داری تم پر ہے خدا کی قسم میں ذلت کے ساتھ تمہارے ہاتھ میں اپنا ہاتھ ہرگز نہیں دوں گا اور نہ غلاموں کی طرح اطاعت کا اقرار کروں گا مخالفین کے ماننے کی پہلے ہی سے امید نہ تھی مگر امام عالی مقام کو اپنا فرض پورا کرنا تھا وہ ہو گیا پھر اونٹنی بٹھا کر اتر پڑے اور عقبی بن سمعان کو حکم دیا کہ اسے باندھ دے۔ (طبری صفحہ ۲۵۷ جلد دوم)

حر کا شوق شہادت:۔ جب عمر بن سعد جنگ شروع کرنے کے لئے آگے بڑھا تو حر بن یزید نے اسے کہا خدا تیرا بھلا کرے کیا تو واقعی ان سے جنگ کرے گا ابن سعد

Marfat.com

نے کہا ہاں خدا کی قسم اور ایسی جنگ کہ جس میں سروں کی بارش ہوگی اور ہاتھ قلم ہوکر زمین پر گریں گے حر نے پوچھا ان کی پیش کی ہوئی باتوں میں سے کوئی بات بھی تم لوگوں کو منظور ہے اس نے کہا خدا کی قسم اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں ضرور منظور کر لیتا مگر کیا کروں تمہارا حاکم نہیں مانتا حر یہ سن کر وہاں سے ہٹ گیا نواسہ رسول سے جنگ کے تصور نے اس کے بدن پر کپکپی طاری کر دی اور چہرے پر پریشانی کے آثار ظاہر ہوئے تو مہاجر بن اوس اسی قبیلے کا ایک شخص کہنے لگا حر یہ تمہاری کیا حالت ہے تم پر اس قدر خوف و ہراس کیوں غالب ہے مجھ سے تو جب پوچھا جاتا کہ کوفہ میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے تو میں تمہارے سوا کسی کا نام نہ لیتا مگر اس وقت تمہاری عجیب حالت دیکھ رہا ہوں آخر اس کی وجہ کیا ہے حر نے کہا کہ نواسہ رسول سے جنگ ہے اپنی عاقبت سے لڑائی ہے میں اس وقت جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا ہوں مگر میں جنت کسی چیز کے بدلے نہیں چھوڑوں گا چاہے میرا جسم ٹکڑے کر کے آگ میں جلا دیا جائے یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے گھوڑے کو اڑی لگائی اور امام عالی مقام کی خدمت میں پہنچ گیا عرض کیا اے فرزند رسول میری جان آپ پر قربان میں وہی گناہ گار ہوں جس نے آپ کو واپس جانے سے روکا راستے میں آپ کے ساتھ ساتھ رہا اور اس جگہ ٹھہرنے پر مجبور کیا قسم ہے اس خدائے پاک کی جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں میں ہرگز نہیں سمجھتا تھا کہ آپ کی پیش کی ہوئی باتوں میں سے یہ کسی ایک کو بھی نہیں مانیں گے اور نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی واللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ لوگ آپ کی بات نہیں قبول کریں گے تو میں ہرگز ان کا ساتھ نہ دیتا اب میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں خدا تعالی کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور اپنی جان آپ کے قدموں پر قربان

Marfat.com

کرنے کے لئے حاضر ہوں کیا اس طرح میری توبہ قبول ہو جائے گی حضرت امام نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا مبارک ہو انشاء اللہ تم دنیا میں آخرت میں حر (آزاد) ہو گھوڑے سے اترو عرض کیا آپ کی مدد کے لئے میرا گھوڑے پر رہنا اترنے سے بہتر ہے اب میں آخری وقت ہی میں شہید ہو کر گھوڑے سے اتروں گا حضرت نے فرمایا جو تمہارا جی چاہے وہی کرو خدا تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ (طبری صفحہ ۲۶۰ جلد دوم)

کوفیوں سے حر کا خطاب:۔ حضرت امام عالی مقام سے خطا معاف کرانے کے بعد حر فوراً بعد میدان میں اتر گیا اور پہلے نرم الفاظ میں کوفیوں سے کہا اے لوگو حسین تین باتیں جو پیش کرتے ہیں ان میں سے کسی ایک کو تم کیوں نہیں منظور کر لیتے تاکہ خدا تعالیٰ تم کو ان کے ساتھ جنگ میں مبتلا ہونے سے بچا لے کوفیوں نے کہا ہمارے سپہ سالار عمرو بن سعد موجود ہیں ان سے بات کرو ابن سعد نے کہا اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں ضرور منظور کر لیتا یہ سن کر حر کو غصہ آ گیا اور کہا اے کوفیو! خدا تعالیٰ تم کو غارت کرے کہ تم نواسہ نے رسول کو بلایا اور جب وہ آ گئے تو تم نے انہیں دشمن کے حوالے کر دیا تم کہتے تھے کہ ہم ان پر اپنی جان قربان کریں گے اور اب قتل کرنے کے لئے انہیں پر حملہ کر رہے ہو ان کو تم نے گرفتار کر لیا چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا۔ تم نے ان کو خدا کی لمبی چوڑی زمین میں جدھر اس کا راستہ پائیں ادھر جانے سے روک دیا اب وہ تمہارے ہاتھ میں قیدی کی طرح ہو گئے ہیں تم نے ان کو اور ان کے اہل خانہ اہل حرم کو ان کے بچوں کو اور ان کے ساتھیوں کو دریائے فرات کے اس بہتے ہوئے پانی سے

Marfat.com

روک دیا جسے یہودی، نصرانی اور مجوسی تک پیتے ہیں بلکہ کتے اور سور بھی لوٹتے ہیں مگر اسی پانی کے لئے حسین اور ان ساتھی تڑپ رہے ہیں تم نے حضور ﷺ کے بعد ان کی اولاد کے ساتھ کیسا برا سلوک کیا ہے اگر آج تم ابھی اسی دم توبہ نہیں کرو گے اور اپنے ارادے سے باز نہیں آؤ گے قیامت کے دن خدا تعالیٰ تمہیں بھی پیاس سے تڑپائے گا۔

کوفیوں کے پاس چونکہ اس تقریر کا کوئی جواب نہ تھا اس لئے وہ حر پر تیر برسانے لگے حر نے یہ دیکھ کر تقریر بند کر دی اور چونکہ ابھی با قاعدہ جنگ شروع نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ واپس آ کر امام پاک کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ (طبری صفحہ ۲۶۰ جلد دوم)

حالات میدان کربلا

عناصر الشہادتین صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴ میں ہے۔ آپ نے خیموں کے چاروں طرف ایک کھائی کھدوائی تھی فقط ایک راہ آنے جانے کو رکھی تھی اور اس کھائی میں آگ بھروائی تھی تاکہ اس طرف اشقیا نہ آئیں اور اطفال وغیرہ کو ایذا نہ پہنچائیں مالک بن عروہ لشکر عمرو بن سعد سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور کہا اے حسین دوزخ سے پہلے دنیا ہی کے اندر آگ میں جلنے لگے مسلم بن عوسجہ نے چاہا کہ اس کی گردن اتار لیں آپ نے منع فرمایا کہ تم لڑائی میں پیش قدمی مت کرو آپ نے فرمایا خداوند دیکھ یہ کیا کہتا ہے فوراً پاؤں اس کے گھوڑے کا ایک بل میں جاتا رہا وہ لعین پشت زمین سے جھکا اسی آگ بھری کھائی میں جاتا رہا روبرو دونوں لشکروں کے کھائی میں جل گیا کرامت حسین کی ظاہر ہوئی۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا خداوند یہ اشقیا ناحق آل رسول کو ستانے سے باز

Marfat.com

نہیں آتے ہیں یہ سن کر ابن اشعث ملعون نے کہا آپ کو پیغمبر خدا سے کیا قرابت ہے جو اتنا لاف مارتے ہیں ہر دم خدا اور رسول کو پکارتے ہیں آپ نے فرمایا خداوند دیکھ یہ کیا کہتا ہے؟ ابھی اس کو گھوڑے سے اتار اور ذلت کی مار مار فوراً اس مردک کے شکم نے مارے درد کے پیچ و تاب کھایا گھوڑے سے قضائے حاجت کے لئے اتر آیا قضائے حاجت کے وقت ایک سیاہ بچھو نے اس مردک کے پاخانہ کے مقام میں ایسا نیستن لگایا کہ وہ ملعون ناپاک اسی جگہ واصل جہنم ہوا۔

اس کے بعد جعدہ مزنی ملعون نے آپ کے پاس آ کر کہا اے حسین دیکھو یہ آب فرات موج مار رہا ہے واللہ ہم اس میں سے تم کو ایک قطرہ نہ پلائیں گے جب تک مارے پیاس کے ہم تم کو خاک و خون میں نہ ملائیں گے آپ یہ کلام گستاخانہ و بے ادبانہ سن کر آنسو بھر لائے اور فرمایا خداوندا ابھی اسے پیاسا مار بلا سبب گھوڑا اس کا بھڑکا اور اس ملعون کو زمین پر گرایا وہ اٹھ کر گھوڑے کے پیچھے دوڑا پھر تو ایسی پیاس اس پر غالب ہوئی کہ العطش العطش کہتے کہتے طبیعت اس کی کوزہ آب طالب ہوئی ہر چند لوگ اسے پانی پلاتے تھے مگر ایک قطرہ بھی پانی اس کے حلق سے نیچے نہ جاتا تھا آخر العطش العطش کہتے کہتے مر گیا لشکریان یزید باوجود ملاحظہ ان سب کرامتوں کے ایذا رسانی سے باز نہ آئے ہر دم و ہر لحظہ انواع واقسام کے ستم پہنچاتے تھے۔

حالات شب عاشورہ

بحوالہ عناصر الشہادتین از علامہ ناصر رضوی لکھنوی امام عالی مقام کربلا کی ریت پر مصلی بچھائے مشاہدہ جمال ایزدی میں مغلوب الحال اسی عالم استغراق میں کیا

Marfat.com

دیکھتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ مع گروہ ملائکہ میدان کربلا میں تشریف لائے اور امام تشنہ کام کو اپنے سینے سے لگا کر فرمایا اے فرزندار جمند دشمنان دین تیرے قتل پر تیار ہیں اور پھر بھی شفاعت کے امیدوار ہیں سو یہ لوگ قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم رہیں گے اور دوزخ میں جائیں گے ہمیشہ مغموم رہیں گے اے فرزندار جمند صبر کی جیو زمام صبر وشکر موروثی کو ہاتھ سے نہ جانے دینا شمشیر امتحان گلے پر لے لینا۔ مگر خبردار اف نہ کرنا اب قریب ہے کہ درجہ شہادت کا پاؤ گے فقط دو تین پہر میں تین دن کے بھوکے پیاسے میرے پاس آؤ گے بہشت میں تمہارے لئے آراستگی ہو رہی ہے حور و قصور جانثاری کو تیار ہیں اور ماں باپ تمہارے انتظار کھڑے ہیں دیکھتے کو بے قرار ہیں یہ فرما کر امام تشنہ کام کے سینے پر آپ ﷺ نے ہاتھ پھیر کر فرمایا خداوند حسین کو اس وقت صبر دینا اور شہادت کا اس کو اجر دینا۔

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ فرماتی ہیں کہ شب شہادت کو میں نے ایک آواز مدینہ منورہ میں غیب سے سنی کوئی کہتا تھا ایھا القتلون جھلا حسینا ابشروا العذاب والتذلیل قد لعنوا علی لسان ابن داؤد وموسی وحامل الانجیل یعنی سنو جہالت سے حسین کو قتل کرنے والو تم کو عذاب اور ذلت کی بشارت ہو بے شک تم ملعون ہوئے سلیمان اور موسیٰ اور عیسیٰ کی زبان پر۔

راحۃ القلوب صفحہ ۵۹ میں ہے۔ خواجہ محبوب الٰہی دہلوی نے فرمایا کہ بابا فریدالدین گنج شکر نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے خواب میں عاشورا کی رات دیکھا کہ سیدہ زہرہ بتول میدان کربلا میں تطہیر کی چادر میں پوشیدہ میدان کربلا میں مقتل حسین پر جھاڑو دے رہی ہیں کہ کہیں حسین کو کنکر پتھر نہ چبھے اور آنسوؤں سے مقتل حسین کو ٹھنڈا کر رہی ہیں۔

Marfat.com

امام کی آخری نماز

تیمم کر کے امام تشنہ کام نے نماز آخری فجر کی جماعت سے ادا فرمائی ہنوز دعا سے فراغت نہ پائی تھی کہ لشکر اعداء میں طبل جنگ بجنے لگا پھر جانثاران حسین بھی سلاح جنگ کے اپنے تن پر سجانے لگے ادھر کلمہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ بہائے خشک وتشنہ پر جاری ادھر اشقیاء آمادہ ستم گاری اور تلواروں پر آبداری ادھر شوق شہادت سے بے قراری ادھر سرتن نازک سے جدا کرنے کی تیاری ادھر ہر ایک شوق شہادت میں بے چین ادھر فکر قتل وتاخت وتاراج حسین ادھر ہر آن حضور مرتبہ شہادت کی آرزو ادھر ہر دم قتل حسین کی گفتگو۔

جنگ کی ابتدا

حر کے واپس آنے کے بعد عمرو بن سعد نے فوج کو آگے بڑھایا اور اپنے غلام ذُوَید کو جو علمبردار لشکر تھا آواز دی کہ جھنڈا میرے قریب لاؤ وہ اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا ابن سعد نے کمان میں تیر جوڑ کر حسینی لشکر کی طرف سرکا اور اپنی فوج سے کہا گواہ رہنا کہ سب سے پہلا تیر میں نے ہی مارا ہے سپہ سالار کے ان الفاظ کو سن کر اس کے لشکر میں جوش وخروش پیدا ہو گیا تو وہ بھی تیر برسانے لگے اس طرح جنگ شروع ہو گئی اور اب دونوں طرف کے سپاہی نکل نکل کر اپنی بہادری کے جوہر دکھانے لگے سب سے پہلے یسار اور سالم جو زیاد اور ابن زیاد کے آزاد کردہ غلام تھے کوفیوں کی طرف سے نکل کر میدان میں آئے اور مقابلہ کے لئے بلایا امام عالی مقام کے دو جانثار ساتھی حبیب بن مظاہر اور بُریدبن خضیر اٹھ کر کھڑے ہوئے مگر امام نے ان کو روک دیا یہ دیکھ کر عبداللہ

Marfat.com

بن عمیر کلبی جو اپنی بیوی ام وہب کے ساتھ امام کی مدد کے لئے کربلا میں آ گئے تھے کھڑے ہو گئے اور جنگ کی اجازت طلب کی۔ حضرت نے سر سے پاؤں تک ان پر نگاہ ڈالی دیکھا جوان قوی ہیکل ہے فرمایا اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو جاؤ یہ تنہا دونوں کے مقابل گئے انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ عبداللہ نے اپنا نام و نسب بیان کیا انہوں نے ہم نہیں جانتے ہمارے مقابلہ میں زہیر بن قین حبیب بن مظاہر یا بریر بن حضیر کو آنا چاہئے تھا یسار اس وقت سالم سے آگے بڑھا ہوا تھا عبداللہ نے کہا او فاحشہ کے بیٹے تو مجھ سے لڑنے میں اپنی بے عزتی سمجھتا ہے یہ کہتے ہوئے یسار پر حملہ کیا اور تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ وہ ایک ہی وار میں ٹھنڈا ہو گیا سالم نے ایک دم جھپٹ کو حملہ کر دیا عبداللہ نے اس کی تلوار کو بائیں ہاتھ پر روکا تو انگلیاں کٹ گئیں مگر داہنے ہاتھ سے اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے بھی ڈھیر کر دیا اور جوش میں آ کر شعر پڑھنے لگے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے نہیں پہنچانتے ہو تو پہچان لو تو میں خاندان کلب کا ایک فرزند ہوں میرے حسب و نسب کے لئے اتنا کافی ہے کہ قبیلہ علیم میرا گھرانا ہے میں بڑی قوت والا ہوں اور مصیبت کے وقت پست ہمتی سے کام لینے والا نہیں ہوں۔

عبداللہ کی بیوی کو اپنے شوہر کی بہادری دیکھ کر جوش آ گیا خیمہ کی ایک چوب ہاتھ میں لی اور آگے بڑھ کر کہا میرے ماں باپ تم پر قربان نواسہ رسول کی طرف سے لڑتے جاؤ وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور چاہا کہ انہیں خیمہ میں پہنچا دیں مگر وہ ماننے والی نہیں تھیں عبداللہ کے ایک ہاتھ میں تلوار تھی جس سے دشمن کا خون ٹپک رہا تھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئی تھیں جن سے لہو بہہ رہا تھا پھر بھی انہوں نے پوری قوت کے ساتھ بیوی کو واپس کرنا چاہا مگر جوش حرص میں بھری ہوئی خاتون نے اپنا ہاتھ عبداللہ سے چھڑا لیا

Marfat.com

اور کہا میں تمہارا ہاتھ ہرگز نہیں چھوڑوں گی تمہارے ساتھ میں بھی جان دوں گی امام عالیٰ مقام نے آواز دی خدا تعالیٰ تم دونوں کو اہل بیت رسالت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ بی بی تم واپس چلی آؤ کہ عورتوں پر قتال واجب نہیں حضرت کے حکم کو سن کر وہ واپس آ گئیں۔

امام عالی مقام کے ساتھیوں کی شجاعت اور شہادت

کوفی لشکر سے یزید بن معقل نکلا امام عالی مقام کی طرف سے بریر بن حضیر نے بڑھ کر اس کے سر پر ایسی ضرب کاری لگائی کہ تلوار یزید بن معقل کی خود کو کاٹتی ہوئی دماغ تک پہنچ گئی اور وہ واصل جہنم ہو گیا۔ اتنے میں رضی بریر سے لپٹ گیا دونوں میں کشتی ہونے لگی آخر بریر رضی کو گرا کر اس کے سینہ پر سوار ہو گئے رضی چلایا تو کعب نے دوڑ کر بریر کی پیٹھ میں نیزہ مارا اور وہ شہید ہو گئے۔

پھر امام عالی مقام کی طرف سے حر نکلے ان کے مقابلہ کے لئے یزید بن سفیان آیا حر نے ایک ہی وار میں اسے ڈھیر کر دیا حر کے بعد نافع بن بلال آگے بڑھے ان کے مقابلہ میں مزاحم بن حریث آیا نافع نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ابھی تک لڑائی اسی انداز میں ہو رہی تھی کہ دونوں طرف سے ایک ایک جواب میدان میں آتا لیکن کوفیوں کی طرف سے جو بھی آتا وہ بچ کے نہ جاتا یہ حال دیکھ کر عمرو بن حجاج چلایا اے بے وقوف کوفیو! تمہیں نہیں معلوم تم کن لوگوں سے لڑ رہے ہو یہ سب موت کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں ان کے مقابلہ میں ایک ایک کر کے ہرگز نہ جاؤ عمرو بن سعد نے اس کی رائے کو پسند کیا اور اس طرح لڑائی کرنے سے منع کر دیا پھر عمرو بن

Marfat.com

حجاج نے فوج کے ایک دستہ کے ساتھ امام عالی مقام کے میمنہ پر عام حملہ کر دیا کچھ دیر تک جنگ ہوئی جس میں حضرت کے ایک جانثار ساتھی مسلم بن عوسجہ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد شمر ایک بڑی جماعت کے ساتھ امام کے میسرہ پر حملہ آور ہوا اور اس حملہ کے ساتھ ہی یزیدی لشکر چاروں طرف سے امام کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑا بڑی زبردست جنگ ہوئی امام کے ساتھ کل ۳۲ سوار تھے لیکن جدھر وہ رخ کرتے تھے کوفیوں کی صفوں کو درہم برہم کر دیتے یہاں تک کہ یزیدی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی ابن سعد نے فوراً پانچ سو تیر اندازوں کو بھیجا انہوں نے پہنچ کر حسینی لشکر پر تیروں کی بارش کر دی جس سے تمام گھوڑے زخمی اور بے کار ہو گئے لیکن امام عالی مقام کے جانثار ہمت نہیں ہارے گھوڑوں سے اتر پڑے بہادری و بے جگری کے ساتھ لڑتے رہے اور کوفیوں کے چھکے چھڑا دیے ایوب بن مشرح کہتا تھا خدا کی قسم حر بن یزید کے گھوڑے کو میں نے تیر مارا جو اس کے حلق میں اتر گیا پس وہ گھوڑا گر پڑا اور اس کی پیٹھ پر سے حر اس طرح کود پڑا جیسے شیر پھر وہ تلوار کھینچ کر میدان میں آ گیا اور ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے میرے گھوڑے کو بے کار کر دیا تو کیا ہوا میں حر شیر ببر سے زیادہ بہادر اور شریف ہوں اور وہی ابن مشرح یہ بھی کہتا تھا کہ حر کی طرح تلوار چلاتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ (طبری صفحہ ۲۶۷ جلد دوم)

جب ظہر کا اول وقت ہو گیا تو امام عالی مقام نے فرمایا کوفیوں سے کہو ہمیں نماز پڑھنے کی مہلت دیں اس پر بد بخت حصین بن نمیر نے کہا تمہاری نماز قبول نہ ہو گی حبیب بن مظاہر نے جواب دیا او گدھے! تو سمجھتا ہے کہ فرزند رسول ﷺ کی نماز قبول نہ ہو گی اور تیری قبول ہو گی؟ یہ سن کر ابن نمیر آگ بگولہ ہو گیا اس نے حبیب پر

Marfat.com

حملہ کردیا حبیب نے اپنے آپ کو بچالیا اور جھپٹ کو اس کے گھوڑے کے مُنہ پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ آگے کے دونوں پاؤں اٹھا کر کھڑا ہو گیا اور ابن نمیر اس کی پیٹھ سے گر گیا لیکن کوفیوں نے دوڑ کر اسے بچالیا پھر بُہت سے کوفیوں نے حبیب کو گھیر لیا وہ دیر تک ان سے بڑی بہادری کے ساتھ لڑتے رہے لیکن تنہا ایک بہت بڑی جماعت کا وہ کب تک مقابلہ کر سکتے تھے آپ تھک گئے تو ایک تمیمی نے آپ مہر نیزہ سے وار کیا آپ گر گے اور وہ ابھی اُٹھ ہی رہے تھے کہ ابن نمیر نے آپ پر تلوار ماری آپ پھر گر گئے اور تمیمی نے گھوڑے سے اتر کر آپ کا سر کاٹ دیا۔

حبیب کی شہادت سے امام عالی مقام کے دل پر بڑا زبردست اثر پڑا فرمایا کہ میں نے اپنا اور اپنے ساتھوں کی جان کو خدا تعالیٰ کے حوالے کیا حُر نے جب امام کو غمزدہ دیکھا تو رجز پڑھتے ہوئے میدان میں نکلے ساتھ میں زہیر بن قیس بھی رہے دونوں نے بہت سخت لڑائی کی ان میں سے ایک حملہ کرتا اور جب وہ دشمنوں میں گھر جاتا دوسرا حملہ کر کے اسے بچالیتا تھا اسی طرح دیر تک یہ دونوں شمشیر زنی کرتے رہے آخر میں بہت بڑی فوج نے حر کو گھیر لیا اور وہ شہید کر دیے گئے اب زہیر تنہا رہ گئے لیکن دیر تک دشمنوں کا مقابلہ کیا پھر تلوار چلاتے ہوئے وہ بھی شہید ہو گئے۔ (طبری صفحہ ۱۷۲ جلد دوم)

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہاشمی جوانوں کی بے مثل بہادری اور شہادت

کربلا میں امام عالی مقام کے ساتھیوں کی وفاداری کا یہ بھی ایک بہت بڑا کارنامہ رہا کہ جب تک ان میں ایک بھی باقی رہا امام پاک کے بھائی اور بیٹے بھتیجے وغیرہ کسی بھی

Marfat.com

بنی ہاشم کو انہوں نے لڑنے کے لئے میدان میں نہیں جانے دیا بلکہ ان کے کسی ایک فرد کو کوئی گزند بھی نہیں پہنچنے دیا حالانکہ اس درمیان میں کوفیوں کی طرف سے بڑی زبردست تیروں کی بارش بھی ہوئی مگر اس کے باوجود ایک زخم بھی کسی ہاشمی جوان یا بچہ کو لگنے کا تاریخ میں پتہ نہیں چلتا ان سب کی شہادت کے بعد اب اسد اللہ الغالب کے شیروں سیدہ زہرا کے دلاوروں اور سید الانبیاء کے جگر پاروں کے لڑنے کی باری آئی ان کی اسد اللہی تلواروں کے حملوں سے شیر دل بہادر بھی چیخ اٹھے انہوں نے ضرب وحرب کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمنوں کے خون سے پوری زمین کربلا رنگین ہوگئی اور کوفیوں کو ماننا پڑا کہ اگر ان لوگوں پر تین دن پہلے پانی بند نہ کیا جاتا تو ہاشمی خاندان کا ایک ایک جوان پورے لشکر کو تباہ و برباد کر ڈالتا۔

اولاد عقیل کی شہادت

حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل نے امام عالی مقام سے راہ حق میں سر کٹانے کی اجازت طلب کی آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے فرمایا بیٹا میں تمہیں کیسے اجازت دے دوں ابھی تمہارے باپ کی جدائی کا داغ میرے دل سے نہیں ہٹا ہے عرض کیا میں نے اپنے باپ کے پاس جانے کے لئے بے قرار ہوں حضرت نے ان کا شوق شہادت دیکھ کر اجازت دے دی اس ہاشمی جوان نے میدان میں آکر مقابلہ کے لئے پکارا کوفی لشکر سے قدامہ بن اسد جو بڑا بہادر سمجھا جاتا تھا وہ آپ سے لڑنے کے لئے نکلا تھوڑی دیر تک دونوں میں تلوار چلتی رہی آخر عبداللہ نے تلوار کا ایسا زبردست وار کیا کہ وہ کھیرے کی طرح کٹ کر زمین پر آگرا پھر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ تنہا آپ کے مقابلہ

Marfat.com

میں آتا آپ شیر ببر کی طرح ان پر حملہ آور ہوئے صفوں کو درہم برہم کرتے ہوئے ان میں گھستے چلے گئے بہتیروں کو زخمی کیا اور کئی ایک کو جہنم میں پہنچایا آخر نوفل بن مزاحم حمیری نے آپ کو نیزہ مار کے شہید کر دیا رضی اللہ تعالی عنہ حضرت جعفر بن عقیل اپنے بھتیجے عبداللہ بن مسلم کی شہادت کے بعد اشکبار آنکھوں کے ساتھ میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھی کہ میں مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں ہاشمی نسل اور غالب کے گھرانے کا ہوں بے شک ہم سارے قبیلوں کے سردار ہیں اور حسین تمام لوگوں میں سلب سے زیادہ پاکیزہ ہیں پھر آپ نے لڑنا شروع کیا اور بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ بہت سے یزیدیوں کو خاک وخون میں ملا دیا دشمن جب تلوار سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکے تو چاروں طرف سے گھیر کر تیروں کی بارش شروع کی آخر عبداللہ بن عزہ کے تیرے سے شہید ہو کر آپ بہشت بریں میں جا پہنچے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل اپنے بھائی کو خاک وخون میں غلطاں دیکھ کر بے چین ہو گئے اور بھوکے شیر کی طرح کوفیوں پر جھپٹ پڑے صفوں کو درہم برہم کر دیا اور دشمنوں کے خون سے میدان کو لالہ زار بنا دیا۔

آخر عثمان بن خالد جہنی اور بشیر بن سوط ہمدانی نے مل کر آپ کو شہید کر دیا دونوں بھائیوں کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن عقیل شیر ببر کی طرح میدان میں کود پڑے اور شمشیر زنی کے وہ جوہر دکھائے کہ بڑے بڑے بہادروں کے دانت کھٹے کر دیے اور بہت سے کوفی جہنم میں پہنچا دیئے آخر میں عثمان بن اشیم جہنی اور بشیر بن سوط ہمدانی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

Marfat.com

فرزندان مولا مشکل کشا

اولادِ عقیل کی شہادت کے بعد اب فرزندان حیدر کرار کی باری آئی یہ وہ شیر تھے جن کی رگوں میں شیر خدا کا خون گردش کر رہا تھا اب جب کہ عقیل کے فرزندان خون شہادت میں نہا چکے اولاد امیر المؤمنین سیدنا علی میں اولیت شہادت اور خلعتِ پر خون حاصل کرنے کے لئے خلیفہ بلا فصل ابو بکر صدیق کے ہم نام حضرت ابو بکر بن علی نے آگے بڑھ کر امام کی خدمت میں عرض کی بھائی جان مجھے بھی اجازت مرحمت ہو آپ نے فرمایا بھائی تم ایک ایک کر کے مجھ سے جدا ہوئے جا رہے ہو انہوں نے کہا پیارے بھائی آج میرے پاس اس جان کے سوا اور کچھ نہیں وہ آپ پر نثار ہے اس کو قبول فرما لیں اور مجھے اجازت دیں آپ نے مجبوراً اجازت دی میدان میں تشریف لائے انہوں نے لڑنا شروع کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ میں شیر خدا کا فرزند ہوں جدھر بڑھتے کشتوں کے پشتے لگا دیتے آخر زخموں سے نڈھال ہو کر قدابہ موصلی کے نیزے اور عبداللہ بن عقبہ عنقری کے تیر سے جام شہادت نوش فرمایا ان کے بعد ان کے دوسرے بھائی عمر بن علی جو خلیفہ برحق خلیفہ ثانی عمر فاروق کے ہم نام تھے بہ اجازت امام پاک میدان میں آئے اور خدا داد قوت اور طاقت سے بہت سے یزیدیوں کو مارتے اور کاٹتے ہوئے جنت الفردوس میں سدھارے اس کے بعد ان تیسرے بھائی عثمان بن علی جو خلیفہ برحق خلیفہ ثالث عثمان ذی النورین کے ہم نام تھے اپنے دو بھائیوں کا خون زمین پر بہتا ہوا دیکھا تو آنکھوں میں دنیا اندھیر ہوگئی ادھر اپنے بھائی امام پاک کی خدمت کا جذبہ رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگا تو آگے بڑھ کر عرض کی جہاں آپ

Marfat.com

کے دو جانباز خلعت فاخرہ شہادت زیب تن کر گئے وہاں ایک حلہ مجھے بھی عطا ہو کہ میں بھی آپ کا بھائی ہوں امام پاک نے فرمایا تم میری عظمت کا تاج ہو جاؤ اور کوثر پر تشنگی بجھاؤ میں بھی تمہارے پاس آنے والا ہوں حضرت عثمان بن علی امام پاک سے اجازت لے کر میدان میں خوب لڑے اور ایسے گراں بار حملے کیے کہ سواروں کو گھوڑوں پر نشست دوبھر ہوگئی اور پیدل پس پس کر رہ گئے آخر زخموں سے چور ہو کر خولی بن یزید اصمعی کے ہاتھ سے جام شہادت نوش کر کے جنت میں پہنچے پھر امام پاک کے چوتھے بھائی حضرت جعفر بن علی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اب جانثاری کا مستحق میں ہوں امام پاک نے ایک نظر ان کی طرف دیکھا اور فرمایا بھائی جان بہادری کے جوہر تمہاری پیشانی سے چمک رہے ہیں لیکن انبوہ کثیر سے تن تنہا لڑ کر کوئی واپس نہیں آیا اس لئے بہتر ہوگا کہ مبارز طلب کر کے ایک ایک سے لڑو حضرت جعفر نے کہا بھائی جس سر میں جانبازی اور جانثاری کا سودا ہو اس میں قلت و کثرت کی فکر کہاں سما سکتی ہے اب تو واپس آنے کی نہیں بلکہ آپ پر جان قربان کر کے جنت الفردوس میں ابا جان کے پاس جانے کی آرزو ہے۔ امام پاک ان کو سینے سے لگایا اور دیر تک روتے رہے حضرت عباس بن علی کے علاوہ یہ آخری بھائی رہ گیا تھا جو جدا ہو رہا تھا غرضیکہ امام پاک کی اجازت سے میدان میں آئے اور داد شہادت دے کر جنت کو سدھارے شہادت فرزندان امام حسین بن علی چاروں بھائیوں کی شہادت کے بعد حضرت امام کے حقیقی بھتیجے عبداللہ بن حسن آگے بڑھے اور عرض کیا اے چچا جان! مجھے بھی لڑنے کی اجازت مرحمت فرمایئے امام پاک نے ان کو سینے سے لگایا اور بہت سمجھایا مگر سوائے اجازت دینے کے کچھ بن نہ آیا اور شیر بیشہ شجاعت میدان کا

Marfat.com

رزار میں آئے اور تلوار بلند کی وہ جوہر دکھائے کہ لشکر اعداء میں کھلبلی مچ گئی ثابت کر دیا کہ میں شیر خدا کا پوتا ہوں عمرو بن سعد نے کہا اس جوان کو گھیرے میں لو اور قتل کر دو بختری بن عمرو شامی پانچ سو سواروں کے ساتھ آگے بڑھا اور آپ کو گھیرے میں لے لیا آپ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا آخر زخموں سے چور چور ہو کر جام شہادت نوش فرمایا

سیدنا قاسم بن حسن

حضرت عبداللہ کی شہادت کے بعد امام پاک کی بارگاہ میں گلشن رسالت کا دوسرا مہکتا ہوا پھول قاسم بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاضر ہوا علی حسب اختلاف روایات اصح قول کے مطابق ان کی عمر ۱۹ برس ہے یہ وہ جوان ہے جس کے ساتھ امام پاک کی لخت جگر سیدہ سکینہ کا مستقبل وابستہ ہے۔

یہ ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا آل رسولؐ کی آنکھ کا تارا سراپا التجا بن کر عرض گذار ہے عم محترم میں بھی راہ حق میں سر کٹانے اور ابا جان کے پاس جانے کے لئے بے قرار ہوں مجھے بھی اجازت مرحمت ہو امام پاک نے اس نور نظر کی طرف دیکھا اور فرمایا بیٹا تمہیں کس بات کی اجازت دوں کیا تیروں سے چھلنی ہونے کی اجازت دوں تلواروں سے کٹنے کی اجازت دوں آہ! تم تو میرے بھائی حسن مجتبیٰ کی نشانی ہو حضرت قاسم نے کہا چچا جان! خدا کے لئے مجھے ان دشمنوں سے لڑنے کی اجازت دیجئے اور مجھے اپنے اوپر نثار ہونے کی سعادت سے محروم نہ کیجئے امام پاک نے اشک بار آنکھوں سے قاسم کے چہرے پر محبت کی نگاہ ڈالی اور ان کے ماتھے کو چوما اور سینے سے لگایا اور رخصت کر دیا اللہ اللہ امام پاک نے نہ اپنے جوان بھتیجے کے شباب کو دیکھا اور نہ اپنی بیٹی کے مستقبل کو

Marfat.com

دیکھا دیکھا تو صرف یہ دیکھا کہ گلشن اسلام خزاں کا شکار نہ ہونے پائے اس کی سرسبزی وشادابی کے لئے اپنے خاندان کے جوانوں کا خون بھی دینا پڑے تو دے دیا جائے۔

حضرت قاسم میدان میں آئے اور یزیدیوں کو مخاطب کر کے فرمایا او دین کے دشمنو! اور اپنے نبی کا گھرانا اجاڑنے والو! میں قاسم بن حسن بن علی ہوں میں خاندان رسالت کا چشم و چراغ ہوں میں گلشن بتول کا مہکتا ہوا پھول ہوں۔ آؤ مجھے بھی تیروں سے چھلنی کا کرو تلواروں سے گھائل کرو اور میرے لئے جنت کا راستہ کھول دو تم میں کون ہے جو تنہا میرا مقابلہ کرے؟ ابن سعد ملعون نے ایک سالار لشکر ارزق نامی سے کہا کہ اس نوجوان کو قتل کرو ارزق نے کہا واہ جناب آپ نے خوب میری قدر کی میں وہ بہادر ہوں جو سینکڑوں ہزاروں کا مقابلہ کر سکتا ہوں اس بچے کے مقابلہ میں جانا میری توہین ہے ابن سعد نے برہم ہو کر کہا کہ تو نہیں جانتا یہ کون ہے؟ یہ شیر خدا کا پوتا ہے تین دن کا پیاسا ہے پھر بھی اس کی ہمت وشجاعت کو دیکھنا ہے تو ذرا سامنے ہو جا اس نے کہا میں تو نہیں جاتا البتہ لشکر میں میرے چار بیٹے ہیں ان میں سے ایک کو بھیجتا ہوں اس کے لئے تو وہ ایک ہی کافی ہے چنانچہ اس نے اپنے لڑکے کو بھیجا وہ آپ کے مقابلے میں آیا آپ نے اس کا مقابلہ کیا اور چند منٹوں میں اس کو تڑپا کے رکھ دیا اور اس کی تلوار جو بہت اچھی تھی وہ چھین لی ارزق کے دوسرے بیٹے نے اپنے بھائی کو خاک وخون میں تڑپتے دیکھا تو غصہ میں دیوانہ ہو کر آگے بڑھا کہ اپنے بھائی کا انتقام لے آپ نے اس کو بھی قتل کر دیا ارزق کا تیسرا بیٹا بھی غیظ وغضب کا پتلا بن کر آگے بڑھا اور آپ کے سامنے آ کر آپ کو گالیاں دینے لگا آپ نے فرمایا او اللہ کے دشمن تیری گالیوں کا جواب میں گالیوں سے نہ دوں گا یہ ہماری شان نہیں البتہ تجھے تیرے بھائیوں کے

Marfat.com

پاس جہنم میں پہنچا دیتا ہوں یہ کہہ کر اس پر حملہ کیا اور اس کو چیر کر رکھ دیا ارزق نے جب اپنے تین بیٹوں کا انجام بد دیکھا تو غصے سے لال پیلا ہو کر دھاڑنے لگا اور خود مقابلے کے لئے آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ اس کا چوتھا بیٹا بے ہودہ کلمات کہتا ہوا آگے بڑھا اور کہنے لگا اے باپ ذرا ٹھہر جا مجھے اس نوجوان سے دو دو ہاتھ لینے دے وہ بھوکے شیر کی طرح آپ پر حملہ آور ہوا آپ نے اس کے وار کو اپنی تلوار پر روکا اور پھر اس پر اس طرح وار کیا کہ اس کو بھی جہنم رسید کر دیا اب تو ارزق کا حال قابل دید تھا اس کا سارا غرور خاک میں مل چکا تھا اور اس کی زندگی کی پوری کمائی لٹ چکی تھی وہ غیرت جواب تک قاسم کو بچہ سمجھ کر مقابلہ پر جانے سے روک رہی تھی اب ختم ہو چکی تھی وہ ظالم غیظ وغضب کی آگ میں جلتا ہوا آگے بڑھا کہ اپنے بیٹوں کا انتقام لے اور ایک ہی وار میں اس نوجوان کو ختم کر دے لیکن اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے مقابلے میں وہ جوان ہے جس کے بازوؤں میں قوت ربانی کام کر رہی ہے وہ مقابلے میں آ کر ہاتھی کی طرح چنگھاڑنے اور شیر کی طرح دھاڑنے لگا اس کی تلوار فضا میں رعد و برق بن کر چمک رہی تھی جوں ہی اس کی نظر حضرت قاسم کی تلوار پر پڑی جو آپ نے اس کے لڑکے سے چھینی تھی کہنے لگا خدا کی قسم! یہ تلوار میں نے ایک ہزار دینار میں خریدی ہے اور ایک ہزار دینا دے کر اسے زہر کا بجھا دیا ہے یہ تمہارے ہاتھ میں نہیں رہنے دوں گا بلکہ اسی کے ساتھ تمہیں قتل کروں گا آپ نے فرمایا تیرے بیٹے اس کا مزہ چکھ چکے ہیں اور تو بھی خاطر جمع رکھ ابھی تجھے بھی اس کا ذائقہ چکھاؤں گا پھر آپ نے الحرب خدعة کے پیش نظر فرمایا ارزق! ہم تو تجھے ایک نبرد آزما بہادر سمجھتے تھے مگر تو تو نہایت ناتجربہ کار ہے تجھے تو گھوڑے کی زین کسنے کا بھی سلیقہ نہیں وہ جھک کر کسی ہوئی زین کو دیکھنے

Marfat.com

لگا آپ نے اسی وقت ایک ایسا کاری وار کیا کہ اس کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر دیا اور ایک جست لگا اپنے گھوڑے سے اس کے گھوڑے پر جا بیٹھے اور فوراً دونوں گھوڑوں کے ساتھ خیموں کی طرف آ گئے امام پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا وا عماہ العطش العطش اگر ایک پیالہ پانی کا مل جائے تو ابھی ان سب کو نیست و نابود کر دوں گا امام پاک نے فرمایا بیٹا تم عنقریب ساقی کوثر کے ہاتھ سے جام پیو گئے دیکھو اس کے بعد پھر تمہیں پیاس کبھی نہ ستائے گی دیکھو تمہارے والد تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں جاؤ ان کے پاس پہنچنے کا وقت آ گیا ہے اور ان کو میرا اسلام کہنا حضرت قاسم پھر میدان میں آئے ابن سعد نے کہا یہ نوجوان ہمارے بہترین جوانوں کو قتل کر چکا ہے اب اس کو مہلت نہ دو چنانچہ اس کے حکم سے دشمنوں نے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور آپ پر حملہ کر دیا۔ ایک شقی شیت بن سعد اور بعض روایات کی رو سے سعد بن عمروہ بن نقیل ازدی نے آپ کو شہید کر دیا امام پاک نے زخمی بھتیجے کو گود میں لیا اور آپ کی گود میں روح پرواز کر گئی حضرت قاسم کی شہادت کے بعد ان کے بھائی حضرت عمر حضرت ابوبکر نے جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

عون و محمد کی شہادت

چاروں بھتیجوں کی شہادت کے بعد عبداللہ بن جعفر طیار کے صاحبزادے عون و محمد امام عالی مقام کی ہمشیرہ سیدہ زینب کے جگر کے ٹکڑوں اور آپ کے بھانجوں کی باری آئی شیعہ محقق علامہ شیخ عباس قمی نے منتہی الآمال صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے عون کی والدہ سیدہ زینب تھیں اور محمد کی والدہ خوضا بنت خوص عبداللہ بن جعفر طیار کی دوسری بیوی تھیں اور

Marfat.com

ان کے ایک لڑکے کا نام معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار تھا دیکھو شیعہ کی کتاب منتھی الآمال صفحہ ۳۵۰ از عباس قمی چمن زہرا کے جنتی پھولوں نے آگے بڑھ کر عرض کی حضور ہمیں بھی نثار ہونے کی اجازت مرحمت ہو امام پاک نے فرمایا نہیں تمہیں اس لئے اپنے ساتھ نہیں لایا تھا کہ اپنی آنکھوں کے سامنے تیروں کا نشانہ بنتے اور نیزوں پر اچھلتے دیکھوں تم اپنی ماں کے پاس رہو عون و محمد نے کہا ماموں جان امی جی کا یہی حکم ہے دیکھو وہ بھی سامنے کھڑی ہیں امام پاک نے اپنی بہن سیدہ زینب کی طرف دیکھ کر کہا میری بہن کچھ خیال کرو مجھ پر صدیوں کے پہاڑ نہ توڑو میں کن آنکھوں سے ان پھول سے بچوں کے سینوں سے تیر اور نیزے پار ہوتے دیکھوں گا سیدہ زینب کہہ رہی تھیں بھیا میرے پیارے بھیا کیا اپنی بہن کا یہ حقیر ہدیہ قبول نہیں کرو گے؟ اگر تم نے میرا یہ ہدیہ قبول نہ کیا تو میں اپنی ماں زہرا بتول کو کیا جواب دوں گی جب وہ پوچھیں گی بیٹی تم نے اس وقت کیا نذر پیش کی تھی جب شہزادہ سرور کونین کے حضور جانوں کے ہدیے پیش ہو رہے تھے میرے دو ہی فرزند ہیں دونوں تجھ پر قربان ہیں اس کے ساتھ ہی سیدہ کی ہچکیاں بندھ گئیں امام پاک نے اشک بار آنکھوں سے اپنی بہن کو دیکھا دل پارہ پارہ ہو گیا اور دونوں بھانجوں کو سینے سے لگایا اور رخصت کر دیا ماں دیکھ رہی تھی کہ میری آنکھوں کے تارے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے یزیدی بادلوں میں روپوش ہونے جا رہے ہیں ان کے جاتے ہی دشمن ان پر بھیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے مگر اس صبر والی ماں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا مولا جو تیری رضا وہ ہماری رضا۔

چمن زہرا کے جنتی پھول حضرت جعفر طیار کے پوتے اور مولا مشکل کشا کے

Marfat.com

نواسے میدان کارزار میں دشمنوں کے سامنے گئے دونوں بھائیوں نے وہ شجاعت کے جوہر دکھائے کہ صفوف اعداء میں ہلچل برپا ہوگئی آخر بہت سے یزیدی ملعونوں کو مارتے اور کاٹتے ہوئے خود بھی تیروں اور تلواروں کا نشانہ بن کر بہشت بریں میں جا پہنچے حضرت عون کو عبداللہ بن قطبنہ للطائی نے اور حضرت محمد کو عامر بن نہشل نے شہید کیا امام پاک کے رفقاء ان کی لاشیں اٹھا کر لے گئے اور خیموں کے پاس لا کر رکھ دیں اتنے میں سیدہ زینب بھی آگئیں امام پاک نے فرمایا لو بہن تمہاری قربانی بھی قبول ہوگئی آؤ اپنے شہیدوں کی زیارت کر لو ماں نے جب اپنے فرزندوں کی کٹی پھٹی لاشوں کو دیکھا تو لاشوں کے اوپر گر گئیں اور بلائیں لیتے ہوئے کہا اے کاش! تمہاری جگہ تمہاری ماں ہوتی۔

شہادت حضرت عباس بن علی

ایک ایک عزیز کا بچھڑنا امام پاک کے لئے اس قدر روح فرسا تھا کہ آپ زانوئے غم پر سر رکھ کر خاک کربلا پر بیٹھ جاتے اور کبھی آسمان کی طرف نگاہ کر کے اپنے وقت شہادت کی باقیماندہ گھڑیاں گنتے کبھی درد رسیدہ مغموم و مظلوم عورتوں کی طرف نگاہ حسرت فرماتے بس ایک شہزادہ علی اکبر جلو میں ہے اور ایک قوت بازو عباس علمبردار سامنے ہے اب امام مظلوم کی کمر ٹوٹنے کا وقت قریب آ رہا ہے ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹنے والے ہیں اس لئے انتہائی صبر وضبط کی طلب میں جبیں نیاز جھکائے ہوئے اپنے خالق ومعبود برحق سے عرض ومعروض میں محو ہیں جب جبین انور سجدہ خالق سے راز ونیاز کی منزلیں طے کر کے بلند ہوئی تو حضرت عباس علمبردار نے عرض کی اب تو غلاموں میں کفش

Marfat.com

بردار کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا بچوں کے دل جوانوں کا جہاد بوڑھوں کے کمزور ہاتھوں سے چلتی ہوئی تلواریں دیکھیں اور جس سے اب تک سوائے علم بلند رکھنے کے اور کوئی کارگزاری نہیں ہوئی وہ آپ کا یہ غلام عباس ہے۔

نور دیدہ بتول اب تو خون رگیں توڑ کر راہ خدا میں بہہ جانے کی حسرت میں سرگرم ہے از راہ کرم مجھے بھی اجازت دے کر میری قسمت کا ستارہ بھی چمکا دیجئے صبر ورضا کے پیکر امام پاک نے اپنے بھائی کا سر سینے سے لگایا آنکھوں سے کچھ محبت اور کچھ درد غم کے آنسو موتیوں کی شکل میں رخساروں پر چمکتے ہوئے بہنے لگے دیر تک سینے سے لگانے کے بعد فرمایا کیا کروں مشیت الٰہی میں چارہ نہیں راضی بہ رضا ہوں لیکن ساقی کوثر کے لعل! بچوں کی پیاس ان کی ماؤں کے صبر کو متزلزل کر رہی ہے وہ تشنگی کے عالم میں سخت بے قرار ہیں اور انؑ کی بے قراری ان کی ماؤں کے لئے ناقابل برداشت ہوگئی ہے سنتے ہی عباس علمبردار خیمے کی طرف چلے داخل ہوتے ہی سیدہ سکینہ اور علی اصغر کی تشنگی کا وہ عالم دیکھا کہ تڑپ گئے علی کے شیر نے غصہ میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا افسوس فرات سامنے ہے اور یہ بچے پانی کی ایک ایک بوند کو ترسیں میں ابھی فرات پر جاؤں گا اور پانی لا کر ان بچوں کی پیاس بجھاؤں گا یہ سنتے ہی سیدہ زینب کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا وہ پکاریں بھیا کیا نہر کے کنارے فولاد میں ڈوبی ہوئی فوج کی دیوار کے مقابل اکیلے جاؤ گے؟ عباس علمبردار نے کہا میری بہن تمہیں تشویش کیا ہے اگر وہاں غرق آہن فوج ہے تو کیا تمہارے بھائی کے ہاتھ میں تیغ خاراشگاف نہیں ہے؟ حیدر کے شیر کی ہمت افزا بات سے پیاسوں کو کچھ ڈھارس ہوئی اور ٹوٹے ہوئے دل سینوں میں بندھ گئے مشکیزہ شانے پر لٹکایا اور فرات کی طرف

Marfat.com

چلے دشمن حائل ہوئے تو بطور اتمام حجت فرمایا۔

اے کوفیو! شامیو! اللہ تعالی سے ڈرو، رسول اللہ ﷺ سے شرماؤ، حیف صد حیف! تم نے فرزند رسول کو بلایا اور پھر ان سے بے وفائی کی دشمنوں سے مل کر ان پر پانی بند کیا ان کے رفقاء اعزاء قربا کے سر کاٹے رسول زادیوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو ایک ایک بوند پانی سے ترسا رہے ہو۔

دیکھو! ابھی توبہ کا دروازہ تم میں سے بعض کے لئے کھلا ہے اب بھی وقت ہے ظلم وستم اور فرزند رسول کے قتل سے باز آجاؤ لشکر اشقیا میں سے شمر ذی الجوش شیث بن ربعی، حجر بن الاحجار تینوں نے سامنے آ کر کہا اگر تمام روئے زمین پانی ہو جائے تو پھر بھی ہم لوگ تمہیں پانی کا ایک قطرہ تک نہ لینے دیں گے یہ سنتے ہی حیدر کرار کے شیر کو جلال آ گیا انہوں نے ایک نعرہ شیرانہ لگایا اور فرمایا کہ یہ سر کٹ سکتے ہیں لیکن فاسق فاجر اور ظالم کے سامنے جھک نہیں سکتے یہ فرما کر تلوار آبدار کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑے۔ آپ کا حملہ کیا تھا دشمنوں پر قہر خدا تھا۔ گھوڑے بھڑ کنے لگے، سواروں کے ہاتھ سے تلواریں چھوٹنے لگیں، بزدل فرازی ہرنوں کی طرح بھاگے اور آپ ان کو مارتے اور کاٹتے ہوئے نہر کے قریب پہنچ گئے۔ نہر پر سینکڑوں مسلح سپاہی بہ طور پہرے دار مقرر تھے وہ آپ کے سامنے آہنی دیوار بن گئے۔ آپ نے ان سے پوچھا تم لوگ مسلمان ہو یا کافر؟ انہوں نے کہا مسلمان۔ آپ نے فرمایا کیا تمہاری مسلمانی یہی ہے کہ فرات سے چرندو پرند سیراب ہوں اور جس ذات کا کلمہ پڑھتے ہو اس کے بیٹے اور بیٹیاں اور شیر خوار بچے ایک ایک بوند پانی کو ترسیں؟ میں نے اپنی ان آنکھوں سے ان کو پیاس سے نڈھال اور غش میں دیکھا ہے۔ آپ ان سے یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ادھر سے

Marfat.com

یزیدی فوج کے سپاہی امیر لشکر عمرو بن سعد کا حکم لے کر پہنچ گئے اور نہر پر متعین سپاہیوں سے کہا: امیر لشکر کا حکم ہے کہ پانی کی بوند بھی خیمہ حسین رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچنے پائے۔
یہ حکم سن کر یزیدی لشکر نے نیزے تان لئے، شیر خدا کے شیر نے ایک جست لگائی اور صفِ اعداء کو چیرتے ہوئے گھوڑا آگے بڑھایا اور فرات میں داخل کر دیا۔ پیاسے بہشتی نے ایک چلو پانی کا لیا مگر اہل بیت کی پیاس پینے سے مانع ہوئی۔ یہ کہہ کر پانی پھینک دیا اے عباس تم نہر پر اپنی پیاس بجھانے نہیں آئے جب تک علی اصغر اور سکینہ کی پیاس نہ بجھا لو تمہیں پانی پینا روا نہیں۔ حضرت عباس نے مشک بھری اور بائیں شانے پر ڈال کر باہر نکلے چاروں طرف سے غل ہوا کہ اگر یہ مشک خیمہ حسین تک پہنچ گیا تو ساری محنت بے کار ہو جائے گی اس کا راستہ روکو اس سے مشک چھین لو، پانی بہا دو، ادھر سقائے اہل بیت کی پوری کوشش یہ تھی کہ کسی طرح یہ مشک پیاسوں کے خیمہ تک پہنچ جائے۔ آپ چاہتے تھے کہ گھوڑا اڑا کر خیمہ تک پہنچ جائیں مگر سامنے سے کئی سو تیر مشک کا رخ کئے نظر آئے۔ آپ مشک کی حفاظت میں ایک طرف ہٹ گئے یہاں تک کہ فوج کی دوسری سمت سے اس قدر قریب ہو گئے کہ اب دونوں طرف سے گھر گئے۔
جب آپ نے اپنے آپ کو دشمن کے گھیرے میں دیکھا تو بپھرے شیر کی طرح حملہ کیا اور صفوفِ اعداء میں کھلبلی مچا دی۔ لاش پر لاش گرنے لگی اور خون کی رو بہنے لگی۔ شیرِ خدا کے شیر نے ثابت کر دیا کہ میرے بازوؤں میں قوت حیدری اور رگوں میں خونِ علی ہے۔ لاشوں کے انبار لگا دیئے کہ ایک خبیث زرارہ نامی نے دھوکے سے آپ کے بائیں شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ بازوئے علمدار کو شانے سے جدا کر دیا۔ آپ نے مشک فوراً داہنے شانے پر لٹکائی اور اسی ہاتھ سے تلوار بھی چلاتے رہے لیکن اب نہ وہ

Marfat.com

طاقت تھی نہ ایک ہاتھ سے دو کام انجام پا سکتے تھے۔ دفاعی کوشش کرتے کرتے ایک طرف سے فوج کے پہرے پر آپ نے گھوڑا اٹھا دیا کہ شاید راستہ مل جائے۔ مگر اس غازی کی خدمات ختم ہونے کا وقت بڑی تیزی سے قریب آ رہا تھا۔ یہاں تک کہ نوفل بن الارزق نے دائیں بازو پر بھی ایک وار کیا اور وہ ہاتھ بھی کٹ گیا اللہ اللہ شیر خدا کے فرزند کی ہمت دیکھئے کہ مشک کا تسمہ منہ میں دبا لیا۔ لیکن مشک کے بچانے کی کوئی تدبیر کامیاب نہ ہوئی۔ ایک مردود نے تاک کر ایک تیر ایسا مارا کہ مشک کے پار ہو گیا اور سارا پانی یک لخت بہہ گیا۔ ایک ظالم نے ایک گرز ایسا مارا کہ آپ یا اخا ادرکنی کہتے ہوئے گھوڑے سے گر پڑے۔ امام پاک کی زبان پر یہ الفاظ تھے اب میری کمر ٹوٹ گئی ہے دست و بازو بھائی کی لاش اٹھا کر خیمے میں لے آئے۔

شہادت سیدنا علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اب وہ مرحلہ درپیش تھا کہ پتھر دل بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ بے بسی و بے کسی کی انتہاء ہو گئی۔ اعوان و انصار اور اعزاء و اقرباء کی شہادت کے بعد آنکھوں کے سامنے ایک لرزا دینے والا منظر تھا کہ سروِ چمن حسینی، گل باغ مصطفیٰ، نور دیدۂ مرتضیٰ، جان چمن مجتبیٰ، باپ کی ضعیفی کا سہارا، تمام گھر بھر کی آنکھ کا تارا، اہل بیت نبوت کا جگمگاتا چراغ، ہم شکلِ رسول، حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ جن کو دیکھ کر تصویر پیغمبر آنکھوں میں پھر جاتی تھی اٹھارہ برس کی عمر عین شباب کا عالم ہے، باپ کے سامنے سراپا امتحان بن کر عرض گزار ہے۔ بابا حضور! مجھے بھی اجازت مرحمت ہو میں بھی راہ حق میں سر کٹانے اور آپ پر نثار ہونے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ دل شکستہ باپ نے ایک نظر

Marfat.com

اپنے فرزندار جمند پر ڈالی اور فرمایا! بیٹا تجھے کس بات کی اجازت دوں؟ کیا تیروں سے چھلنی ہونے اور تلواروں سے کٹنے کی اجازت دوں؟ بیٹا تم تو نانا جان علیہ السلام کی تصویر ہو۔ میں کن آنکھوں سے اس تصویر کو خاک و خون میں تڑپتے دیکھوں گا۔ میری آنکھوں کے نور تم نہ جاؤ مجھے جانے دو۔ یہ میرے خون کے پیاسے ہیں۔ ان کی پیاس صرف میرے خون سے بجھے گی۔ تصویر رسول نے دست بستہ عرض کی بابا جان! میں آپ کے بعد زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ مجھے ان ذلیل لوگوں کا قیدی بنا کر نہ چھوڑ جایئے۔ بلکہ بہشت بریں میں جدِ امجد حضور سرور کائنات ﷺ اور بابا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیجئے۔ اللہ، اللہ کتنا بڑا امتحان تھا جس سے فاطمہ کا لال صبر واستقامت کے ساتھ گزر گیا۔ فرمایا! بیٹا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے ساتھ وعدہ کر چکا ہوں ورنہ تم جیسے گوہرِ بے بہا کو کون خاک میں ملاتا ہے۔ اچھا بیٹا جاؤ۔ حسین رضی اللہ عنہ نے بھی آج چھاتی مضبوط کر لی ہے۔ دیکھتا ہوں کہ آزمائش کی سِل کتنی وزنی ہے حسینوں کے حَسین حضرت یوسف علیہ السلام کے محبوب و مطلوب نبی آخر الزمان کے نواسے کا وہ حَسین فرزند ہم صورتِ پیغمبر ان اشقیا میں جا رہا ہے جہاں سے اب تک کوئی واپس نہیں پلٹا تھا۔ اس وقت امام پاک نے یہ نہیں کہا تھا کہ بیٹا میری آنکھوں پر پٹی باندھ دو۔ اب دل چاہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ویعقوب علیہ السلام آکر سلام کہہ کر انہیں آواز دی جائے کہ خاتم النبیین علیہ السلام کے نواسے کا صبر دیکھئے۔ مظلوم کربلا نے اپنے ہاتھوں سے اٹھارہ برس کے حسین و جمیل جوان کو جنگ کے ہتھیار پہنائے اور گھوڑے پر سوار کرا دیا اور فرمایا بیٹا جنت میں پہنچ کر نانا جان کو میرا اسلام کہنا اور میرے بابا علی مرتضیٰ اور میری اماں جان کو بھی میرا اسلام

Marfat.com

کہنا۔ حضرت علی اکبر نے اپنے اباجان اور خیمہ میں کھڑی ہوئی ستم رسیدہ بیبیوں کو سلام کہا اور میدانِ کارزار کی طرف چلے اس وقت امام پاک اور اہل بیت کی پاک بیبیوں اور بچوں پر جو گزری یقیناً اس پر عرشِ الٰہی ہل گیا ہوگا۔

غرض فوجِ اشقیاء کے روبرو تشریف لائے نورِ جبین سے جمالِ مصطفیٰ چمکا، چہرے کی تجلی نے میدان کارزار کو عالمِ انوار بنادیا۔ میدان کربلا میں علی کے پوتے نے میان سے شمشیر آب دار نکالی اس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوگئیں زبان اقدس سے یہ رجز پڑھا۔

انا علی بن الحسین بن علی نحن اهل بیت اولیٰ بالنبی

میں علی اکبر ہوں حضرت حسین بن علی کا نورنظر، فرزند دلبند، ہم اہل بیت رسول ہیں اور رسول کے بہت زیادہ قرابت دار۔ یاد رکھو! میں تمہیں نیزے سے ٹھیک ٹھیک نشانہ لگاؤں گا اور اپنے باپ کی حمایت میں وہ تیغ زنی کروں گا جیسی ہاشمی عربی جوانوں کی تیغ زنی ہوتی ہے۔ یہ فرما کر ایک نعرہ مارا اور فرمایا ظالمو! اگر اولادِ رسول ﷺ کے خون کی پیاس ہے تو تم میں سے جو بہادر ہو اسے میدان میں بھیجو۔ زورِ بازوئے حیدر دیکھنا ہو تو میرے مقابل آؤ۔ مگر کس کو ہمت تھی کہ آگے بڑھتا، کس کے دل میں تاب وتواں تھی کہ تنہا اس شیر کے سامنے آتا، جب آپ نے دیکھا کہ کوئی ایک آگے نہیں بڑھتا اور ان کو برابر کی لڑائی کی ہمت نہیں کہ ایک کو ایک کے مقابل کریں تو آپ نے گھوڑے کی باگ اٹھائی اور مثل صاعقہ ان پر حملہ کیا جس طرف آپ کا رُخ ہوتا دشمن بھیڑ بکریوں کی طرح بھاگتے نظر آتے ایک ایک وار میں کئی کئی سر گرا دیئے ادھر خیمہ پر چمکے تو اس کو منتشر کیا ادھر میسرہ کی طرف پلٹے تو صفیں درہم برہم کر ڈالیں کبھی قلب لشکر میں غوطہ

Marfat.com

لگایاتو کشتوں کے پشتے لگادیئے۔ ہر طرف شور برپا ہوگیا، دلاوروں کے دل چھوٹ گئے، بہادروں کی ہمتیں ٹوٹ گئیں، شہزادۂ اہل بیت کا حملہ دشمنوں کے لئے عذابِ الٰہی تھا۔ دھوپ میں جنگ کرتے کرتے چمنستانِ رسالت کے گل شاداب کو پیاس کا غلبہ ہوا۔ باگ موڑ کر والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا ابا جان! پیاس کے غلبہ سے سخت بے تاب ہوں اگر پانی ایک پیالہ مل جائے تو ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دوں۔ امام پاک نے اپنے نورِ نظر کی پیاس دیکھی مگر پانی کہاں تھا جو اس تشنہ شہادت کو دیتے۔ دستِ شفقت سے چہرہ۔۔۔ کا گرد و غبار صاف کیا اور فرمایا بیٹا! اب تمہاری سیرابی کا وقت قریب آگیا ہے اب ساقیء کوثر کے ہاتھ سے کوثر کا جام پینا جس کی لذت نہ تصور میں آسکتی ہے نہ زبان بیان کرسکتی ہے۔ اس کے بعد تمہیں پیاس کبھی نہ ستائے گی۔ بیٹا جب کبھی میں پیاسا ہو جاتا تھا تو نانا جان محمد مصطفیٰ ﷺ میرے منہ میں اپنی زبان مبارک دے دیا کرتے تھے۔ آج تم اس پیاس کی حالت میں میری زبان چوس لو تمہیں کچھ تسکین ہو جائے گی۔ تشنہ شہادت فرزند نے باپ کی زبان مبارک کو چوسا انہیں فی الحقیقۃ کچھ تسکین ہوئی۔ دوبارہ رخصت کرتے وقت امام پاک نے اپنی انگوٹھی فرزندِ ارجمند کے منہ میں رکھ دی، شہزادۂ انور نے پھر میدان کا رخ کیا اور لشکر اعداء کے مقابل ہو کر صدا دی۔ ہل من مبارز۔ ہے کوئی جو میرے سامنے آئے عمرو بن سعد نے طارق بن شیث سے کہا بڑے شرم کی بات ہے کہ یہ نوجوان اکیلا ہے اور تم ہزاروں کی تعداد میں ہو تم میں سے کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ اس کے بالمقابل ہو۔ آخر اس نے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور تمہاری صفوں کو درہم برہم کر دیا اور تمہارے بہادروں کو تہ تیغ کر دیا وہ بھوکا پیاسا ہے اور تم میں سے کوئی اس کے

Marfat.com

مقابلے کی تاب نہیں رکھتا۔ تف ہے تمہارے دعویٰ شجاعت پر اگر کچھ غیرت ہے تو اس نوجوان کا مقابلہ کر کے اس کا کام تمام کر دے۔ اگر تو نے یہ کام انجام دیا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تجھ کو موصل کی حکومت دلا دوں گا۔ طارق نے کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو فرزند رسول، اولادِ بتول کو قتل کر کے اپنی عاقبت بھی برباد کرلوں اور تو بھی وعدہ پورا نہ کرے۔ ابن سعد نے قسم کھائی اور سخت قول قرار کیا۔ اب طارق بد بخت موصل کی حکومت کے لالچ میں گل بستانِ رسالت کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ سامنے پہنچتے ہی اس نے ہم شکل نبی پر نیزے کا حملہ کیا۔ شہزادہ والا تبار نے بہ کمال ہنر مندی اس کا وار رد فرما کر اس کے سینہ پُر کینہ پر ایک وار نیزے کا ایسا کیا کہ نیزہ سینہ سے پار ہو گیا اور وہ گھوڑے سے گر گیا۔ شہزادے نے اس کی لاش کو روند ڈالا یہ دیکھ کر اس کے بیٹے عمر بن طارق نے وفو دغصہ سے پاگل ہو کر شہزادۂ جمیل پر حملہ کر دیا۔ شہزادے نے اس کے حملہ سے اپنے آپ کو بچا کر ایک ہی ضرب حیدری سے اسکو بھی جہنم رسید کر دیا۔ اس کے بعد اس کا دوسرا بیٹا طلحہ بن طارق اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لینے کے لئے شعلہ آتشیں بن کر شہزادۂ امام پر ٹوٹ پڑا۔ حسین کے لختِ جگر نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کو بھی خاک و خون میں ملا دیا۔ لشکر اعداء پر حیدری شیر کی ایسی ہیبت چھائی کہ سب دم بخود ہو کر رہ گئے۔ ابن سعد نے ایک مشہور بہادر مصراع بن غالب کو فرزند حسین کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ مصراع نے شہزادے پر نیزے سے حملہ کیا، شہزادۂ حسین نے تلوار سے نیزہ قلم کر کے مصراع کے سر پر تلوار سے ایک ضرب حیدری لگائی کہ مصراع دو ٹکڑے ہو کر گر گیا اب کسی کو ہمت نہیں پڑتی تھی کہ تنہا اس شیر کے مقابل آتا۔ آخر ابن سعد نے محکم بن طفیل بن نوفل کو حکم دیا کہ ایک ہزار سواروں کے ساتھ جگر پارۂ بتول علی اکبر

Marfat.com

پرحملہ کرنے۔ چنانچہ وہ اشرار آپ کو چاروں طرف سے گھیر کر حملہ آور ہوئے، شہزادہ امام بھی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے دشمنوں کو خاک وخون میں ملاتے رہے۔ لیکن چاروں طرف سے مسلسل حملوں کی وجہ سے آپ سخت زخمی ہو چکے تھے۔ چمن زہراہ کا یہ پھول اپنے خون میں نہا گیا۔ مظلوم کربلا نے بیٹے کی لاش میدان کربلا پر رکھ کر فرمایا قتل اللہ ماقتلوک یابنی۔

اللہ تعالی نے ان لوگوں کو ہلاک کرے اے میرے فرزند جنہوں نے تجھے قتل کیا یہ لوگ اللہ ورسول کی آبروریزی پر کس قدر دلیر ہیں اے میرے دلبند تیرے بعد دنیا پر خاک ہے۔ لشکر اعداء میں سے حمید بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا ایک خاتون خیمہ سے باہر پردہ اوڑھ کر نکلی وہ یہ پکارتی ہوئی آرہی تھی یا اخیاہ ویا ابن اخاہ! اے میرے بھیا اور اے میرے بھیا کے فرزند! اور وہ بے تابانہ آکر علی اکبر کی لاش پر گر گئی میں نے لوگوں سے پوچھا یہ اہل پردہ خاتون کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ ہمشیرہ حسین زینب بنت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہے جسے اتنی مصیبت میں بھی اپنے پردہ کا خیال ہے اسی دل فگار غم گسار پھوپھی نے شہزادہ امام علی اکبر کو بڑے ناز ونعمت سے پالا تھا روزن خیمہ سے اسی شہزادے کی شہادت کا قیامت خیز منظر دیکھ رہی تھی جب پیارے بھتیجے کو خاک وخون میں تڑپتا دیکھا بے تاب ہوگئیں یارائے ضبط باقی نہ رہا لیکن پردے کا پھر بھی خیال رہا باپردہ خیمہ سے باہر نکل آئیں اور بھتیجے کی لاش کے ٹکڑوں پر گر پڑیں مظلوم کربلا نے دکھیاری بہن کا یہ حال دیکھا تو ہاتھ پکڑ کر خیمہ میں لائے اور فرمایا اے اہل بیت رسول اللہ اللہ تعالی آج تمہارے صبر کی انتہا دیکھنا چاہتا ہے صبر وضبط سے کام لو اور آج سب کچھ قربان کر کے اس کی رضا حاصل کرلو۔

Marfat.com

امام خیمہ سے باہر تشریف لائے اور شہزادہ شہید کی لاش مبارک اور اپنے قلب وجگر کے ٹکڑوں کو اٹھا کر خیمہ کے قریب لا کر رکھ دیا اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر بارگاہ رب العزت میں عرض کیا اے میرے معبود! آج تیرے ایک وفادار بندے نے تیری راہ میں سب سے بڑی نذر پیش کر کے سنت ابراہیمی پوری کی ہے میرے مولا میرا ہدیہ قبول فرما۔

جوں ہی ستم رسیدہ ماں نے اپنے نور نظر کی لاش کو پاش پاش دیکھا تو پھر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا اور پڑھا۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون

شہادت علی اصغر

ہمارے بعض بزرگ فرماتے ہیں حسین کی غیرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ آپ اشقیاء سے حجت مٹانے کے لئے ننھے علی اصغر کے لئے پانی مانگتے اس لئے پانی مانگنے والی روایات موضوع اور جھوٹی ہیں آپ علی اصغر کو جام فرات کی بجائے جام شہادت پلانے کے لئے اٹھالائے اور فرمایا

ستم گر ادھر آ ہنر آزمائیں　　　تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

روایات کا غلط یا صحیح ہونا خدا کو معلوم ہے تاہم اتنا کتب تواریخ میں ضرور درج ہے علی اصغر کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ رباب نے امام پاک کی خدمت میں عرض کیا میرے سر کے تاج فرط غم، اور فاقے سے میرا تو دودھ خشک ہو گیا ہے اور پانی کا ایک قطرہ نہیں ذرا اپنے اس لخت جگر کو دیکھو کہ شدت پیاس سے اس کی کیا حالت ہے مجھ سے تو اس کا رونا تڑپنا دیکھا نہیں جاتا میرا تو کلیجہ پاش پاش ہو رہا ہے خدارا اس کو لے جایئے اور

Marfat.com

ان پتھر دل ظالموں کو دکھایئے اس کی حالت زار دیکھ کر ضرور کسی کو رحم آئے گا بچوں پر تو کسی کو رحم آجاتا ہے سیدہ رباب کی درخواست پر امام پاک اپنے اس پھول علی اصغر کو جو ابھی کھلنے بھی نہ پایا تھا گود میں اٹھا کر سینے سے لگائے سیاہ دل دشمنوں کے سامنے پہنچے۔ فرمایا اے جفا کار قوم! میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں اور یہ طفل صغیر میرا لخت جگر ہے اگر تمہارے زعم باطل میں میں مجرم ہوں تو اس بچے کا تو کوئی جرم نہیں اس کو تو پانی پلا دو دیکھو پیاس کی شدت سے اس کی کیا حالت ہو رہی ہے دشمنو! میرے ہاتھ میں پانی کا پیالہ نہ دو شاید تمہیں اندیشہ ہو کہ اس میں سے میں بھی پی لوں گا پانی کے دو قطروں سے اس کا خشک گلا تر ہو سکتا ہے اور چند قطروں سے بہتے ہوئے دریائے فرات میں کوئی کمی نہیں آجائے گی بچوں پر تو کافروں کو بھی ترس آجاتا ہے اور تم تو مسلمان کہلاتے ہو کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ بچہ کون ہے؟

افسوس صد افسوس! سنگ دل جفا کار تیرہ بختوں پر کچھ اثر نہ ہوا اور ان کو ذرا رحم نہ آیا بجائے پانی کے ایک بد بخت ملعون حرملہ بن کامل اسدی نے نشانہ باندھ کر اس زور سے ایک تیر مارا جو علی اصغر کا حلق چھیدتا ہوا امام پاک کے بازو میں پیوست ہو گیا۔

امام پاک نے تیر کھینچا خون کا فوارہ ہمراہ پیکان برآمد ہوا امام پاک نے بچے کا گرم گرم لہو اپنے چلو میں لیا اور آسمان کی طرف پھینکا اور فرمایا۔

اے اللہ جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں اس پر میں تجھے گواہ بناتا ہوں پروردگار عالم! جس راہ میں اس وقت میں گامزن ہوں اس کی سخت کٹھن منزلیں تیری رحمت ہی سے آسان ہو رہی ہیں بچہ نے ایک جھرجھری سی لی اور مظلوم باپ کے ہاتھوں میں تڑپ کر جان دے دی مظلوم باپ نے ننھے شہید کو چوما اور ہاتھ میں لگے ہوئے خون سے ریش

Marfat.com

مبارک کو خضاب کر کے فرمایا میرے چاند! تم چلو میں بھی اس ہیئت میں تمہارا خون منہ پر ملے تمہارے پیچھے نانا جان کے پاس آتا ہوں اور ان کو دکھاتا ہوں کہ ان جفا کار بدبختوں نے تمہارا اور میرا کیا حال کیا ہے ادھر خیموں میں حجابیوں کو گمان تھا کہ اعداء بچے کی حالت زار پر ضرور ترس کھائیں گے اور پانی پلادیں گے جب انہوں نے اس شگوفہ آرزو کو بھی امام کے ہاتھوں میں خون سے رنگین پایا تو ان کے جگر پھٹ گئے امام نے ننھے شہید کو علی اکبر کے پاس لٹا دیا جوں ہی ماں نے اپنی گود میں تڑپنے والے کو خاک کربلا پر سکون سے لیٹا ہوا دیکھا تو کہا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

ہوسکتا ہے ننھے علی اصغر شدت پیاس سے نہیں شوق شہادت میں بے تاب ہوں اور دوسری طرف وہ بدبخت ننھے علی اصغر کے قتل کو شاید اپنا کارنامہ سمجھ رہے ہوں مگر چھ ماہ کے اس جنتی پھول نے اپنی جان دے کر یہ بتا دیا کہ لشکر یزید میں شامل بدبخت انسانیت سے بھی عاری ہو گئے تھے اور انہوں نے ظلم وستم کی انتہا کر دی تھی۔

شہادت تاجدار کربلا امام عالی مقام

اب جگر پارہ بتول، شہزادہ کونین علی کے نورعین مومنوں کے دل کے چین جنتی جوانوں کے سردار مجاہدوں کے قافلہ سالار ابن حیدر کرار شہنشاہ کربلا پیکر صبر و رضا حضرت امام حسین کی شہادت کا وقت آ گیا جب آپ نے میدان جنگ میں جانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت سید الساجدین زین العابدین اپنی بیماری کی نقاہت اور کمزوری کے باوجود نیزہ لئے ہوئے حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا بابا جان! پہلے مجھے میدان کارزار میں جانے اور اپنی جان کو نثار کرنے کی اجازت دیجئے میرے ہوتے

Marfat.com

ہوئے آپ شہید ہو جائیں یہ نہیں ہو سکتا امام عالی مقام نے نور نظر کو اپنی آغوش محبت میں لیا پیار کیا اور فرمایا بیٹا! میں تمہیں کیسے اجازت دے دوں؟

علی اکبر بھی شہید ہو گئے قاسم بھی دنیا سے چلے گئے اور تمام عزیز و اقارب جو ہمراہ تھے سب راہ حق میں نثار ہو چکے میں تمہیں اجازت دے دوں تو خواتین اہل بیت کا کوئی محرم نہیں رہ جائے گا ان بیکساں غریب الوطن کو کون مدینہ پہنچائے گا؟ تمہاری ماؤں بہنوں کی نگہداشت و خبر گیری کون کرے گا؟ میرے پیارے بیٹے! تمہیں زندہ رہنا ہے تمہیں شہید نہیں ہونا ہے ورنہ میری نسل کس سے چلے گی؟ حسینی سادات کا سلسلہ کس سے جاری ہوگا؟ میرے نانا اور بابا کی جو امانتیں میرے پاس ہیں وہ کس کے سپرد کی جائیں گی؟ میرے لخت جگر! یہ ساری امیدیں تمہاری ذات سے وابستہ ہیں دیکھو میری طرح صبر و استقامت سے رہنا راہ حق میں ہر آنے والی تکلیف و مصیبت کو برداشت کرنا اور ہر حالت میں اپنے نانا جان ﷺ کی شریعت اور ان کی سنت کی پیروی کرنا میرے بعد تم ہی میرے جانشین ہو تمہیں میدان جنگ میں جانے کی اجازت نہیں تو ہرگز پھر امام عالی مقام نے ان کو تمام ذمہ داریوں کا حامل کیا اور اپنا عمامہ مبارک اتار کر ان کے سر پر رکھ دیا اور انہیں بستر علالت پر لٹا دیا اب امام پاک اپنے خیمہ میں تشریف لائے صندوق کھولا قبائے مصری زیب تن فرمائی اور تبرکات میں سے اپنے جد امجد ﷺ کا عمامہ مبارک سر پر باندھا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ کی ڈھال پشت پر رکھی شیر خدا کی تلوار ذوالفقار گلے میں حمائل کی اور جعفر طیار کا نیزہ ہاتھ میں لیا اس طرح تاجدار کربلا، پیکر صبر و رضا سب کچھ راہ حق میں قربان کرنے کے بعد اب اپنی جان نذر کرنے کے لئے تیار ہو گئے بی بیوں نے جب اس منظر کو دیکھا تو ان کے

Marfat.com

چہروں کے رنگ اڑ گئے اور آنکھوں سے موتی ٹپکنے لگے سیدہ زینب نے آنسو بہاتے ہوئے کہا پیارے بھیا! آپ کی ازواج نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز سے کہا ہمارے سرتاج! حضرت سکینہ نے روتے ہوئے کہا بابا جان! کہاں جا رہے ہو اس جنگل میں ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہو جن درندوں نے ننھے علی اصغر پر رحم نہیں کھایا وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ فرمایا تم لوگوں کا اللہ محافظ ونگہبان ہے پھر آپ نے تمام اہل خیمہ کو صبر وشکر کی وصیت فرمائی۔

امام پاک کی آخری وصیت

رافضیوں کی معتبر کتاب انارۃ البصائر صفحہ ۲۶۷ میں بحوالہ آفتاب ہدایت صفحہ ۲۹۹ ہے جناب سید الشہداء امام حسین نے کربلائے معلیٰ میں اپنی ہمشیرہ سیدہ زینب کو فرمایا کہ اے بہن جو میرا حق تم پر ہے اسی کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میری مصیبت مفارقت پر صبر کرو پس جب میں شہید ہو جاؤں تو ہرگز منہ نہ پیٹنا اور اپنے بال نہ نوچنا گریبان چاک نہ کرنا کہ تم زہرا بتول کی بیٹی ہو جیسا انہوں نے پیغمبر خدا کی مصیبت جدائی میں صبر فرمایا تھا اسی طرح تم بھی میری مصیبت جدائی میں صبر کرنا۔ اس کے بعد سب کو آخری دیدار کرا کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

غریب الوطن اور بے کس مسافروں کا غم زدہ دکھ رسیدہ قافلہ حسرت بھری نگاہوں سے آپ کو دیکھتا رہا پردہ نشینان حرم حسرت و یاس کی خاموش تصویریں بنی ہوئی کھڑی ہیں اور سب کی آنکھوں سے اشک غم کے موتی ٹپکتے رہے مگر کوئی چیز حضرت امام کے پاؤں کی رکاوٹ نہ بن سکی آپ نے سب کو خدا کے حوالے کیا اور دشمنوں کے سامنے پہنچ گئے

Marfat.com

کئی دن کے بھوکے پیاسے ہیں اور بیٹوں بھائیوں بھتیجوں اور جان نثار ساتھیوں کے غم سے نڈھال ہیں اس کے باوجود پہاڑوں کی طرح جمی ہوئی فوجوں کے مقابلہ میں شیر کی طرح ڈٹ کر کھڑے ہو گئے اور ایک ولولہ انگیز رجز پڑھی جو آپ کے نسب اور ذاتی فضائل پر مشتمل تھی پھر آپ نے ایک فصیح و بلیغ تقریر فرمائی اس میں آپ نے حمد و صلوۃ کے بعد فرمایا اے لوگو! تم جس رسول کا کلمہ پڑھتے ہو اسی رسول کا ارشاد ہے کہ جس نے حسن و حسین سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی تو اے یزیدیو! اللہ سے ڈرو اور میری دشمنی سے باز آ جاؤ اگر خدا اور رسول پر واقعی ایمان رکھتے ہو تو سوچو! اس خدائے شہید و بصیر کو کیا جواب دو گے؟ اور رسول اکرم ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ بے وفاؤ! تم نے مجھے خط بھیج کر بلایا اور جب میں یہاں آیا تو تم نے میرے ساتھ ایسا برا سلوک کیا کہ مظالم کی انتہا کر دی۔ ظالمو! تم نے میرے بیٹوں بھائیوں اور بھتیجوں کو خاک و خون میں تڑپایا چمن زہرا کے پھولوں کو کاٹ ڈالا میرے تمام ساتھیوں کو شہید کر دیا اور اب میرے خون کے پیاسے ہو۔ اپنے رسول کا گھر ویران کرنے والو! اگر قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو اپنے انجام پر غور کرو اور اپنی عاقبت پر نظر ڈالو پھر یہ بھی سوچو! کہ میں کون ہوں؟ کس کا نواسہ ہوں؟ میرے والد کون ہیں؟ اور میری والدہ کس کی لخت جگر ہیں میں اسی فاطمہ زہرا کا فرزند ہوں کہ جن کے پل صراط پر گزرتے وقت عرش سے ندا کی جائے گی کہ اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا لو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو کہ حضرت خاتون جنت ستر ہزار حوروں کے ساتھ گزرنے والی ہیں۔ بے غیرتو! اب بھی وقت ہے شرم سے کام لو اور میرے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین نہ کرو۔

امام پاک کی تقریر سن کر یزیدی لشکر کے بہت سے لوگ متاثر ہوئے اور ان کی آنکھوں

Marfat.com

سے آنسو جاری ہو گئے لیکن شمر وغیرہ بدبختوں خبیثوں نے کوئی اثر نہ لیا بلکہ جب انہوں نے لشکریوں پر امام پاک کی تقریر دلپذیر کا کچھ اثر دیکھا تو شور وغل مچانا شروع کر دیا کہ آپ یا تو یزید کی بیعت کر لیں یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیں اس کے علاوہ ہم اور کچھ سننا نہیں چاہتے امام پاک نے فرمایا اے بد باطنو! مجھے خوب معلوم ہے کہ تمہارے دلوں پر شقاوت و بدبختی کی مہر لگ چکی ہے اور تمہاری ایمانی غیرت مردہ ہو چکی ہے لیکن میں نے یہ تقریر صرف اتمام حجت کے لئے کی ہے تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم نے حق اور امام حق کو نہیں پہچانا تھا الحمد للہ! میں نے تمہارا یہ عذر ختم کر دیا اب رہا یزید پلید کی بیعت کا سوال تو یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں باطل کے سامنے سر جھکا دوں امام عالی مقام نے جب دیکھا کہ یہ بدبخت میرے قتل کا وبال اپنی گردن پر ضرور لیں گے اور میرا خون بہانے سے قطعاً باز نہیں آئیں گے تو آپ نے فرمایا اب تم لوگ جو ارادہ رکھتے ہو پورا کرو اور جسے میرے مقابلہ کے لئے بھیجنا چاہتے ہو بھیجو بڑے بڑے مشہور اور بہادر جو شیر خدا کے شیر سے مقابلہ کے لئے محفوظ رکھے گئے تھے ان میں سے ابن سعد نے سب سے پہلے تمیم بن قحطبہ کو حضرت امام سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا جو ملک شام کا نامی گرامی پہلوان تھا۔ وہ غرور تمکنت ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا اور اپنی بہادری کی ڈینگیں مارتا ہوا حضرت کے سامنے آیا اور آتے ہی امام پاک پر حملہ کرنا چاہا ابھی اس کا ہاتھ اٹھا ہی تھا کہ شیر خدا کے شیر نے ذوالفقار حیدری سے ایسا وار کیا کہ اس کا سر جسم سے اڑا دیا اور اس کے غرور کو خاک میں ملا دیا پھر یزید ابطحی بڑے کروفر کے ساتھ آگے بڑھا اور چاہا کہ امام پاک کے مقابل بہادری کا جوہر دکھا کر یزیدی جماعت میں اپنی شاباشی کرے اور انعام و اکرام کا مستحق بنے آپ کے بہادران کوہ

Marfat.com

شکن میں میری بہادری کا غلغلہ ہے میں روم ومصر میں شہرہ آفاق ہوں بڑے بڑے بہادروں کو آنکھ جھپکتے موت کے گھاٹ اتارتا ہوں ساری دنیا کے لوگ میری شجاعت وبہادری کالوہا مانتے ہیں اور میرے سامنے بھیڑ بکری کی طرح بھاگتے ہیں کسی میں مجھ سے مقابلہ کی طاقت نہیں آج تم میری قوت اور میرے داؤ پیچ کو دیکھو امام پاک نے فرمایا تو مجھے جانتا نہیں میں اپنی رگوں میں ہاشمی خون رکھتا ہوں فاتح خیبر مولا علی مشکل کشا کا شیر دلیر فرزند ہوں تم جیسے نامردوں کی میری نگاہ میں کوئی حقیقت نہیں میرے نزدیک مکھی اور مچھر سے زیادہ تیری حیثیت نہیں شامی جوان یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور فوراً گھوڑا دوڑا کر آپ پر تلوار کا وار کر دیا اور امام پاک نے اس کے وار کو بیکار کر دیا اور پھر جھپٹ کر اس کی کمر پر ایسی تلوار ماری کہ وہ ککڑی کھیرے کی طرح کٹ کر دو ٹکڑے ہو کر منہ کے بل زمین پر گر پڑا بدر بن سہیل یمنی اس منظر کو دیکھ کر غصہ سے لال پیلا ہو گیا اور ابن سعد سے کہا تم نے کن گنواروں کو حسین کے مقابلے میں بھیج دیا جو دو ہاتھ جم کر مقابلہ نہیں کر سکے میرے چاروں بیٹوں میں سے کسی ایک کو بھیج دے پھر دیکھ ابھی منٹوں سکنڈوں میں حسین کا سر کاٹ کر لاتے ہیں ابن سعد نے اس کے بڑے بیٹے کو اشارہ کیا وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا امام پاک کے سامنے پہنچ گیا آپ نے فرمایا بہتر ہوتا کہ تیرا باپ مقابلہ میں آتا کہ وہ تجھے خاک وخون میں تڑپتا ہوا نہ دیکھتا پھر آپ نے ذوالفقار حیدری سے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر کے جہنم میں پہنچا دیا آپ نے جب اپنے مشہور شہسوار بیٹے کو اس طرح ذلت ورسوائی کے ساتھ قتل ہوتا دیکھا تو غیظ وغضب کا پتلا بن کر دانت پیستے ہوئے گھوڑا دوڑا کر امام کے سامنے آیا اور آتے ہی نیزہ سے وار کیا آپ نے اس کے نیزہ کو قلم کر دیا اس نے فوراً تلوار سنبھالی اور کہا حسین

Marfat.com

دیکھنا میں وہ تلوار چلاتا ہوں کہ اگر پہاڑ پر ماروں تو وہ سرمہ بن جائے یہ کہتے ہوئے امام پر تلوار چلادی آپ نے اس کے وار کو خالی کر دیا اور اس پر ذوالفقار حیدری کا ایسا وار بھرپور ہاتھ مارا کہ بدر کا سر کٹ کر گیند کی طرح دور جا گرا۔ اس طرح شام و عراق کے ایک سے ایک بہادر امام پاک کے مقابل آتے رہے مگر جو بھی سامنے آیا آپ نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا کوئی ان میں سے زندہ بچ کر واپس نہیں گیا شیر خدا کے شیر نے تین دن کا بھوکا پیاسا ہونے کے باوجود شجاعت و بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ زمین کربلا میں بہادران کوفہ و شام کا کھیت بو دیا کسی کے سینہ میں نیزہ مارا اور پار نکال دیا کسی کو نیزہ کی انی پر اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں کسی کی کمر پر تلوار ماری تو وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا کسی کی گردن پر ذوالفقار حیدری چلائی تو اس کا سر بیل کی طرح لڑھکتا ہوا چلا گیا اور کسی کے سر پر تلوار آبدار ماری تو وہ زمین تک کٹ گیا۔

غرض یہ کہ امام پاک نے یزیدیوں کی لاشوں کا انبار لگا دیا بہادران عراق و شام کے خونوں سے کربلا کے پیاسے ریگستانوں کو سیراب کر دیا بڑے بڑے صف شکن بہادر کام آئے اور مشہور جنگ جو پہلوان موت کے گھاٹ اتر گئے آپ کی ہیبت و شجاعت سے دشمنوں کے دل تھرا گئے اور بڑے بڑے مغروروں کے چھکے چھوٹ گئے دشمنوں کے لشکر میں شور برپا ہو گیا کہ جنگ کا یہ انداز رہا تو ہماری جماعت کا ایک سپاہی بھی نہیں بچ سکے گا۔ سب کی عورتیں بیوہ ہو جائیں گی اور سارے بچے یتیم ہو جائیں گے لہذا اب موقعہ مت دو اور چاروں طرف سے گھیر کر یکبارگی حملہ کر دو۔

روسیاہ صفت یزیدی جب دست بدست کی جنگ میں بری طرح شکست کھا گئے تو

Marfat.com

انہوں نے یہی طریقہ اختیار کیا کہ ہزاروں نے چاروں طرف سے گھیر کر حملہ کیا اب سینکڑوں تلواریں بیک وقت چمکنے لگیں کئی نیزے آپس میں ٹکرانے لگے اور دشمن بڑھ بڑھ کر امام پر وار کرنے لگے ادھر آپ کی تلوار جلال حیدری کی تصویر لاسیف الا ذوالفقار کی تفسیر بنی ہوئی تھی آپ تیغ ابرار کے جوہر دکھا رہے تھے جس طرف حملہ کرتے پرے کے پرے کاٹ ڈالتے اور دشمنوں کے سروں کو اس طرح اڑاتے جیسے بادخزاں کے جھونکے درختوں سے پتے گراتے ہیں ابن سعد کو جب اس طرح کی جنگ میں بھی کامیابی کی امید نظر نہ آئی تو اس نے حکم دیا کہ چاروں طرف سے تیروں کا مینہ برسا دیا جائے اور جب خوب زخمی ہو جائیں تب نیزوں سے حملہ کر دیا جائے تیر اندازوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور بیک وقت ہزاروں تیر کمانوں سے چھوٹنے لگے اور تیروں کی بارش شروع ہوگئی گھوڑا اس قدر زخمی ہو گیا کہ اس میں کام کرنے کی طاقت نہ رہی مجبوراً امام پاک کو ایک جگہ ٹھہرنا پڑا ہر طرف سے تیر آ رہے ہیں اور امام مظلوم کا جسم اقدس تیروں کا نشانہ بنا ہوا ہے نازنین زخموں سے چور اور لہو لہان ہو رہا ہے بیوفا کوفیوں نے جگر پارہ رسول فرزند بتول کو مہمان بلا کر ان کے ساتھ یہ سلوک کیا یہاں تک کہ زہر میں بجھا ہوا ایک تیر آپ کی مقدس جبین پر آ لگا جسے رسول کریم ﷺ نے ہزاروں بار چوما تھا تیر لگتے ہی چہرہ انور پر خون کا دھارا بہہ نکلا آپ غش کھا کر گھوڑے کی زین سے فرش زمین پر آ گئے اب ظالموں نے نیزوں سے حملہ کیا شیطان صفت سنان نے ایک ایسا نیزہ و شمشیر کے بہتر زخم کھانے کے بعد آپ سجدے میں گر گئے اور راضی برضائے الٰہی ہو کر واصل بحق ہو گئے ۵۶ سال ۵ ماہ ۵ دن کی عمر میں جمعہ کے دن محرم کی دسویں تاریخ ۶۱ ھ مطابق ۶۸۰ ء کو امام پاک نے اس دار فانی

Marfat.com

سے رحلت فرمائی۔

طبری ۲۵۹ جلد ٦ میں ہے جان نثار بہن سیدہ زینب یہ قیامت خیز منظر دیکھ کر باپردہ خیمہ سے نکل آئیں اور یہ کہتی ہوئی دوڑیں آہ! میرے بھائی میرے سید کاش آسمان زمین پر پھٹ پڑتا اس وقت ابن سعد حضرت امام کے پاس کھڑا ہوا تھا اس سے کہنے لگیں اے عمرو بن سعد ابو عبداللہ قتل کئے جا رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے گو ابن سعد کی آنکھوں پر جاہ وحشمت کی حرص وطمع نے پردے ڈال دیئے تھے پھر بھی قرابت تھی سیدہ زینب کی فریاد سن کر اور حالت دیکھ کر بے اختیار رو دیا کہ رخساروں پر آنسوؤں کی لڑی رواں ہوگئی اور فرط خجالت سے سیدہ زینب کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

ضروری نوٹ:۔ متاخرین علمائے حق سیدہ کے خیمے سے باہر آنے والی روایات کو غلط قرار دیتے ہیں۔

نہیں قدم خیام اچوں باہر آئے ڈیکھو حوصلہ عون دی ماں دا

خولی بن یزید ازلی بدبخت ملعون حضرت امام کے سر اقدس کو جسد اطہر سے جدا کرنے کے لئے بڑھا لیکن ہاتھ کانپ گئے تھرا کر پیچھے ہٹ گیا اس کے بھائی ہشل یا شبل پلید نے گھوڑے سے اتر کر سر اقدس کو جسد معظم سے جدا کر کے اپنے بھائی خولی کے حوالے کیا بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ شمر لعین کوڑھی (مبروص) تھا اس نے سر مبارک کو کاٹا سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک ابلق (مبروص) کتا میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ اس خواب کی تعبیر پچاس برس کے بعد ظاہر ہوئی جب کہ شمر ذی الجوش نے حضرت

Marfat.com

امام کا خون بہایا حضرت محمد بن عمر بن حسن فرماتے ہیں کہ ہم کربلا میں امام پاک کے ساتھ تھے آپ نے شمر کو دیکھ کر فرمایا اللہ اور اس کا رسول سچا ہے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک ابلق کتے کو دیکھتا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے تذکرہ سبط ابن الجوزی میں ہے کہ آپ کے جسد اطہر پر ۳۳ زخم نیزوں کے اور چالیس زخم تلوار کے تھے اور آپ کے پیراہن شریف میں ۱۲۱ سوراخ تیروں کے تھے۔

ظالموں نے میدان کربلا میں ال کا سارا سامان (آپ کا جبہ، پائجامہ، نعلین، عمامہ مبارک، چادر، زرہ، انگوٹھی، تلوار وغیرہ) لوٹ لیا قاتلان حسین ہر سال اس سامان کی نمائش کرتے ہیں۔ اس کے بعد بھی سنگ دل بدبختوں کا جذبہ بغض وعناد ختم نہ ہوا بدبختوں نے حضرت امام کے جسد اطہر کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کر کے ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ اس شقاوت قلبی وسنگدلی پر زمین کانپ اٹھی عرش الٰہی تھرا گیا زمین وآسمان خون کے آنسو رو رہے تھے شجر وحجر سے نالہ وشیون کی صدائیں بلند ہوئیں جن وانس اور ملائکہ آسمانی میں صف ماتم بچھ گئی۔

کربلا کے بیابان میں ظلم وجفا کی آندھی چلی۔ مصطفائی چمن کے غنچہ وگل بادسموم کی نذر ہو گئے علی کا گھر تاراج ہو گیا زہرا کا بہلتا باغ اجڑ گیا ریاض نبوی کا گل سرسبز مسلا گیا اور غریب الوطنی میں بچے یتیم اور بی بیاں بیوہ ہو گئیں حسین صادق جانباز نے اپنے نانا جان کے ساتھ کیا ہوا عہد پورا کیا دین حق پر قائم رہ کر اپنا کنبہ اور اپنی جان راہ خدا میں ایسی ثابت قدمی کے ساتھ نذر کی جس کی مثال نہیں ملتی۔

کربلا میں آل رسول ﷺ پر وہ ظلم عظیم ہوا تھا جس پر زمین وآسمان خون کے آنسو روئے اور کائنات پر تاریکی چھا گئی بصرہ ازدیہ فرماتی ہیں۔

Marfat.com

جب حضرت حسین شہید کئے گئے آسمان سے خون برسا صبح کو ہمارے مٹکے گھڑے اور دیگر سارے برتن خون سے بھرے ہوئے تھے (بیہقی، ابونعیم، سر الشہادتین ۳۲، صواعق محرقہ ۱۹۲) حضرت زہری فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی کہ جس دن حضرت حسین شہید کئے گئے اس دن بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

(بیہقی ابونعیم، تہذیب التھذیب صفحہ ۳۵۴ جلد دوم صواعق محرقہ ۱۹۲)

حضرت امام حبان فرماتی ہیں جس دن حضرت حسین شہید کئے گئے اس دن سے ہم پر تین روز تک اندھیرا چھایا رہا اور جس شخص نے منہ پر زعفران (غازہ) ملا اس کا منہ جل گیا اور بیت المقدس کے پتھروں کے نیچے تازہ خون پایا گیا۔

(بیہقی، سر الشہادتین صفحہ ۳۲)

خلف بن خلیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین شہید کئے گئے تو (۲۷، ۲۸، ۲۹) چاند کی تاریخوں کی بجائے خلاف عادت ۱۰ محرم کو دن کے تارے نظر آنے لگے سورج گرہن ہو گیا اور آسمان سیاہ ہو گیا۔

(تہذیب التھذیب صفحہ ۳۵۴ جلد دوم، صواعق محرقہ)

حضرت حسین کے قتل پر آسمان سرخ ہو گیا اور سورج کو گرہن ہو گیا یہاں تک کہ دن کے وقت تارے نظر آنے لگے اور لوگوں نے گمان کیا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور شام میں کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر اس کے نیچے سے تازہ خون دیکھا جاتا تھا۔

(صواعق محرقہ ۱۹۲)

☆ ......ابن سیرین فرماتے ہیں کہ بے شک پوری دنیا پر تین دن تک تاریکی چھائی

Marfat.com

رہی پھر آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی۔

(صواعق محرقہ ۱۹۲)

بے شک آسمان نے خون برسایا اور اس خون کی بارش کی سرخی کپڑوں سے پرزے پرزے ہونے تک نہ گئی۔

(صواعق محرقہ ۱۹۲)

حضرت علی بن سہرا اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت حسین کی شہادت کے دنوں میں جوان لڑکی تھی کئی روز تک آسمان ان پر رو دیا تھا۔

(بیہقی، سر الشہادتین ۳۳)

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ سات روز تک آسمان خون کے آنسو رویا اس کے اثر سے دیواریں اور عمارتیں رنگین ہو گئیں اور جو کپڑا اس سے رنگین ہوا اس کی سرخی پرزے پرزے ہونے تک نہ گئی۔

☆......امام سیوطی فرماتے ہیں جب حضرت حسین شہید کیے گئے تو سات دن تک دنیا تاریک رہی دیواروں پر دھوپ کا رنگ زعفران رہا اور ستارے ایک دوسرے پر ٹوٹ کر گرتے رہے اور آپ کی شہادت یوم عاشورہ میں ہوئی اس دن سورج گرہن لگ گیا چھ ماہ تک برابر آسمان کے کنارے سرخ رہے پھر وہ سرخی تو جاتی رہی مگر افق کی سرخی اب تک برابر موجود ہے اس واقعہ سے پہلے نہیں دیکھی جاتی تھی۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۰ صواعق محرقہ ۱۹۲)

☆......علامہ ابن جوزی فتح بلہ میں فرماتے ہیں اللہ تعالی کا آسمان کو سرخ کرنا اور خون کی بارش برسانا اس کے بہت زیادہ ناراض اور غضب ناک ہونے کی علامت ہے کیونکہ جب کوئی غصہ وغضب میں آتا ہے تو اس کا خون جوش کرتا ہے اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اللہ تعالی بلاشبہ جملہ عوارض جسمانی سے پاک اور منزہ ہے لیکن اس نے اپنی

Marfat.com

ناراضگی اور غضب کا اظہار اس طرح کیا کہ آسمان کو سرخ کر دیا اور اس سے خون برسایا۔ اور اس علامت کو قیامت تک کے لئے باقی رکھا چنانچہ ابن سیرین فرماتے ہیں کہ بے شک آسمان پر شفق کے ساتھ جو سرخی ہوتی ہے وہ امام حسین کی شہادت سے پہلے نہیں ہوتی تھی۔ (صواعق محرقہ ۱۹۲)

☆...... حضرت ابن عینیہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ حضرت حسین کی شہادت کے وقت ورس (کسم) راکھ ہوگئی اور گوشت ایسا ہوگیا کہ اس میں آگ بھری ہے۔ (تہذیب التہذیب صفحہ ۳۵۴ جلد دوم ابونعیم سر الشہادتین ۳۳)

☆...... جمیل بن مرہ سے روایت ہے یزید کے لشکریوں نے لشکر امام حسین کے اونٹ آپ کی شہادت کے روز پکڑ لئے پھر ان کو ذبح کیا اور پکایا تو وہ اندرائن کے پھل کی طرح کڑوے ہو گئے اور ان کو کوئی نہ کھا سکا۔

(بیہقی، تہذیب التہذیب ۳۵۴ سر الشہادتین ۳۳)

☆...... حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے ایک روز دوپہر کے وقت خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے گرد آلود ہیں (خود گرد نہیں ڈالی) دست اقدس میں خون بھری ہوئی شیشی ہے میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ہے؟ فرمایا اس شیشی میں حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے میں اسے آج صبح سے اٹھا تارہا ہوں ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اس تاریخ اور وقت کو یاد رکھا جب خبر آئی تو م ہوا کہ حضرت حسین اسی وقت شہید کیے گئے تھے۔ (بیہقی، احمد حاکم، مشکوۃ ۵۷۲ تہذیب التہذیب صفحہ ۳۵۵ جلد دوم)

Marfat.com

☆...... حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی اپنی کتاب احیاء العلوم کے آخر میں باب مناجات میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ایک روز نیند سے بیدار ہوئے تو کہا انا للہ وانا الیہ راجعون. خدا کی قسم! حسین شہید کردیے گئے لوگوں نے تعجب کرتے ہوئے کہا کیسے؟ ابن عباس نے فرمایا کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا ہے آپ کے ہاتھ میں شیشی ہے جو خون سے بھری ہوئی ہے آپ فرمارہے ہیں اے ابن عباس تمہیں نہیں م کہ میرے بیٹے حسین کو قتل کردیا ہے اس شیشی میں اس کا اور اس کے دوستوں کا خون ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لے کے جارہا ہوں اس خواب کے ۲۴ روز بعد حضرت امام حسین کی شہادت کی خبر آئی۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۰۰ جلد ۸۔ احیاء العلوم للغزالی)

☆...... حضرت سلمیٰ فرماتی ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ کے پاس آئی تو وہ رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کیوں رو رہی ہیں فرمایا میں نے رسول ﷺ کو خواب میں روتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ کے سر مبارک اور ریش اقدس پر گرد و غبار ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ کیا حال ہے فرمایا میں ابھی حسین کی شہادت گاہ پر گیا تھا۔

(مستدرک صفحہ ۱۹ جلد ۴، مشکوۃ، تہذیب التہذیب ۲۵۶ جلد دوم البدایہ النہایہ ۲۰۰ جلد ۸)

حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کا الم ناک سانحہ اور جان کاہ حادثہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر کسی نبی کی اولاد کے ساتھ پیش نہیں آیا پھر اگر زمین و آسمان خون کے آنسو روئیں اور جن وانس تڑپ اٹھیں اور جہان تیرہ و تار ہو جائے تو کون سی تعجب کی بات ہے چنانچہ ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے جنات کو حضرت حسین پر روتے ہوئے اور نوحہ کرتے ہوئے سنا ہے وہ کہتے تھے۔ (ترجمہ) اے حسین کے نادان

Marfat.com

قاتلو! تمہارے لئے سخت عبرت ناک عذاب کی بشارت ہے تمام اہل آسمان (ملائکہ) تم پر دعائے ضرر کرتے ہیں اور سب انبیاء ومرسلین وغیرہ بھی بے شک تم لعنت کیئے گئے ہو حضرت داؤد وموسیٰ اور صاحب انجیل یعنی عیسیٰ علیہم السلام کی زبانوں پر۔

(صواعق محرقہ ۱۹۱، البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۰۱ جلد ۸)

نیز انہی سے روایت ہے کہ یا تو میں نے حضور علیہ السلام کی وفات پر جنوں کو نوحہ کرتے ہوئے سنا تھا یا حضرت حسین کی شہادت کے موقعہ پر سنا اور وہ روتے ہوئے کہتے تھے (ترجمہ) (اے آنکھ جتنا ہو سکے رو لے پھر شہیدوں پر کون روئے گا ظالم کے پاس ان بے کسوں غریبوں کو موت کھینچ کر لائی ہے) (ابونعیم، سر الشہادتین ۳۴)

خارجیوں کا اعتراض:۔ اشعۃ اللمعات میں ہے کہ ام سلمہ ۵۹ ھ میں فوت ہوئیں اور واقعہ کربلا ۶۱ ھ میں ہوا جب وہ زندہ نہ تھیں تو یہ روایت کیسی؟

جواب:۔ اسی اشعۃ اللمعات میں یہ بھی ہے کہ ام سلمہ کی وفات ۶۲ ھ میں ہوئی ہے اور شیخ محقق نے اپنی دوسری معرکۃ الآراء کتاب مدارج النبوت میں اسی دوسرے قول کی تائید فرمائی ہے (مدارج النبوت ۴۷۶ جلد دوم) البدائیہ النہایہ صفحہ ۲۱۵ جلد ۸ میں ہے واقدی کا ۵۹ والا قول غلط ہے وہ احادیث جو ذکر شہادت حسین میں بیان ہوئی ہیں وہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ام سلمہ حضرت امام عالی مقام کی شہادت کے بعد تک زندہ رہیں۔

☆......تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۹ میں امام سیوطی لکھتے ہیں واقعہ حرہ جو ۶۲ ھ میں ہوا اس کے بعد ام سلمہ کی وفات ہوئی سیرۃ النبی صفحہ ۴۲ جلد دوم میں علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں یہ یقینی

Marfat.com

(بات) ہے کہ (ام سلمہ) واقعہ حرہ تک زندہ تھیں میں ہے کہ حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس لشکر کا حال پوچھا جو زمین میں دھنس جائے گا یہ سوال اس وقت کیا گیا تھا جب یزید نے بن عقبہ کو لشکر شام کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجا تھا اور واقعہ حرہ پیش آیا تھا واقعہ حرہ ۶۲ھ میں پیش آیا ہے اس لئے اس سے پہلے ان (ام سلمہ) کی وفات کی تمام روایتیں صحیح نہیں (سیرت النبی از شبلی) یہ روایت شریف صفحہ ۳۸۸ جلد دوم میں ہے۔

پردے اتارے جانے والی روایتیں غلط ہیں علامہ ناصر علی رضوی لکھنوی عناصر الشہادتین صفحہ ۱۷۱ میں لکھتے ہیں ساری بی بیاں اور مائیں کپڑے پہن کے اور ہاتھ منہ چھپا کے اپنے اپنے کجاووں پر جس طرح مکے سے کربلا میں بحفاظت وعزت تمام آئی تھیں سوار ہوئیں کربلا سے کوفے جانے کو تیار ہوئیں چنانچہ ایک کجاوے میں عابد بیمار اور دوسرے کجاووں میں اہل بیت اطہار بعزت وحرمت سوار ہوئے اور وہ بعضے لکھتے ہیں کہ پردگیان حرم عصمت کو ننگے سر ننگے پاؤں بے پردہ اونٹوں پر سوار کوفے کو روانہ کیا تھا محض غلط ہے معاذاللہ اگر ایسا ہوتا تو آسمان سے آگ برستی کفار جھلس جاتے زمین پھٹ جاتی اشقیاء دھنس جاتے۔ بلفظہ

☆...... حضرت حبیب بن ثابت فرماتے ہیں میں نے حضرت امام پاک پر جنوں کو روتے اور کہتے ہوئے سنا۔ ترجمہ۔ اس جبین کو نبی نے چوما تھا، تھی چمک کیا ہی اس کے چہرے پر اس کے ماں باپ برترین قریش، اس کا نانا جہان سے بہتر

(ابونعیم، سر الشہادتین ۲۴ البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۰۰ جلد ۸)

پہلے تو یہ لوگ اس (امام) کی طرف وفود لے کر گئے تو وہ کتنے بدترین وفود تھے پھر انہوں

Marfat.com

نے اپنے نبی کے نواسے کو قتل کیا اور اس کے سبب ان کا ٹھکانہ جہنم بنا۔

(البدایہ والنھایہ صفحہ ۲۰۰ جلد ۸)

☆ ...... حضرت احمد بن محمد المسقلی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امام عالی مقام شہید ہوئے تو انہوں نے رات کے وقت ایک ندا کرنے والے کی ندا کو سنا جس کی صورت کو انہوں نے نہیں دیکھا اس منادی نے کہا۔ (ترجمہ) قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹیں پس ان کی جڑیں کٹ گئیں اور وہ سعادتوں سے محروم ہو گئے اور اللہ تعالی نے حرمت رسول ﷺ کو حرمت ناقہ صالح علیہ السلام سے اعظم و بزرگ و برتر بنایا ہے پھر تعجب ہے کہ وہ ایسے ظلم کے مرتکب ہوئے اور مسخ نہ ہوئے قاتلین ناقۃ اللہ کی طرح ہاں اللہ مہلت دیتا ہے باغیوں منکروں کو

(تہذیب التہذیب صفحہ ۳۰۶ جلد ششم)

جب حضرت امام نے شہادت پائی تو ایک کوا آیا اس نے اپنی چونچ آپ کے خون مبارک سے رنگین کی اور اڑا یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت امام کی بیٹی سیدہ فاطمہ صغری کے گھر کی دیوار پر جا بیٹھا اور کہنے لگا

ان الحسین یقتل بکربلا

سیدہ نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا اور روتے ہوئے کہا اے کوے تجھ پر افسوس ہے تو کیا خبر دے رہا ہے۔ اس نے کہا حضرت امام کی بیٹی سیدہ کہتی ہیں میں نے کہا کون امام؟ اس نے کہا وہ جو توفیق دیئے گئے حق و صداقت کی۔ میں نے کہا حضرت حسین؟ تو اس نے م آواز میں کہا ہاں بے شک حضرت حسین کربلا میں ریت اور ٹیلوں کے درمیان موجود ہیں میں حسین پر روتا ہوں ایسے غم کے ساتھ جو اللہ کو راضی رکھے مع

Marfat.com

حصول ثواب کے پھر اس کوے کے بازو ایسے جم گئے کہ اس کو جواب دینے کی طاقت نہ رہی پھر میں روئی ان مصیبتوں کی وجہ سے جو پسندیدہ اور مقبول حضرت کے بعد مجھ پر نازل ہوئیں۔ (دررالاصداف، نورالابصار صفحہ ۲۰۶)

☆...... حضرت شیخ نصر اللہ بن یحیٰ جو ثقات معتبرین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ لوگوں نے تو فتح مکہ کے روز فرمایا تھا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ امن میں ہے اب سفیانیوں نے آپ کے بیٹے حسین کے ساتھ کربلا میں ایسا برا سلوک کیا ہے جو کسی نے بھی نہیں کیا ہوگا آپ نے فرمایا کیا تو ابن صیفی کے وہ اشعار جانتا ہے جو اس نے اس معاملے میں کہے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا اس کے پاس جا کر اس سے وہ اشعار سن میں بڑی حیرانی کے ساتھ بیدار ہوا اور پھر اس کے دروازہ پر پہنچ کر آواز دی وہ باہر نکلا اور میں نے اس کو اپنا خواب سنایا تو وہ سن کر اتنا رویا کہ اس کی ہچکی بندھ گئی اور کہنے لگا خدا کی قسم! یہ اشعار میں نے آج رات ہی کہے ہیں اور ابھی تک ان کو مجھ سے کسی نے نہیں سنا۔ (اشعار کا ترجمہ)

جب ہم مالک اور با اختیار تھے تو معاف کر دینا ہی ہمارا طریقہ وشیوہ رہا اور جب تم مالک و با اختیار ہوئے تو تم نے خون کی ندیاں بہادیں۔ تم نے قیدیوں کا قتل حلال جانا اور اکثر ہم جو گزرے قیدیوں پر تو ہم معاف کرتے اور درگزر کرتے رہے ہمارے اور تمہارے درمیان یہ تفاوت کافی ہے اور بے شک ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

(نورالابصار صفحہ ۱۴۶)

حضرت عامر بن سعد بجلی فرماتے ہیں کہ میں نے امام کی شہادت کے بعد حضور علیہ

Marfat.com

السلام کوخواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے عامر!

☆...... حضرت براء بن عازب (صحابی) کے پاس جا کر اوران کو میرا سلام کہہ اور خبر دے کہ جن لوگوں نے حضرت امام عالی مقام کو قتل کیا ہے وہ جہنمی ہیں پس میں نے براء بن عازب کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خواب سنایا تو انہوں نے فرمایا بے شک اللہ اوراس کے حبیب نے سچ فرمایا۔

☆...... علامہ حافظ ابن حجر امیر المؤمنین مولا علی سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضور آقا کریم ﷺ نے فرمایا حسین کا قاتل آگ کے تابوت میں ہے اس پر آدھے جہنمیوں کے برابر عذاب ہے۔ (نور الابصار صفحہ ۱۵۲، اسعاف الراغبین صفحہ ۲۱۰)

حافظ ابن حجر عسقلانی حضرت صالح شام سے روایت فرماتے کہ میں نے حالت خواب میں دیکھا کہ ایک کالا کتا پیاس کے مارے زبان نکالتا ہے میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پانی پلاؤں تو ہاتف غیبی نے آواز دی خبردار! اس کو پانی نہ پلا یہ حسین کا قاتل ہے اس کی یہی سزا ہے کہ یہ قیامت تک یوں ہی پیاسا رہے گا (تسوید القوس ف تلخیص مسند الفردوس) ابن اثیر نے تاریخ کامل میں لکھا ہے ابن سعد نے اپنے مردوں کی نماز جنازہ پڑھی اوران کو دفن کیا لیکن حضرت امام اور آپ کے رفقاء جن کی تعداد (ایک روایت کی رو سے) بہتر تھی اوران میں سے بیس خاندان بنی ہاشم کے چشم و چراغ تھے ان سب شہیدوں کو بے گور و کفن پڑے ر دیا اوران کے سروں کو ابن زیاد بر د کے پاس بھیج دیا ۱۳ سر بند کندہ کے پاس تھے اوران کا سردار قیس ابن اشعث تھا ۲۰ سر بنو ہوازن کے پاس تھے اوران کے ساتھ شمر ذی الجوش تھا ۱۷ سر بنو تمیم اور ۱۶ سر بنو اسد اور سات بنو مذحج کے پاس تھے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر)

Marfat.com

شہدائے کربلا کے اسمائے گرامی

از کتاب آفتاب ہدایت ازمولانا کرم دین صفحہ ۳۱۱، ۳۱۲

۱۔سید الشہد احضرت امام عالی مقام سیدنا حسین بن علی بن ابی طالب ،۲۔حضرت جعفر بن عقیل بن ابی طالب ،۳۔حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب ،۴۔حضرت عبداللہ بن عقیل بن ابی طالب ،۵۔حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیل بن ابی طالب ،
۶۔حضرت عبداللہ بن بن عقیل ابن ابی طالب ،۷/۸۔حضرت محمد وعون پسران عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب (امام پاک کے بھانجے)۹۔حضرت ابوبکر بن حسن بن علی بن ابی طالب ،۱۰۔حضرت عمر بن حسن بن علی بن ابی طالب ،۱۱۔حضرت عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب ،۱۲۔حضرت قاسم بن حسن بن علی ابن ابی طالب ،۱۳۔حضرت محمد بن علی بن ابی طالب ،۱۴۔حضرت عثمان بن علی بن ابی طالب ،۱۵۔حضرت ابوبکر بن علی بن ابی طالب ،۱۶۔حضرت جعفر بن علی ابن ابی طالب ،۱۷۔حضرت عباس علمبر دار بن علی بن ابی طالب ،۱۸۔حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالب ،۱۹۔حضرت علی اکبر بن حسین بن علی بن ابی طالب ،۲۰۔شیر خوار حضرت علی اکبر بن حسین بن علی ابن ابی طالب ،۲۱۔حضرت فیروز امام پاک کے غلام ،۲۲۔حضرت سعد (مولا علی کے غلام)،۲۳۔ بن عوسجہ اسدی ،۲۴۔حبیب بن مظاہر اسدی ،۲۵۔انس بن کامد اسدی ،۲۶۔حبان بن حارث سلیمانی اسدی ،۲۷۔بشیر بن عمرو حضرمی ،۲۸۔عمر بن جندب حضرمی ،۲۹۔جویر ہمدانی ،۳۰۔ز بن قیس بجلی ،۳۱۔بلال بن نافع بجلی ۳۲۔عبداللہ بن عمر کلبی ،۳۳۔وہب بن عبداللہ کلبی ،۳۴۔قیس بن سہر صیداوی ،۳۵۔

Marfat.com

عمرو بن خالد صیداوی، ۳۶۔ سعید (آزاد کردہ غلام عمرو بن خالد)، ۳۷۔ عبداللہ بن عروہ بن خراق غفاری، ۳۸۔ عبدالرحمٰن بن عروہ غفاری، ۳۹۔ حر (ابوذر غفاری کے آزاد کردہ غلام)، ۴۰۔ شیث بن عبداللہ، ۴۱۔ قاسط بن ز ، ۴۲۔ کردوس بن ز ، ۴۳۔ کنانہ بن عتیق انصاری، ۴۴۔ عمرو بن ضبیحہ، ۴۵۔ عبداللہ بن زید، ۴۶۔ عبداللہ بن یزید قیسی ، ۴۷۔ یزید قیسی، ۴۸۔ قصب بن عمرو نمری، ۴۹۔ سالم (عامر بن مسلم کے آزاد کردہ غلام) ، ۵۰۔ ز بن بشیر جعفی، ۵۱۔ حجاج بن مسروق جعفی، ۵۲۔ بدر بن معقل جعفی، ۵۳۔ مسعود بن حجاج انصاری، ۵۴۔ سیف بن مالک انصاری، ۵۵۔ عامر بن انصاری ۵۶۔ جوہر بن مالک انصاری، ۵۷۔ ضرغامہ بن مالک انصاری، ۵۸۔ نعیم بن عجلان انصاری، ۵۹۔ ابوتمامہ انصاری، ۶۰۔ عمار بن ابی سلامہ انصاری، ۶۱۔ شیب بن حارث انصاری، ۶۲۔ مالک بن سریع لا انصاری، ۶۳۔ محمد بن انس انصاری، ۶۴۔ محمد بن مقداد انصاری، ۶۵۔ قیس بن ربیع انصاری، ۶۶۔ حر بن یزید ریاحی (یزیدی لشکر سے نکل کر آئے)، ۶۷۔ مصعب بن برادر حر، ۶۸۔ علی بن حر بن یزید ریاحی (حر کے بیٹے) ۶۹۔ عروہ (غلام علی بن حر)، ۷۰۔ سلیمان (امام پاک کے آزاد کردہ غلام)، ۷۱۔ قاب (حضرت امام پاک کے آزاد کردہ غلام)، ۷۲۔ ظاہر (آزاد شدہ غلام دین الحق خزاعی)، ۷۳۔ سعد بن ابی رجانہ، ۷۴۔ مجمع بن عبداللہ عائذی، ۷۵۔ عمار بن حسان بن شریح طائی، ۷۶۔ جندب بن حجر خولانی، ۷۷۔ زید بن زیاد بن مظاہر، ۷۸۔ حباء بن علی شیبانی، ۷۹۔ حنظلہ بن اسعد شیبانی، ۸۰۔ سالم کلبی (آزاد کردہ غلام بنی مزنیہ)، ۸۱۔ اسلم بن کثیر ۸۲۔ ز بن سلیم ازدی، ۸۳۔ قاسم بن حبیب ازدی، ۸۴۔ عائس بن حبیب، ۸۵۔ سعد بن عبداللہ، ۸۶۔ مسیح (امام پاک کے آزاد کردہ غلام)، ۸۷۔ شوذب (آزاد کردہ غلام

Marfat.com

شاکر)، ۸۸۔ ہاشم بن عتبہ، ۸۹۔ قیس بن منبہ، ۹۰۔ عمار بن حسان،، ۹۱۔ زبیر بن حسان، ۹۲۔ حماد بن انس، ۹۳۔ وقاص بن مالک، ۹۴۔ خالد بن عمر، ۹۵۔ شریح بن عبید، ۹۶۔ مالک بن انس اول، ۹۷۔ مالک بن انس ثانی، ۹۸۔ عبداللہ بن سمر، ۹۹۔ یحی بن سلیم، ۱۰۰۔ عمرو بن مطاع، ۱۰۱۔ عاس بن شیث، ۱۰۲۔ عبداللہ بن سعد، ۱۰۳۔ صیاد بن حارث، ۱۰۴۔ عمرو بن صیاد، ۱۰۵۔ سعد بن حنظلہ تمیمی، ۱۰۶۔ یزید مہاجر

(منقول از رسالہ النجم لکھنو کربلا نمبر ۷ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ)

کربلا کے میدان میں شام ہوگئی ظلم و جفا کا لشکر منتشر ٹولیوں کی صورت میں ادھر ادھر اپنے طعام وغیرہ میں مشغول تھا وہ بد بخت ایک دوسرے کو داد شجاعت دے رہے تھے اپنے ظلم پر خوش ہو رہے تھے ادھر اہل بیت نبوت کے بقیہ انوار جو چند عورتوں شیر خوار بچوں اور ایک بیمار حضرت زین العابدین پر مشتمل تھے رضائے الٰہی پر صابر و شاکر اشک باری کر رہے تھے۔

رات ہوگئی یہ رات غم زدہ م پس ماندگان امام کے لئے قیامت کی رات تھی رات کا دوسرا پہر شروع ہوا یزید کے لشکری اونگھنے لگے اسیرانِ کربلا کی قافلہ سالار رسیدہ زینب اپنے عزیزوں کی مقدس لاشوں کے پاس آئیں اور انتہائی دردمندانہ انداز میں اپنے جذبات اور اپنی بے بسی کا اظہار کیا جب اپنے ماں جائے پیارے بھائی امام عالی مقام کی مقدس لاش کے پاس آئیں تو خود کو قابو نہ پاسکیں اپنے بھائی کے سینے پر منہ رکھ کے اس درد سے آنسو بہائے کہ سب کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

ان درندوں نے خانوادہ نبوت کے آخری چشم و چراغ حضرت امام زین العابدین بیمار کو بھی شہید کرنا چاہا لیکن ایک شخص حمید بن کے دل میں اللہ نے رحم ڈال دیا اس

Marfat.com

نے ان درندوں کو یہ کہہ کر روک دیا کہ یہ بیمار ہے۔اس کو قتل نہ کرو! ابھی حمید بن مسلم یزیدی سپاہیوں کو یہ کہہ بھی رہا تھا کہ ابن سعد بھی آ گیا اس نے کہا خبر دار کوئی شخص اہل بیت کے خیموں میں نہ جائے اور نہ کوئی اس بیمار علی عابد سے مزاحم ہو اور جس کسی نے ان کے مال واسباب وغیرہ میں سے جو کچھ لوٹا ہے واپس کر دے اس کے کہنے پر سپاہیوں نے عابد بیمار سے تو ہاتھ روک لیا لیکن لوٹا ہوا مال کسی نے واپس نہ کیا۔

(طبری صفحہ ۲۶۰ جلد ششم، تاریخ کامل ابن اثیر ۳۲ جلد چہارم)

یزیدی تو سو گئے کچھ پہرے دار جاگتے رہے مگر اہل بیت نبوت کے بقیہ افراد کی آنکھوں میں نیند نہیں صدمے اور غم کے آنسو تھے۔ یہ کیسے صبر والے لوگ تھے ان کی زبانوں پر حرف شکایت نہیں ان کی جبیں شکن آلود نہیں انہوں نے واویلا نہیں کیا گریبان نہیں پھاڑے قضائے الٰہی پر صبر کیا کیونکہ یہی ان کے نانا جان کی تعلیم تھی اور یہی امام پاک کی وصیت تھی یزیدی سمجھ رہے تھے کہ قتل حسین سے وہ کامیاب ہو گئے ہیں لیکن امام پاک نے میدان کربلا میں فتح وشکست کے عنوان ہی بدل دیئے تھے اور تاریخ کے صفحات پر یہ نقش کر دیا تھا کہ حق پر ثابت قدم رہتے ہوئے سب کچھ قربان کر دینا اور اپنی جان دے دینا شکست نہیں بلکہ عظیم الشان فتح وکامیابی ہے انہوں نے ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دی اور عزیمت واستقامت کی وہ مثال قائم کی جو رہتی دنیا تک ایک بامقصد اور زندہ یادگار اور آنے والی نسلوں کے لئے قابل تقلید ہے انہوں نے اپنے مقدس خون سے گلشن اسلام کی آبیاری کی اسلام کی حق وصداقت کی گواہی دی اور دین کو اس کی اصل پر باقی رکھا ہر امتحان میں پورے اترے بظاہر خود تو نہ رہے مگر اپنی وہ یادیں چھوڑ گئے تو تابندہ پائندہ رہیں گی۔

Marfat.com

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

کوفہ روانگی

صبح کے وقت اہل بیت نبوت کے یہ ستم رسیدہ افراد بحالت اسیری جب لشکر یزید کے ساتھ کوفہ کی جانب چلے تو ان کے سامنے بے گور کفن ان کے پیاروں کی مقدس لاشیں تھیں وہ سب ایک ایک لاش کے قریب جا کر الوداع کہہ رہی تھیں ان کے رونے میں اتنا درد تھا کہ کلیجے پھٹے جاتے تھے حشر برپا ہو گیا تھا سیدہ زینب نے انتہائی درد و کرب کے ساتھ روتے ہوئے کہا یا محمداہ یا محمداہ آپ پر اللہ اور ملائکہ آسمانی کا درود وسلام ہو دیکھیے یہ حسین چٹیل میدان میں اعضاء بریدہ خاک وخون میں آلودہ پڑے ہیں یا محمداہ! آپ کی بیٹیاں قید میں ہیں آپ کی اولاد مقتول پڑی ہوئی ہے ہوا ان پر خاک اڑا رہی ہے یہ دل دوز فریاد سن کر دوست دشمن سب رو دیے۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹۳ جلد ہشتم، طبری ۲۶۴ جلد ششم)

شہدا کی تدفین

جب لشکر یزید کربلا سے کچھ دور چلا گیا تو شہادت کے دوسرے روز اور بقول بعض تیسرے روز قبیلہ بنو اسد جو بستی غاضریہ کہ کنارہ فرات پر واقع تھی کے لوگ آئے اور انہوں نے امام عالی مقام کے تن بے سر کو ایک جگہ اور باقی شہدا کو ایک جگہ دفن کیا۔

(تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۳۳ جلد چہارم، طبری صفحہ ۲۶۱ جلد دوم)

مگر حضرت عباس کہ غاضریہ کی راہ پر جہاں آپ نے شہادت پائی تھی وہیں دفن ہوئے

(عناصر الشہادتین)

Marfat.com

مدفن سر اقدس

حضرت امام حسین کے سر اقدس کے مدفن میں اختلاف ہے علامہ قرطبی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یزید نے اسیران کربلا اور سرانور کو مدینہ طیبہ روانہ کیا اور مدینہ طیبہ میں سرانور کی تجہیز و تکفین کے بعد حضرت سیدہ زہرا بتول یا امام حسن کے پہلو میں دفن کر دیا گیا روافض کہتے ہیں کہ اسیران کربلا نے ۴ روز کے بعد کربلا میں آ کر جسد مبارک سے ملا کر دفن کیا۔

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ یزید نے حکم دیا تھا کہ حسین کے سر کو شہروں میں پھراؤ پھر جب عسقلان پہنچے تو وہاں کے امیر نے ان سے لے کر دفن کر دیا جب عسقلان پر فرنگیوں کا غلبہ ہوا تو طلائع بن رنگ جس کو صالح کہتے ہیں نائب مصر نے تیس ہزار دینار دے کر فرنگیوں سے سرانور لینے کی اجازت حاصل کی اور ننگے سر وہاں سے مع اپنے سپاہ و خدام کے بتاریخ ۸ جمادی الآخر ۵۴۸ھ بروز اتوار مصر میں لایا اس وقت بھی سرانور کا خون تازہ تھا اور اس سے کستوری کی سی خوشبو آتی تھی پھر اس نے سبز حریر کی تھیلی میں آبنوس کی کرسی پر رکھ کر اس کے ہم وزن مشک اس کے نیچے اور ارد گرد رکھوا کر اس پر مشہد حسینی بنوایا چنانچہ قریب خان خلیلی کے مشہد مشہور ہے شیخ شہاب الدین بن اطلبی حنفی فرماتے ہیں کہ میں نے مشہد میں سر مبارک کی زیارت کی مگر میں اس میں متردد اور متوقف تھا کہ سر مبارک اس مقام پر ہے یا نہیں؟ یہاں تک کہ مجھ کو نیند آ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بہ صورت نقیب سر مبارک کے پاس سے نکلا اور حضور پرنور ﷺ کے پاس حجرہ نبویہ میں گیا اور جا کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ احمد بن

Marfat.com

حلبی اور عبدالوہاب نے آپ کے بیٹے حسین کے سر مبارک کے مدفن کی زیارت کی ہے
آپ ﷺ نے فرمایا یا اللہ ان دونوں کی زیارت کو قبول فرما اور ان دونوں کو بخش دے
شیخ شہاب الدین فرماتے ہیں کہ اس دن سے مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت امام کا سر انور
یہیں ہے پھر میں نے مرتے دم تک سر اقدس کی زیارت نہیں چھوڑی۔

(طبقات الاولیاء للشعرانی)

شیخ عبدالفتاح بن ابی بکر بن احمد شافعی خلوتی اپنے رسالہ نور العین میں فرماتے ہیں کہ
شیخ الاسلام والمسلمین نجم الدین غیطی نے شیخ الاسلام شمس الدین لقانی سے جو اپنے
وقت کے شیخ الشیوخ مالکیہ تھے نقل فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ مشہد مبارک میں سر انور کی
زیارت کو حاضر ہوتے اور فرماتے حضرت امام کا سر انور اسی مقام پر ہے۔ حضرت شیخ
خلیل ابی الحسن تماسی سر انور کی زیارت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے جب ضریح
مبارک کے پاس آتے تو کہتے السلام علیکم یا ابن رسول اللہ جواب سنتے
وعلیک السلام یا ابا الحسن۔ ایک دن سلام کا جواب نہ پایا حیران ہوئے
زیارت کر کے واپس آ گئے دوسرے روز پھر حاضر ہو کر سلام کیا تو جواب پایا۔ عرض کیا یا
سیدی کل جواب سے مشرف نہ ہوا کیا وجہ تھی؟ فرمایا اے ابوالحسن کل اس وقت میں
اپنے جد امجد ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور باتوں میں مشغول تھا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اکابر صوفیہ اہل کشف اس کے قائل ہیں کہ حضرت امام کا
سر انور مصر میں اسی مقام پر ہے شیخ کریم الدین خلوتی فرماتے ہیں کہ میں نے
سرکار دو عالم ﷺ کی اجازت سے اس مقام مشہد اس الحسین فی المصر کی
زیارت کی ہے۔

Marfat.com

ایک روایت یہ ہے کہ سر انور یزید کے خزانہ میں رہا جب سلیمان بن عبدالملک اموی کا دور حکومت آیا تو اس کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے سر انور کو منگوا کر اس نے خوشبو لگائی اور کفن دے کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا۔

(تہذیب التہذیب صفحہ ۳۵۷ جلد ۲)

چنانچہ امام ابن حجر مکی ہیتمی روایت فرماتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالملک نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس کے ساتھ ملاطفت فرما رہے ہیں اور اس کو بشارت دے رہے ہیں۔ صبح اس نے حضرت امام حسن بصری سے اس کی تعبیر پوچھی۔ آپ نے فرمایا تو نے حضور کی آل سے کوئی بھلائی کی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو یزید کے خزانہ میں پایا تو میں نے اس کو پانچ کپڑوں کا کفن دے کر اپنے دوستوں کے ساتھ اس پر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کیا ہے۔ حضرت حسن بصری نے اس سے کہا یہی تیرا کام حضور علیہ السلام کی رضامندی کا سبب ہوا ہے۔ (صواعق المحرقہ)

علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

شام کربلا صفحہ ۲۴۹ میں لکھتے ہیں کہ ناچیز مؤلف عرض کرتا ہے کہ سر انور کے متعلق مختلف روایات ہیں اور مختلف مقامات پر مشاہد بنے ہوئے ہیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان روایات اور مشاہد کا تعلق چند سروں سے ہو کہ یزید پلید کے پاس سب شہدائے اہل بیت کے سر بھیجے گئے تھے تو کوئی سر کہیں اور کوئی سر کہیں دفن ہوا ہو اور نسبت حسنِ عقیدت کی بنا پر یا کسی اور وجہ سے صرف امام عالی مقام کی طرف کو دی گئی ہو۔

Marfat.com

والله ورسوله اعلم بحقيقة الحال

سرانور پرنور اور سفید پرندے

اہل بیت نبوت کے لئے ہوئے قافلہ کے بقیہ افراد گیارہ محرم کو کوفہ پہنچے جبکہ شہداء کے سران سے پہلے پہنچ چکے تھے امام عالی مقام کے سر خولی بن یزید کے پاس تھا رات کے وقت کوفہ پہنچا قصرِ امارت کا دروازہ بند ہو چکا تھا یہ سر کو لے کر اپنے گھر آ گیا ظالم نے سرانور کو فرش پر ایک بڑے برتن کے نیچے ڈھانک کر رکھ دیا اور اپنی بیوی ''نوار'' کے پاس جا کر کہا میں تمہارے لئے زمانے بھر کی دولت لایا ہوں۔ وہ دیکھ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر تیرے گھر میں پڑا ہے۔ اس نے کہا تجھ پر خدا کی لعنت لوگ تو سونا چاندی لائیں اور تو فرزند رسول کا سر لایا ہے۔ خدا کی قسم! اب میں تیرے ساتھ کبھی نہ رہوں گی نوار یہ کہہ کر اپنے بچھونے سے اٹھی اور جہاں سرانور رکھا تھا وہاں آ کر بیٹھ گئی۔ وہ کہتی ہے خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ ایک نور برابر آسمان سے اس برتن تک مثل ستون چمک رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ سفید سفید پرندے اس کے اردگرد منڈلا رہے تھے جب صبح ہوئی تو وہ سر کو ابن زیاد کے پاس لے گیا۔

(طبری صفحہ ۲۶۱ جلد ۶، ابن اثیر صفحہ ۳۳ جلد ۴، البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹۰ جلد ۸)

سراقدس اور ابن زیاد بدنہاد

الغرض ابن زیاد بدنہاد کا دربار لگا اور لوگوں کے لئے اذنِ عام ہوا۔ بھرے دربار میں اس کے سامنے امام عالی مقام کا سر اقدس ایک طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا۔ اس ظالم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی وہ آہستہ آہستہ آپ کے لبوں اور دانتوں پر مارتا تھا اور کہتا

Marfat.com

تھا کہ میں نے ایسا حسین وجمیل نہیں دیکھا۔اس مردود کی گستاخی اور بے ادبی پر حضور علیہ السلام کے بوڑھے صحابی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ جواس وقت وہاں موجود تھے تڑپ اٹھے اور درد وکرب کے ساتھ روتے ہوئے فرمایا۔او ابن مرجانہ یہ لکڑی امام پاک کے لب ہائے مبارک اور دندان شریف سے ہٹا اس خدائے واحد لاشریک کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں بیشک میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حضور علیہ السلام انہیں لبوں اور دانتوں کو چوما کرتے تھے یہ کہہ کر وہ زاروقطار رونے لگے۔ابن زیاد نے کہا خدا تجھے بہت رلائے اگر تو بوڑھا نہ ہوتا اور تیری عقل زائل نہ ہوگئی ہوتی اور تو صحابی رسول نہ ہوتا تو میں ضرور تیری گردن سے تیرا سر جدا کر دیتا۔

(طبری صفحہ ۲۶۲ ج ۶ ،ابن اثیر صفحہ ۳۴ جلد ۴ ،البدایہ والنہایہ صفحہ ۸۴۹)

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس سے بھی زیادہ تجھے غصہ دلانے والی بات سناتا ہوں سن میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے دائیں زانو پر حسن اور بائیں زانو پر حسین تھے آپ ان دونوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ میں ان دونوں کو تیرے مومنین صالحین کے پاس بطور امانت سپرد کرتا ہوں تو اے بدنہاد تو نے امانت رسول خدا ﷺ کے ساتھ یہ کیسا سلوک کیا ہے پھر آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے کوفیو! خدا تم سے کبھی خوش نہ ہو تم نے فرزند رسول ﷺ کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنے اوپر مسلط کیا اب یہ تمہارے اچھوں کو مارے گا اور تمہارے بروں کو چھوڑ دے گا۔یہ کہہ کر حضرت زید روتے ہوئے باہر نکل آئے۔ (ابن ابی الدنیا،صواعق المحرقہ صفحہ ۱۹۰)

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اقدس

Marfat.com

ایک طشت میں رکھ کر ابن زیاد کے سامنے لایا گیا تو اس وقت میں اس کے پاس تھا تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے حسن و جمال میں کچھ کلام کیا اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی کہ وہ آپ کی ناک پر مارتا تھا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حسین بہت زیادہ مشابہ تھے حضور علیہ السلام کے ساتھ اور آپ نے وسمہ (کالا) خضاب کیا ہوا تھا۔ (ترمذی باب مناقب الحسین، بخاری شریف صفحہ ۵۳ جلد ۱)

روایت ہے کہ جس وقت امام عالی مقام کا سر انور ابن زیاد بدنہاد کے سامنے رکھا گیا تو قاتل نے بڑے فخر کے ساتھ کہا میرے اونٹوں کو سونے اور چاندی سے بھر دو کیونکہ میں نے ایک نامور، بلند مرتبہ سردار کو قتل کیا ہے۔ میں نے اس کو قتل کیا ہے جو بہ لحاظ مادر و پدر اور حسب و نسب سب لوگوں سے بہتر تھا۔ ابن زیاد یہ سن کر غضب ناک ہوا اور کہنے لگا تیرے نزدیک وہ ایسے ہی فضائل والے تھے تو پھر تو نے ان کو قتل کیوں کیا؟ خدا کی قسم تیرے لئے اس کا بہترین صلہ میر طرف سے یہی ہے کہ تجھے بھی انہی کے پاس پہنچادوں پھر اس کی گردن ماردی۔

(الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۹۵، سعادت الکونین صفحہ ۱۱۷، نور الابصار صفحہ ۱۴۴)

ابن زیاد اور اسیرانِ کربلا

پھر اہل بیت کے بقیہ افراد ابن زیاد کے سامنے پیش کئے گئے حضرت سیدہ زینب نے کنیزوں کا سا پرانا اور میلا سا لباس پہن کر اپنی ہئیت بدل دی چہرے پر نقاب تھا آپ کے ارد گرد چند عورتیں تھیں ابن زیاد بدنہاد نے پوچھا یہ باپردہ خاتون کون ہے؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا اس نے دوسری تیسری بار پوچھا پھر بھی آپ نے کوئی جواب نہ دیا

Marfat.com

تو ایک عورت نے کہا یہ حسین رضی اللہ عنہ کی بہن زینب بنت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ سن کر مردود نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں رسوا کیا اور تمہاری جدتوں کو جھٹلایا۔ (معاذ اللہ)

شیرِ خدا کی بیٹی نے فرمایا:۔ خدا کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں بوجہ اولادِ محمد ﷺ ہونے کے مکرم و معظم بنایا اور ہمیں پاک کیا جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے نہ کہ جیسا تو کہتا ہے۔ بلاشبہ فاسق و فاجر ہی رسوا ہوں گے اور جھٹلائے جائیں گے۔

ظالم کہنے لگا تم نے دیکھا خدا نے تمہارے اہل بیت کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔ سیدہ نے فرمایا ان کے لئے شہادت مقدر ہو چکی تھی اس لئے وہ مقتل میں آئے اور عنقریب وہ اور تم اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہو گے اس وقت وہ اس کے سامنے اس کا انصاف طلب کریں گے۔ یہ دندان شکن جواب سن کر ابن زیاد غضب ناک ہو کر کہنے لگا خدا نے تمہارے اہل بیت کے سرکش اور نافرمان آدمی سے میرے غصہ کو ٹھنڈا کر دیا۔ ظالم کے ان الفاظ نے سیدہ کو تڑپا دیا وہ انتہائی درد کے ساتھ روئیں اور فرمایا میری عمر کی قسم تو نے میرے خاندان کو تباہ کیا اگر اسی سے تیری تسکین اور تیرا دل ٹھنڈا ہوتا تھا تو بیشک ہو گیا۔ ظالم کہنے لگا یہ جرأت اور یہ شجاعت میری عمر کی قسم تمہارے باپ بھی تو بڑے شاعر اور بڑے شجاع تھے۔ سیدہ نے فرمایا عورت کو شجاعت سے کیا واسطہ۔

(طبری صفحہ ۲۶۲ جلد ۶، ابن اثیر صفحہ ۳۳ جلد ۴، البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹۳ جلد ہشتم)

اسی اثناء میں اس ظالم کی نظر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پر پڑی تو کہنے لگا تمہارا

Marfat.com

نام کیا ہے۔آپ نے فرمایا علی بن حسین۔ بدنہاد بولا وہ تو قتل ہو گئے۔آپ نے فرمایا وہ میرے بھائی علی اکبر تھے۔ پھر آپ کے بلوغ کی تصدیق کروا کر آپ کے قتل کا حکم دیا۔آپ نے فرمایا ان مستورات کو کس کے حوالے کرو گے۔ جبکہ میرے سوا ان کا کوئی محرم نہیں۔ سیدہ زینب تڑپ گئیں اور زین العابدین سے روتے ہوئے چمٹ گئیں اور فرمایا یہ ایک آسرا بھی ختم کرتے ہو۔ اگر زین العابدین کو قتل کرنا ہے تو ہمیں بھی ان کے ساتھ قتل کر دو۔ لیکن زین العابدین پر مطلقاً کوئی خوف و ہراس طاری نہ ہوا۔ انہوں نے نہایت اطمینان اور وقار کے ساتھ فرمایا: اگر تم لوگ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہو تو قرابت داری کا لحاظ اور پاس کرتے ہوئے کسی متقی اور شریف آدمی کو ان پردہ دار خواتین کے ساتھ کر دو جو ان کو عزت و شرافت کے ساتھ وطن پہنچا دے۔ زین العابدین کی یہ بات سن کر ابن زیاد دیر تک دونوں باپردہ پھوپھی اور بھتیجے کو تکتا رہا۔ آخر اس بدبخت کا دل پسیج گیا اس نے حکم دیا کہ اس (علی عابد رضی اللہ عنہ) کو مستورات کے ساتھ رہنے کے لئے چھوڑ دو۔

(تاریخ کامل ابن اثیر ۳۴ جلد ۴ البدایہ والنہایہ ۱۹۳ جلد ۸، طبری ۲۶۳ جلد ۶)

مسجد کوفہ میں اعلان فتح اور ابن عفیف کی شہادت

اس کے بعد اعلان ہوا کہ لوگ مسجد میں جمع ہو جائیں جب لوگ جمع ہو گئے تو ابن زیاد نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا خدا کا شکر ہے جس نے امیر المومنین یزید بن معاویہ اور ان کے ساتھیوں کی مدد کی اور ان کو فتح و نصرت سے نوازا اور (معاذ اللہ) کذاب بن کذاب حسین ابن علی اور ان کے رفقاء کو شکست دی اور قتل کیا (معاذ اللہ) جب بدبخت ملعون

Marfat.com

نے مولا علی رضی اللہ عنہ اور امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ کو کذاب کہا تو حضرت عبداللہ بن عفیف ازدی جو مولا علی رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں سے ایک بزرگ تھے اور دونوں آنکھوں سے معذور تھے اور سارا دن مسجد میں ذکر واذکار اور نماز پڑھنے میں گزارتے تھے وہ بہت بے تاب ہو کر اٹھے اور بھرے مجمع میں کہا او ابن مرجانہ تو بھی کذاب ہے تیرا باپ بھی کذاب تھا۔ تم لوگ اولادِ رسول کو قتل کرتے ہو اور باتیں ایسی کرتے ہو جیسے صدیقین ہوتے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا اس کو پکڑ لو۔ سپاہیوں نے ان کو گرفتار کر لیا اس وقت تو اس کی قوم کے لوگوں نے ان کو چھڑا لیا بعد میں ابن زیاد نے ان کو بلوایا اور حکم دیا کہ ان کو قتل کر کے ان کی لاش کو لٹکا دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(طبری صفحہ ۳۱۲ جلد ۶، ابن اثیر صفحہ ۲۴ جلد ۴، البدایہ صفحہ ۱۹۱ جلد ۸)

پھر ابن زیاد بدنہاد نے حکم دیا کہ اسیران اہل بیت کو قید خانے میں رکھا جائے اور حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو نیزے پر بلند کر کے کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرایا جائے چنانچہ امام پاک کے سرِ انور کو پھرایا گیا۔

رافضیوں کی معتبر کتاب جلاء العیون اور مقتل ابن قما میں مذکور ہے جب اہل بیت نبوت کے بقیہ افراد کوفہ پہنچے تو ان کی حالت زار اور عالم بے کسی کو دیکھ کر اہل کوفہ زور زور سے رونے اور ماتم کرنے لگے ان کے رونے اور ماتم کرنے کو دیکھ کر حضرت امام زین العابدین اور سیدہ زینب اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہم نے ان کے سامنے خطبات ارشاد فرمائے جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

امام زین العابدین نے بعد حمد وصلاۃ کے فرمایا جو جانتا ہے وہ جانتا ہے جو
Marfat.com

نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب ہوں میں ان کا فرزند ہوں جو فرات کے کنارے بھوکے پیاسے شہید کئے گئے ہیں حالانکہ ان کے ذمے نہ کسی کا خون تھا نہ انہوں نے کسی کا مال لیا تھا میں ان کا فرزند ہوں جن کی ہتک عزت کی گئی مال واسباب بھی لوٹ لیا گیا ان کے عیال قیدی بنائے گئے۔ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں بتاؤ! کیا تم نے میرے والد ماجد کو خطوط لکھ کر نہیں بلایا تھا؟ اور کیا تم نے ان سے عہد و پیمان نہیں کئے تھے؟ ضرور کئے تھے پھر تم نے ان کو چھوڑ دیا صرف یہی نہیں بلکہ ان سے جنگ کی اور دشمن کو ان پر مسلط کیا پس تمہارے لئے ہلاکت و بربادی ہو تم نے جہنم کی راہ اختیار کی اور اپنے لئے بہت برا راستہ پسند کیا۔ بولو! تم رسول خدا ﷺ سے کس طرح آنکھ ملاؤ گے اور کیا جواب دو گے؟ جب وہ تم سے فرمائیں گے کہ تم نے میری عزت کو قتل کیا اور میری حرمت کی ہتک کی پس تم میری امت میں نہیں ہو اس وقت ہر طرف سے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں اور کوفیوں نے کہا اب ہم ہر طرح آپ کا ساتھ دیں گے اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔ آپ نے فرمایا اے گروہ غدار و مکار تم یہ چاہتے ہو کہ تم مجھ سے بھی ویسا ہی سلوک کرو جیسا کہ تم نے میرے باپ کے ساتھ کیا ہے؟ میں تمہارے قول و اقرار اور دروغ بے فروغ پر کسی طرح بھی اعتماد نہیں کروں گا حاشا و کلا خدا کی قسم! ابھی وہ زخم نہیں بھرے جو کل ہی ہمارے پدر بزرگوار، ان کے اہل بیت اور ان کے رفقاء کے قتل ہونے سے لگے ہیں اور یہ سب کچھ تمہاری غداری و بے وفائی کی وجہ سے ہوا۔ واللہ میرا جگر کباب ہے پھر آپ نے چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

تعجب نہیں ہے اگر امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے اس

Marfat.com

گلئے کہ ان کے بزرگ بھی جوان سے افضل تھے قتل ہوئے تھے اے کوفہ والو! خوش نہ ہو ۔۔۔۔۔ ان مظالم کو جو امام حسین رضی اللہ عنہ پر کیے گئے یہ امر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت عظیم ہے جو بزرگوار نہر فرات پر قتل ہوئے ہیں ان پر میری جان قربان ہو اور جن لوگوں نے ان کو قتل کیا ہے ان کی سزا جہنم ہے۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے حمد وصلاۃ کے بعد فرمایا! اے بے وفا دغاباز کوفیو! کیا اب تم روتے ہو اور ماتم کرتے ہو خدا تمہیں ہمیشہ رلائے اور تمہارا رونا اور ماتم کرنا کبھی موقوف نہ ہو تم بہت زیادہ رو و اور تھوڑا ہنسو۔ تمہاری مثال اسی عورت کی سی ہے جو کاتے ہوئے تاگے کو مضبوط ہو جانے کے بعد جھٹکے سے توڑ ڈالے۔ تم نے اپنے ایمان کو دھوکہ اور فریب کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ تمہاری مثال اس سبزے کی سی ہے جو نجاست کی ڈھیری پر لگا ہو۔ تم میں بجز خود ستائی، شیخی، عیب جوئی، تہمت سرائی اور لونڈیوں کی طرح خوشامد اور چاپلوسی سے کچھ نہیں ملا۔ بلاشبہ تم بہت برے کام کے مرتکب ہوئے ہو۔ تم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلت حاصل کی اور عیب کمایا اور جہنم کے سزاوار ہوئے تمہارے ماتھے پر بے وفائی اور غداری کا داغ جو لگ چکا ہے وہ کسی پانی سے زائل ہونے والا نہیں۔ اے کوفیو! کیا تم جانتے ہو تم نے کس جگر رسول کو پارہ پارہ کیا اور کس کا خون بہایا ہے۔ تم نے خلاصہ خاندانِ نبوت اور سردار جوانان اہل جنت اور مینارۂ دین وشریعت کو قتل کیا ہے۔ تم نے اپنے لئے آخرت میں بہت برا توشہ بھیجا ہے۔ تم نے مخدرات عصمت وطہارت دختران خاتون جنت کو (بقول رافضی مصنف جلاء العیون) بے پردہ کیا ہے (حالانکہ دختران زہرا باپردہ رہیں) خدا تعالیٰ تم پر اپنا غضب نازل کرے اور تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کرے۔

Marfat.com

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے حمد وصلاۃ کے بعد فرمایا:۔

اے کوفہ والو! تمہارا برا حال ہو اور تمہارے منہ سیاہ ہوں تم نے میرے پیارے بھائی کو بلایا پھر ان کو چھوڑ دیا اور ان کی مدد نہ کی تمہاری بے وفائی اور غداری کی وجہ سے وہ قتل ہوئے۔ ان کا مال واسباب لوٹا گیا اور ان کے اہل بیت قیدی بنے اب تم ان پر روتے ہو خدا تم کو ہمیشہ رلائے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کیا ظلم کیا ہے اور کن گناہوں کا انبار اپنی پشت پر لگایا ہے پھر آپ نے اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:۔ تم نے میرے بھائی کو عالم غربت میں چاروں طرف سے گھیر کر بھوکا پیاسا قتل کیا تمہاری مائیں روئیں عنقریب تم اس کی سزا میں آگ میں جلو گے جو شعلہ ور ہوگی۔ تم نے وہ خون بہایا ہے جس کا بہانا اللہ تعالیٰ نے اور قرآن نے پھر حضور پرنور ﷺ نے حرام کیا ہے۔ آگاہ رہو تم کو آتش دوزخ کی بشارت ہے کل قیامت کے دن یقیناً تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہو گے اور بیشک میں تمام عمر اپنے بھائی پر غم سے روؤں گی وہ بھائی جو سرکار دو عالم ﷺ کے بعد بعد بہت بہتر تھے۔ ان سے جو پیدا ہوں گے اور یہ آنسو کبھی بند نہ ہوں گے۔ برابر رخساروں پر بہتے رہیں گے اور کبھی خشک نہ ہوں گے۔ (مقتل ابن نما صفحہ ۸۳، جلاء العیون صفحہ ۲۲۴ جلد دوم، کتب روافض)

اس کے بعد ابن زیاد بدنہاد نے اشقیاء کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں شمر ذی الجوشن کے خولی بن یزید، زحر بن قیس وغیرہ بھی تھے شہداء کے سروں اور اسیران اہل بیت کو یزید پلید کے پاس اس حالت میں بھیجا کہ زین العابدین کے ہاتھ پاؤں اور گردن میں زنجیریں ڈال دی گئی تھیں کہ راستے میں تشہیر کرتے ہوئے اور سروں کو

Marfat.com

نیزوں پر چڑھا کر لوگوں کو بتاتے ہوئے جانا کہ دیکھ لو جنہوں نے حاکم وقت یزید کی مخالفت کی اس کا یہ حشر ہوا ہے تاکہ لوگ ڈر جائیں اور یزید کی مخالفت سے باز رہیں راستہ میں ایک منزل پر اہل کتاب کا ایک دیر (گرجا) آیا یہ لوگ رات گزارنے کے لئے وہاں ٹھہر گئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ وہ خرے کا شیرہ پینے لگے لیکن علامہ ابن کثیر نے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ وہ خمر (شراب) پینے لگے

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۰۰ جلد ہشتم، صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۲

سر الشہادتین صفحہ ۳۵، نور الابصار صفحہ ۱۴۷، سعادت الکونین صفحہ ۱۲۳)

اتنے میں ایک لوہے کا قلمہ نمودار ہوا اس نے خون سے شعر لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: کیا وہ گروہ بھی یہ امید رکھتا ہے جس نے امام حسین کو شہید کیا ہے کہ قیامت کے دن ان کے جدامجد اس گروہ کی شفاعت کریں گے؟ بعض روایات میں ہے کہ یہ شعر پہلے سے دیوار پر لکھا ہوا تھا جب ان بدبختوں نے دیکھا تو دیر کے بعد راہب سے پوچھا کہ یہ شعر کس نے لکھا ہے اور کب کا لکھا ہوا ہے راہب نے کہا یہ شعر تمہارے نبی کے مبعوث ہونے سے پانچ سو برس پہلے کا لکھا ہوا ہے۔

(تاریخ خمیس صفحہ ۲۹۹ جلد دوم، سعادت الکونین صفحہ ۱۲۳

حیوۃ الحیوان الکبری صفحہ ۶ جلد اول)

علامہ ابن کثیر ابن عساکر سے روایت فرماتے ہیں لوگوں کا ایک لشکر بسلسلہ جنگ بلاد روم کی طرف گیا انہوں نے وہاں ایک کینسا میں بھی یہ شعر لکھا ہوا پایا۔

اترجو امة قتلت حسينا   شفاعة جده يوم الحساب

کیا وہ گروہ بھی یہ امید رکھتا ہے جس نے امام حسین کو شہید کیا ہے کہ قیامت کے دن ان

Marfat.com

کے جدامجد اس گروہ کی شفاعت کریں گے؟

تو ان سے پوچھا کہ یہ شعر کس نے لکھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ شعر تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تین سو سال پہلے کا لکھا ہوا ہے۔

دیر کے راہب نے قافلے میں جب شہداء کے سروں کو نیزوں اور چند بی بیوں اور بچوں باپردہ حالت اسیری و مظلومیت دیکھا تو اس کے دل پر بہت اثر ہوا تو وہ سخت حیران ہو کر بولا تم بہت برے لوگ ہو کیا کوئی اپنے نبی کی اولاد کے ساتھ بھی ایسا سلوک کر سکتا ہے جیسا تم لوگوں نے کیا ہے۔

پھر اس راہب نے اس گروہ اشقیاء سے کہا کہ اگر ایک رات کے لئے تم اپنے نبی کے نواسے کا سر میرے پاس رہنے دو اور ان بی بیوں کی خدمت کا موقعہ دو تو میں تم کو دس ہزار دینار دیتا ہوں وہ درہم و دینار کے بندے اس پر راضی ہو گئے۔ راہب نے ایک صاف ستھرا کمرا بی بیوں کو رات گزارنے کے لئے پیش کیا اور اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ تمہیں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ اگرچہ میں مسلمان نہیں ہوں لیکن میرے دل میں تمہارے خاندان کی بڑی عزت ہے اس نے صبر کی تلقین بھی کی کہ اللہ والوں کو اللہ کی راہ میں بڑی بڑی تکلیفیں اور مصیبتیں آئی ہیں انہوں نے صبر کیا تو اللہ نے ان کا صبر کو بدلہ بہت اچھا دیا ہے اب تمہارے لئے بھی سوائے صبر کے چارہ نہیں بی بیوں نے اس کی اس ہمدردی کا شکریہ ادا کیا اور اس کو دعائیں دیں۔

راہب نے رقم ادا کرنے کے بعد حضرت امام کا سر اقدس لیا اور اپنے خاص کمرے میں جا کر سر اقدس چہرہ مبارک اور مقدس زلفوں اور داڑھی مبارک کے بالوں پر جو غبار اور خون وغیرہ جما ہوا تھا اس کو دھو کر صاف کیا اور عطر و کافور لگا کر معطر کیا اور بڑے ادب

Marfat.com

وتعظیم کے ساتھ اپنے سامنے رکھ کر زیارت کرنے لگا اس کی اس تعظیم وتکریم اور حسن سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوا اور اس نے اس پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے اس پر گریہ طاری ہوا اور اس کی آنکھوں سے پردے اٹھ گئے اس نے کیا دیکھا کہ اس نور سے لے کر آسمان تک نور ہی نور تھا اس نے سرانور کی کرامت اور انوار وتجلیات کا مشاہدہ کیا تو بے ساختہ اس کی زبان پر جاری ہوا اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله چونکہ اس نے دنیا کی دولت قربان کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان کی دولت عطا فرمادی اس نے سرانور کا ادب کیا تھا تو ادب کرنے والے بدنصیب وبے ایمان نہیں رہ سکتے اس نے اس کو بانصیب باایمان بنادیا اس نے رسول زادیوں کی دعائیں حاصل کیں تھیں وہ دعائیں رنگ لائیں اور اس کی تقدیر بدل گئی چنانچہ اس نے دیر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا اور سچے دل سے اہل بیت اطہار کا مطیع وخادم بن گیا۔

یہاں ایک اور سخت حیرت خیز واقعہ ہوا وہ یہ کہ اس گروہ اشقیاء نے لشکر امام عالی مقام اور ان کے خیموں سے جو درہم ودینار لوٹے تھے اور دیکھ بھال کے محفوظ کر لئے تھے اور جو راہب سے لئے تھے ان کو تقسیم کرنے کے لئے جب تھیلیوں کے منہ کھولے تو کیا دیکھا کہ وہ سب درہم ودینار ٹھیکریاں بنے ہوئے تھے اور ان کے ایک طرف یہ آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ کہ اللہ تعالیٰ کو ظالموں کے بداعمال سے غافل مت سمجھو اور دوسری طرف یہ آیت لکھی تھی وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ اور ظلم کرنے والے عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر بیٹھتے ہیں۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۷، سعادت الکونین صفحہ ۱۲۴)

Marfat.com

یہ قدرت کی طرف سے ایک سبق ایک تنبیہ تھی کہ بدبختو! تم نے اس فانی دنیا کے لئے دین چھوڑا اور آل رسول علیہ السلام پر ظلم وستم کیا یاد رکھو دین تو تم نے چھوڑ ہی دیا اور جس فانی و بے وفا دنیا کے لئے چھوڑا وہ بھی تمہارے ہاتھ نہیں آئے گی اور تم خسر الدنیا والا خرہ کا مصداق بنو گے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

ڈھول باجے۔

جب یزید پلید کو معلوم ہوا کہ اسیران کربلا اور امام حسین وغیرہ کا سر عنقریب دمشق پہنچنے والا ہے تو اس نے پورے شہر کو آراستہ کرنے اور سب کو خوشی منانے کا حکم دیا حضور علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت سہل تجارت کے لئے ملک شام آئے ہوئے تھے جب دمشق شہر میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ سب لوگ خوشی مناتے اور ڈھول باجے بجاتے ہیں انہوں نے لوگوں سے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ اہل عراق نے حسین ابن علی کے سر کو یزید کے پاس ہدیہ بھیجا ہے تمام اہل شہر اسی کی خوشی منا رہے ہیں حضرت سہل نے ایک آہ بھری اور پوچھا کہ حضرت حسین کا سر کون سے دروازہ سے لائیں گے؟ کہا گیا باب الساعۃ سے آپ اس طرف تیزی سے بڑھے اور بڑی دوڑ دھوپ کے بعد اہل بیت تک پہنچ گئے آپ نے دیکھا ایک سر جو حضور علیہ السلام کے سر مبارک سے بہت زیادہ مشابہ ہے نیزہ پر چڑھا کر رکھا گیا ہے جسے دیکھ کر آپ رو پڑے اہل بیت میں سے ایک نے پوچھا کہ ہم پر کیوں رو رہے ہو؟ حضرت سہل نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا میرا نام سکینہ بنت حسین ہے انہوں نے فرمایا اور میں

Marfat.com

آپ کے نانا جان کا صحابی ہوں اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم فرمایئے حضرت سکینہ نے فرمایا میرے والد کے سر انور کو سب سے آگے کرا دیجئے تاکہ لوگ ادھر متوجہ ہو جائیں اور ہم اہل پردہ سے دور رہیں حضرت سہل نے چار سو درہم دے کر حضرت امام کے سر مبارک کو مستورات اہل پردہ سے دور کرا دیا۔

(تذکرہ صفحہ ۱۰۷، خطبات محرم صفحہ ۴۳۵)

فائدہ: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ایام محرم میں ڈھول باجے بجانا یزیدیوں کا طریقہ ہے آپ کے محبین کے یہاں تو ڈھول باجوں کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ البتہ امام کی شہادت کی خوشی میں یزیدیوں نے ڈھول بجایا تھا مگر اب امام عالی مقام کی محبت کے جھوٹے دعویدار بجاتے ہیں اللہ تعالی انہیں صحیح سمجھ عطا فرمائے اور یزیدیوں کے طریقے پر عمل کرنے سے بچائے۔

تلاوت قرآن

عناصر الشہادتین صفحہ ۲۷۶ میں ہے ایک بزرگ کہتے ہیں میں نزدیک سر امام حسین کے تھا اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لب آپ کے ہل رہے ہیں کان لگایا تو سنا کہ آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ظالموں کے بدعمل سے اللہ کو غافل گمان نہ کرنا۔

عناصر الشہادتین صفحہ ۲۸۰ میں ہے زید بن ارقم صحابی کہتے ہیں کہ جب سر جان کونین امام حسین کا میرے دروازے پر آیا اس وقت میں گھر کی کھڑکی میں بیٹھا رو رہا تھا غم حسین میں بے قرار ہو رہا تھا جب سر مبارک میرے قریب آیا تو میں نے سنا کہ سر امام

Marfat.com

حسین نے اسی آیت کو پڑھا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے یہ آیت مبارکہ اپنے کانوں سے سنی واللہ میرے تمام بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے رو کر کہا یا ابن رسول اللہ در حقیقت آپ کا قصہ اصحاب کہف کے قصے سے بہت ہی عجیب تر ہے اس واسطے کہ اصحاب کہف کو تو فقط کافروں نے ستایا تھا اور آپ پر تو آپ کے نانا جان کے امتی کہلانے والوں نے طرح طرح کے ستم ڈھائے اور سر مبارک کو نیزے پر چڑھا کر گلی در گلی شہر بشہر پھریا فی الحقیقت آپ کا یہ واقعہ اصحاب کہف کے واقعہ سے عجوبہ تر ہے یہ بھی تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ آپ کے سر اقدس سے یہ آواز آئی میرا قتل ہونا اور نیزے پر چڑھایا جانا اصحاب کہف اور رقیم سے عجیب تر ہے۔

راقم الحروف فقیر نیر کا ذوق گواہی دیتا ہے کہ امام عالی مقام نے نیزے پر پورا قرآن پڑھا مختلف لوگوں نے مختلف آیات کی تلاوت کی آواز سنی۔

عناصر الشہادتین صفحہ ۲۸۳ میں ہے جب حران میں پہنچے تو یحیٰ یہودی حرانی یہ دھوم دھام اور نیزوں پر سر ہائے شہدائے عالی مقام دیکھ کر گھبرایا اور اپنے گھر سے نکل کر باہر استقبال کو آیا اور ان سروں کا نظارہ کرنے لگا ناگاہ اس کی نظر سر شبیر پر پڑ گئی دیکھا کہ لب ہائے نازک ہل رہے ہیں قریب جا کر کان لگایا تو صاف سنا کہ آپ یہ آیت باآواز حزیں پڑھ رہے ہیں وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ یحیٰ کو بڑا تعجب ہوا اور پوچھا یہ کس کا سر ہے لوگوں نے کہا فرزند نبی علیہ السلام کا یعنی حسین ابن علی کا پوچھا ان کی مادر اور مہربان کا کیا نام تھا کہا فاطمہ زہرا بتول بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پس یحیٰ یہودی نے کہا کہ اگر دین ان کے نانا کا حق نہ ہوتا تو یہ سب کرامات ان کے سر اقدس سے ظاہر نہ

Marfat.com

ہوتیں اور ہم ان باتوں پر باہر نہ ہوتے پس فوراً مسلمان ہو گیا اچھے اچھے کپڑے اور ہزار درہم حضرت امام زین العابدین کو دیئے اشقیاء نے کہا کہ ارے دشمنان والی شام کی طرف داری کرتا ہے یہاں سے دور ہو ورنہ تیرا سر اتار لیا جائے گا یحی کا یہ کلام سنتے ہی شراب شہادت کا نشہ چڑھ گیا فوراً شمشیر آبدار چمکا کے تکبیر کہتا ہوا یزیدیوں پر وار کیا ایک حملے میں پانچ بد بخت فی النار کیئے پھر یحی نے اسی جگہ اشقیاء کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ (عناصر الشہادتین صفحہ ۲۸۳)

عناصر الشہادتین صفحہ ۲۸۳ میں ہے روضۃ الشہداء میں لکھا ہے کہ اس کے بعد حلب کے پہاڑ کے نیچے قافلہ اترا اس پہاڑ پر ایک بستی بہت آباد تھی رعیت وہاں کی ہر طرح سے فارغ البال اور دلشاد تھی اور سب کے سب یہودی تھے اور حریر بنتے تھے لوگ دور دور سے وہاں آتے تھے اور ان کے بنے ہوئے کپڑے خرید کر لے جاتے تھے کوتوال وہاں کا عزیر بن ہارون نام تھا آدمی نہایت صاحب اکرام تھا جب کچھ رات گزری تو شیریں دائی حضرت شہر بانو کی ان کے پاس بیٹھا کر زار وقطار رونے لگیں حضرت امام کے غم میں روز دن سے زیادہ بے قرار ہونے لگیں سبب اس کا یہ تھا کہ جب شہر بانو مدینے میں تشریف لائیں تو ان کی خدمت میں سولونڈیاں تھیں جس دن حضرت امام حسین سے ان کا نکاح ہو پچاس لونڈیاں آزاد کر دیں پھر بروز ولادت حضرت نام زین العابذین کے چالیس لونڈیاں آزاد کر دیں فقط دس لونڈیاں ان کے پاس رہ گئی تھیں منجملہ ان کے شیریں بہت بہت خوش روخوشخو تھیں ایک دن حضرت امام حسین نے حضرت شہر بانو کے روبرو شیریں کی کچھ تعریف کی حضرت شہر بانو نے کہا کہ شیریں آپ کی نذر ہے پس حضرت امام عالی مقام نے شیریں کو اسی دم براہ خدا آزاد کر دیا

Marfat.com

پھر حضرت شہر بانو نے اسی دم گٹھڑی اپنے کپڑوں کی منگوائی اور شیریں کو خلعت نفیس قیمتی پہنایا امام عالی مقام نے فرمایا کہ تم نے بہت سی لونڈیاں آزاد کیں مگر کسی کو خلعت گرانمایہ پہنایا نہیں مجھے تعجب ہے بتاؤ اس کا کیا سبب ہے؟ حضرت شہر بانو نے فرمایا کہ اے شاہزادے وہ سب میری آزاد کی ہوئی ہیں اور شیریں آپ کی آزاد کی ہوئی ہے شیریں اور میری آزاد کی ہوئی لونڈیاں کے درمیان کچھ فرق ہونا چاہئے آپ بہت خوش ہوئے اور حضرت شہر بانو کو دعا دی مگر شیریں باوجود آزاد ہونے کے ملازمت شہر بانو کی چھوڑتی نہ تھیں دم بھر خدمت سے ان کی منہ موڑتی نہ تھیں پس اس رات شیریں نے دیکھا کہ حضرت شہر بانو نے کپڑے اپنے حسب حال نہیں پہنے ہیں پس شیریں کو وہ خلعت گرانمایہ جس کو حضرت شہر بانو شیریں کو امام عالی مقام کے سامنے پہنایا تھا یاد پڑ گیا امام حسین کی مصیبت اور حضرت شہر بانو کی بیکسی اور غربت پر رونے لگیں جی بگڑ گیا پھر شیریں نے حضرت شہر بانو سے کہا کہ حکم ہو تو اس بستی میں پہاڑ پر جاؤں اور اپنے زیور بیچ آپ کے واسطے کچھ کپڑے خرید لاؤں حضرت شہر بانو نے فرمایا تو جہاں جائے مختار ہے آزاد کردہ لونڈی پر ہمارا کیا اختیار ہے یہ رات گذری کہ شیریں نے اپنے کو پہاڑ پر پہنچایا پھر قلعہ کا پھاٹک بند اس کا حلقہ در ہلایا عزیر بن ہارون مذکور اس وقت خواب دیکھ کر قلعہ کے پھاٹک کے پاس شیریں کے انتظار میں کھڑا تھا اندر سے کہا کہ کون حلقہ در ہلاتا ہے؟ کیا شیریں آئی ہے؟ شیریں نے کہا ہاں کواڑ کھولو غرض عزیر شیریں کو اپنے گھر لائے اور بڑی تعظیم و توقیر سے پیش آئے شیریں نے کہا مجھے بڑا تعجب ہے کہ تم نے میرا نام کیونکر جانا؟ عزیر نے کہا کہ ابھی میں نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو خواب میں دیکھا کہ رو رہے ہیں کسی کے غم میں بے عتاب ہو ر

Marfat.com

ہے ہیں آثار تعزیت کے ان پر پیدا ہیں ۔علامات مصیبت کے ان کے چہروں سے ہویدا یعنی (ظاہر) ہیں میں نے عرض کیا حضرت آپ کا کیا حال ہے کس کے واسطے آپ روتے ہیں فرمایا تجھے معلوم نہیں آہ اشقیاء نے محمد ﷺ کے نواسے امام حسین کو کربلا میں بے دردی سے پیاسا شہید کیا ہے اب سران کا اور اہل بیت کو کوفے سے یزید پلید کے پاس لئے جاتے ہیں ان ہی کے غم میں ہم لوگ رو رہے ہیں میں نے عرض کی کہ آپ لوگ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پہنچانتے ہیں اور ان کے دین کو حق جانتے ہیں فرمایا وہ نبی برحق ہیں خدا کے حبیب مطلق ہیں جو ان پر ایمان نہ لائے گا جہنم میں جائے گا سارے انبیاء اس سے بیزار ہیں اسی کے شفاعت سے دست بردار ہیں تب میں نے کہا ان کے نبی برحق ہونے کی کوئی علامت بتلایئے پس حضرت موسیٰ وہارون نے فرمایا کہ اٹھ قلعے کے پھاٹک کے پاس منتظر کھڑا رہ ایک آزاد شدہ لونڈی شیریں نام قلعے کے پھاٹک پر آئے گی اور حلقہ پھاٹک کا ہلائے گی پھر پہاڑ کے تلے حضرت حسین کے سر کے پاس جانا اور ہمارا بہت بہت سلام پہنچانا پھر تم ان کے سر اقدس سے ہمارے سلام کا جواب پاؤ گے اور مشرف بہ اسلام ہو جاؤ گے پھر شیریں سے تمہارا نکاح ہوگا پھر میں نیند سے چونک پڑا اور نعرہ الا اللہ مارا اور دوڑا ہوا پھاٹک پر آیا کہ تم نے پھاٹک کے باہر سے پکارا اس واسطے ہم نے جانا کہ تمہارا نام شیریں ہے یہ واقعہ سن کے شیریں فوراً وہاں سے لوٹ آئیں اور سب باتیں اہل بیت اطہار کو آ کر سنائیں اہل بیت یہ حال عجیب سن کے رونے لگے علی الصباح عزیر ہزار درہم لشکریان یزید کو دے کے اہل بیت کی خدمت میں آنے کی اجازت لے کے حضرت امام زین العابدین کے پاس آئے اور بہت سے کپڑے پیش کئے قیمت اور ہزار اشرفیاں نذرانہ

Marfat.com

لائے اور امام زین العابدین کے ہاتھ اسلام کی بیعت کی اور صاحب ایمان مسلمان ہو گئے پھر جناب امام عالی مقام کے سر انور کے پاس آ کر آنکھوں سے سیلاب خون بہا کر عرض کی کہ آپ کی خدمت میں یہودی سے مسلمان ہو رہا ہوں حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کا سلام لایا ہوں امام پاک کے سر سے آواز آئی تجھ پر اور ان دونوں پر میری طرف سے سلام پہنچے اور فرمایا کہ اے عزیر قیامت کے دن تو میرے اہل بیت کے ساتھ محشور ہوگا پھر عزیر کا شیریں سے نکاح ہوا اور اس قلعے کے سارے یہودی مسلمان ہوئے۔

عجیب واقعہ:۔ ابوالحتوق کوفی کہتا ہے اثنا عراہ کوفہ وشام میں واسطے نگہبانی سرہائے شہدا کے رات بھر پچاس جوانان مسلح کا پہرا رہتا تھا ایک رات میری باری تھی سب پہرے دار سو گئے اور اس شب کو مجھے نیند نہیں آئی تھی اتنے میں آسمان سے ایک آواز عجیب آئی قریب تھا کہ آسمان وزمین پھٹ جاتے پھر میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بڑے بڑے لمبے سفید نورانی کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے نیچے آیا اور صندوق میں سے امام عالی مقام کے سر کو باہر لائے پھر رو رو کران کے منہ پہ بوسے دینے لگے۔

میں نے قصد کیا کہ قبل اس کے کہ اور پہرے دار لوگ جاگیں سر امام عالی مقام کا ان سے لے کے صندوق میں بند کر دوں گا کہ ناگاہ ایک شخص مجھ پر کڑکا کہ ہاں خبردار آگے مت جاؤ۔ یہ آدم علیہ السلام ہیں واسطے تعزیت فرزند حبیب خدا کے تشریف لائے ہیں۔ پھر دوسری آواز سنی کہ نوح علیہ السلام آئے ہیں پھر سنا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل واسحٰق علیہم السلام تشریف لائے ہیں۔ آخر میں حبیب کبریا

Marfat.com

سرورانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ مع صحابہ کبار اور حیدر کرار اور امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ اور جعفر تیار کے وہاں جلوہ افروز ہوئے اور ایک ایک بزرگ اس سر کو اٹھا اٹھا کے تعظیم کرتے تھے اور آہ۔۔۔ دل پر درد سے بھرتے تھے پھر نور کی کرسی آئی اور حضور علیہ السلام نے اس پر نزول اجلال فرمایا اور سارے انبیاء اور صحابہ چاروں طرف آپ کے تھے پھر ایک فرشتہ آیا ایک ہاتھ میں ننگی تلوار برقی غضب پروردگار اور دوسرے ہاتھ میں آگ کا گرز خونخوار۔ پھر اس فرشتے نے میرا ہاتھ پکڑا میں نے فریاد کی کہ یارسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہوں۔ دوست دار اہل بیت ہوں یہ لوگ مجھے زبردستی سے اپنے ساتھ لئے جاتے ہیں اس فرشتے نے میرے منہ پر ایک طمانچہ مارا کہ میرا حال تباہ ہو گیا اور اس طرف کا منہ سیاہ ہو گیا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا میں صبح تک بے ہوش پڑا رہا صبح کے وقت آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سرِ حسین بدستور صندوق میں بند ہے اور ان پچاس پہرے داروں کا پتہ نہیں جا بجا چاروں طرف صندوق کے راکھ کے تودے لگے ہیں راوی کہتا ہے کہ صبح کو شمر نے ابوالخنوق کو بلا کر پوچھا کہ تیرا منہ ایک طرف کا کالا کیوں ہو گیا ہے۔ ابوالخنوق نے سارا حال شب کا کہہ سنایا پھر ایک ایسی آہ کی کہ شکل اس کی بدل گئی زمین پر گرا جان نکل گئی لوگوں نے دیکھا کہ کلیجہ اس کا کٹ گیا تھا اور پتہ اس کا پھٹ گیا تھا لشکریان یزید یہ حال سن کر بہت گھبرائے اور وہاں سے آگے کو قدم بڑھائے۔

(عناصر الشہادتین)

دوسرا عجیب واقعہ:۔ ابوسعید دمشقی کہتا ہے کہ جب ہم لوگ لشکریان ابن زیاد کے

Marfat.com

سرِ حسین رضی اللہ عنہ کو لئے ہوئے دمشق کے قریب پہنچے تو خبر مشہور ہوئی کہ میتب خزاعی چاہتے ہیں کہ لشکر جمع کر کے سپاہِ ابن زیاد پر چھاپہ ماریں سر اہل بیت اور شہداء کو چھین لے جائیں اور سپاہِ شام کی گردنیں اتاریں یہ خبر سن کر سپاہِ روسیاہ شام گھبرائی شام کے وقت ایک مقام پر اترے وہاں ایک بت خانہ بہت مستحکم تھا۔ سب کی رائے تھی کہ آج رات بھر اسی بت خانے کے آکر باآواز بلند پکارا۔ ایک بوڑھے نے جو سردار اس بت خانے کا تھا بت خانے کی چھت پر چڑھ کے دیکھا کہ بہت سے سوار اور پیادے بت خانے کو گھیرے ہیں شمر نعرہ مار رہا ہے بدحواس ہو کر پکار رہا ہے آخر اس بوڑھے نے کہا کہ تم لوگ کون ہو کہاں سے آئے ہو کدھر جاتے ہو۔ شمر نے کہا ہم لوگ لشکریان ابن زیاد ہیں کوفے سے آئے ہیں دمشق میں یزید کے پاس جاتے ہیں۔ بوڑھے نے کہا دمشق میں کس کام کو جاتے ہو۔ شمر نے کہا کہ کربلا میں ایک شخص یزید سے باگی ہو گیا تھا ہم لوگ اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو مارے سروں کو سب کے اتار کر نیزوں پر چڑھائے اور ان کے اہل بیت کو باپردہ اسیر کر کے محملوں میں ان اونٹوں پر بٹھائے دمشق میں یزید کے پاس لئے جاتے ہیں۔ بوڑھے نے نیچے نگاہ کی تو دیکھا کہ نورانی سر اندھیرے میں چاند کی طرح چمک رہے ہیں چہروں پر نور برس رہا ہے پوچھا ان کے سردار کا کونسا سر ہے؟ شمر نے پتہ بتایا پس بوڑھا سرِ سرور کو دیکھ کر تھرایا ۔ پھر کہا میرے بت خانہ کو تم کیوں گھیرے ہو کہا ہم نے سنا ہے کہ کچھ لوگ جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ شب کو چھاپہ ماریں اور ان لوگوں کو ہم سے چھین لیں اور گردنوں کو ہماری اتاریں سو رات بھر تم ہم سب کو اس بت خانے میں پناہ دو پھاٹک کھولو۔ بوڑھے نے کہا تم لوگ بہت ہو اس چھوٹے سے بت خانے میں سب کی گنجائش نہیں ہو گی۔ سو تم

Marfat.com

سرہائے شہدائے نامدار اور اسیران اہل بیت اطہار کو اندر بت خانے کے لاؤ اور تم بت خانہ کے ارگرد آگ جلاؤ اور رات بھر بیدار رہو سوؤ نہیں باغی اگر آئیں گے تو محروم پھر جائیں گے شمر نے کہا تم نے بہت اچھی بات کہی پس سر مبارک صندوق میں بند کر کے اپنے چند سواروں کو کہا کہ اس صندوق کو لے کر اس بت خانے میں لے جاؤ۔ وہاں رات بھر رہنا ہر طرح سے ہوشیار رہنا۔ مگر واقعہ ابوالخنوق سے سب ڈرے ہوئے تھے کوئی بت خانے کے اندر رہنے پر راضی نہ ہوا اتنا کہا کہ اس صندوق کو لے کر اس بت خانے میں لا کے ایک مکان مضبوط میں دھر کے ایک بھاری قفل سے اس کو بند کر کے باہر چلے آئے پھر اس بوڑھے نے پردہ کر کے حضرت عابد اور اہل بیت اطہار کو کجاووں سے ایک مکان عالی شان میں اتارا اور نہایت تعظیم و توقیر سے پیش آیا۔

جب کسی قدر رات گزری اور سب لوگ سو گئے پس وہ بوڑھا اٹھ کر چاروں طرف اس گھر کے جس میں صندوق کے اندر سر امام عالی مقام کا تھا گھومنے لگا شوق دیدار میں سر امام کے حالت وجد میں آ کر جھومنے لگا چاہتا تھا کہ کسی طرح سرِ حسین رضی اللہ عنہ کو نزدیک سے دیکھ لے اور پیشانی نور پر چند بوسے دے ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ گھر صندوق والا بغیر شمع و چراغ کے روشن ہے بوڑھا گھبرایا کہ یا اللہ یہ روشنی کہاں سے آئی ہے اتفاقاً اس گھر کے داہنے ایک دوسرا گھر تھا اور اس گھر میں جا کر اس روزن سے دیکھنے لگا کہ وہ روشنی دم بدم بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے دیکھنے سے اب آنکھ خیرگی کرتی جاتی ہے۔ پھر چھت اس گھر کی پھٹ گئی اور ایک عماری زرنگار سے ایک بی بی صاحبہ بہت سی لونڈیوں کے ساتھ جن کو دنیا کی عورتوں سے کچھ مناسبت نہ تھی اتریں اور وہ لونڈیاں کہتی تھیں کہ ہٹو ہٹو سب کی ماں حضرت حوا آئی ہیں پھر اس طرح

Marfat.com

سارہ اور ہاجرہ اور یوسف علیہ السلام کی ماں راحیل اور موسیٰ علیہ السلام کی بہن کلثوم اور آسیہ اور مریم آئیں اس کے بعد ایک عماری زرنگار آئی اس میں حضرت خدیجہ کبریٰ تشریف لائیں اور سب بیبیاں سرِ سرور کو صندوق سے نکال کر آہ سرد بھرتی تھیں اور رو رو کر زیارت کرتی تھیں ناگاہ بیک عماری نورانی نظر آئی کسی نے اس بوڑھے کو للکارا کہ اس روزن سے مت دیکھ۔ سواری سیدہ زہرا رسول کی چوتھی صاحبزادی حسنین کی اماں بتول کی آئی فقیر بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو دیکھا کہ ایک پردہ آنکھوں کے آگے پڑا ہے کہ اس روزن سے کسی کو دیکھ نہیں سکتا اندر سے فقط اتنا سنتا تھا۔ السلام علیک اے مظلوم مادر اے غریب مغموم مادر نورعین بن اے فرزند حسین من غم مت کھا کل قیامت کے دن اس کا انصاف ہوگا تمہارے خون کے عوض تمہارے دشمنوں کا مطلع صاف اور تمہارے ------ کا سارا گناہ معاف ہوگا۔ بوڑھا فقیر ان باتوں کو سن کے بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو ان عماریوں کا کچھ پتہ نہ پایا۔ پھر اپنے باطل دین سے منہ موڑا۔ پھر قفل اسی مکان اور صندوق کا کسی طور سے توڑے پھر صندوق کے چاروں طرف مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگا۔ سرِ سرور کو صندوق سے نکال کر مشک و گلاب سے دھو کے بڑی تعظیم سے مصلے پر دھر کے شمع کافوری روشن کر کے دوزانوں بیٹھ کر سرِ سرور کا نظارہ کرنے لگا اور رو رو کے کہنے لگا سرورِ دین خاتون جنت تمہاری زیارت کو آتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان میں سے ہیں جن کا وصف میں نے توراۃ اور انجیل میں پڑھا ہے سو للہ مجھے اپنے حال پر ملال سے آگاہ کیجئے اور میری نجات کی بھی کوئی راہ کیجئے۔ پس خدا نے اپنی قدرت دکھائی اور سر حسین رضی اللہ عنہ سے آواز آئی کہ اے بوڑھے میں مظلوم ستم رسیدہ ہوں مسافر

Marfat.com

مبتلائے مصائب عجیب ہوں میں شہید کربلا ہوں میں نور دیدۂ مصطفیٰ ہوں میں سرورِ سینہ مرتضیٰ ہوں جانِ کونین ہوں میں سیدنا حسین ہوں۔

بوڑھے فقیر نے یہ باتیں سن کے اپنے اے چیلوں کو بلایا اور سب کو یہ حال کہہ سنایا وہ بالاتفاق امام زین العابدین کے پاس آئے اور سب مسلمان ہو گئے پھر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ حضور حکم دیجئے کہ ہم لوگ بت خانے کے باہر جا کر اشقیاء پر چھاپا ماریں ان کے سروں کو اتاریں آپ نے فرمایا کہ یہ سب اپنی سزا پائیں گے دوزخ میں جائیں گے پھر صبح ہوتے ہی اشقیاء نے سرہائے شہدائے ابرار و اہل بیت اطہار کو بت خانے سے باہر لا کر دمشق کی راہ لی۔

ایک بوڑھے کا واقعہ:۔ جب قافلہ شہر دمشق میں داخل ہو کے یزید پلید کے پاس چلا پہلے ایک جامع مسجد ملی صحن مسجد ایک بوڑھا بہت لمبی اور سفید داڑھی والا بغل میں قرآن شریف لئے ہاتھ میں تسبیح جبہ پہنے سر پر عمامہ باندھے ٹہل رہا تھا جب اس نے سرہائے شہدائے ابرار اور حضرت عابد بیمار کو دیکھا کہا خدا کا لشکر ہے کہ اس نے تمہارے بڑوں کو ہلاک کیا اہل شام کو ان کے فتنے سے پاک کیا۔ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ اے بوڑھے تو نے قرآن پڑھا ہے؟ اس نے کہا قرآن کا حافظ ہوں آپ نے فرمایا تیری سمجھ کا خدا کا حافظ ہے۔ تو نے قرآن مجید میں یہ آیت پڑھی ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی اللہ فرماتا ہے اے محبوب فرمادیں میں تم سے تبلیغ کی اجرت اپنے قربیٰ کی محبت کے بغیر اور کچھ نہیں مانگتا۔ سوائے بوڑھے رسول کے قریبی ہم ہی ہیں ہماری محبت سب مسلمانوں پر واجب ہے پھر پوچھا تو نے یہ آیت

Marfat.com

پڑھی ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا آپ نے فرمایا اہل بیت نبوت کے ہم ہی لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے ہم لوگوں کو گناہوں اور ہر طرح کے عیبوں سے پاک وصاف کیا۔ بوڑھا اس کلام کو سن کے آتش شرم وحیا سے جل بھن کے سر جھکا کے رونے لگا اور کہنے لگا یا ابن رسول اللہ میری خطا معاف کیجئے میں نے آپ لوگوں کو پہچانا نہ تھا پھر رو بہ قبلہ ہو کر زار وزار رو کے کہنے لگا اے خداوند! ان حضرات کی دشمنی سے میں بیزار ہوں آہ سرد بھر کے حضرت امام زین العابدین کے اونٹ کے آگے خاک پر مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگا اور کہتا تھا خداوند تیری جناب میں اگر توبہ قبول ہوئی ہے تو اس دم میری جان نکال لے۔ عذاب دارین سے نجات دے پھر توبہ اور دعا اس کی مقبول ہوئی آخر ایک نعرہ مارا اسی دم جان نکل گئی جنت کو سدھارا اہل بیت یہ حال دیکھ کر رونے لگے۔

دربار یزید:۔ عناصر الشہادتین صفحہ ۲۹۲ میں ہے کہ اس پلید نے پہلے اہل بیت اطہار خاص ایک کمرے میں الگ نظروں سے محفوظ اتروائے اور اس کمرے کے درون پر ہر طرف سے پردے گروائے بعد اس کے سرہائے شہداء کو منگایا۔ اب چند روایات بحوالہ کتب درج کی جاتی ہیں اس کے بعد نتیجہ اخذ کیا جائے گا۔

ابن اثیر صفحہ ۴۳ جلد ۴، طبری صفحہ ۲۶۴ جلد ۶، البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹۱ جلد ۸ میں ہے:

زحر بن قیس یزید کے پاس حاضر ہوا تو یزید نے پوچھا کیا خبر لائے ہو؟ زحر نے کہا امیر المؤمنین آپ کو مبارک ہو اللہ نے آپ کو فتح ونصرت دی۔ حسین بن علی رضی اللہ تعالی عنہما بمعہ ساتھیوں کے ہمارے مقابلہ میں آئے ہم نے ان سے کہا یا تو

Marfat.com

اطاعت اختیار کرو یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ انہوں نے اطاعت سے انکار کر دیا تو ہم نے صبح ہوتے ہی ان کو ہر طرف سے گھیر کر ان پر حملہ کر دیا۔ جب ہماری تلواریں ان کے سروں تک پہنچ گئیں تو وہ بھاگنے لگے اور ان کے لئے کہیں جائے پناہ نہیں تھی تو وہ ہم سے اپنی جانیں بچانے کے لے اس طرح چھپتے پھرتے تھے جیسے کبوتر شاہین سے چھپتے ہیں۔ امیر المومنین واللہ پس جتنی دیر ایک اونٹ کے ذبح کرنے میں لگتی ہے اتنی دیر میں ہم نے ان کے سب آدمیوں کو قتل کر دیا اب ان کی لاشیں برہنہ ان کے پیراہن اور ان کے رخسار خاک وخون میں آلودہ پڑے ہیں۔ آفتاب کی تپش ان کو پگھلا رہی ہے ہوا ان پر خاک ڈال رہی ہے ایک سنسان بیابان میں عقاب وگدھیں ان پر اتر رہی ہیں یہ سن کر یزید (منافقانہ طور پر) آبدیدہ ہوگیا اور منافقانہ طور پر کہا کہ تمہاری اطاعت سے اس وقت خوش ہوتا جبکہ تم نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کیا ہوگا خدا ابن سمیہ (ابن زیاد) پر لعنت کرے واللہ اگر میں ہوتا تو حسینؑ کو معاف کر دیتا خدا حسین پر رحم کرے زحر کو کوئی انعام نہ دیا۔

دوسری روایت:۔ ابن اثیر صفحہ ۳۵ جلد ۴ میں ہے۔ شمر ذی الجوشن اور محضر بن ثعلبہ نے دروازے پر کھڑے ہو کر باآواز بلند کہا ہم امیر المومنین کی خدمت میں سب سے زیادہ بے وقوف اور بدترین شخص کا سر لے کر آئے ہیں (معاذ اللہ) یزید نے یہ سن کر کہ محضر کی بات نے اس سے زیادہ بے وقوف اور بدترین بیٹا نہیں جنا۔ لیکن وہ قاطع اور ظالم ہے پھر وہ اندر داخل ہوئے اور سر انور کو یزید کے آگے رکھ کر سارا واقعہ کربلا بیان کیا۔ یہ سارا واقعہ یزید کی بیوی ہند بنت عبداللہ بن عامر نے بھی سنا وہ چادر اوڑھ

Marfat.com

کر باہر آئی یزید نے اپنی بیوی کو حسین پر ماتم کرنے کا حکم دیا سو اس نے ماتم کیا۔ پہلا ماتم یزید کے گھر ہوا۔

پھر یزید نے دربار لگایا اور عوام وخواص کو اندر آنے کی اجازت دی۔ لوگ اندر داخل ہوئے سرانور یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کو وہ آپ کے لب و دندان مبارک پر مارتا تھا اور کہتا تھا اب تو ان کی اور ہماری مثال ایسی ہے جیسا کہ حصین ابن الحمار نے کہا ہے: ترجمہ:۔

یعنی ہماری قوم نے تو انصاف کرنے سے انکار کرنا تھا پس ان تلواروں نے انصاف کردیا جو ہمارے دائیں ہاتھ میں تھیں جن سے خون ٹپکتا ہے وہ ایسے لوگوں کی کھوپڑیاں توڑتی ہیں جو ہم پر غالب تھے اور وہ نہایت نافرمان اور ظالم تھے۔

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے یزید تو اپنی چھڑی حضرت امام پاک کے دانتوں پر اس جگہ مار رہا ہے جس جگہ کو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ چوسا کرتے تھے بیشک اے یزید کل قیامت کے دن جب تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا اور یہ حسین آئیں گے تو ان کے شفیع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں گے۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلے گئے یزید پلید نے امام پاک کے سرانور سے مخاطب ہوکر کہا اے حسین خدا کی قسم اگر میں تمہارے ساتھ ہوتا تو تمہیں قتل نہ کرتا پھر یزید نے حاضرین سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ ان کا یہ انجام کیوں ہوا؟ اس لئے کہ یہ کہتے تھے کہ ان کے باپ علی رضی اللہ عنہ میرے باپ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا میری ماں سے اور ان کے جد امجد محمد رسول اللہ ﷺ میرے جد سے بہتر تھے۔ لہٰذا یہ خلافت کے مجھ سے زیادہ مستحق تھے۔ ان کے اس قول کا جواب کہ ان کے باپ سے

Marfat.com

بہتر تھے یہ ہے کہ ان کے باپ اور میرے باپ نے خدا سے محاکمہ چاہا اور لوگ جانتے ہیں کہ خدا نے کس کے حق میں فیصلہ دیا ان کا یہ کہنا کہ ان کی ماں میری ماں سے بہتر تھیں تو مجھے میری ماں کی قسم بلاشبہ وہ میری ماں سے بہتر تھیں اور ان کا یہ قول کہ ان کے جد امجد رسول اللہ ﷺ میرے دادا سے بہتر تھے تو میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی مسلمان جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ ہم سے کسی کو بھی رسول اللہ ﷺ کے برابر اور ہمسر نہیں ٹھہرائے گا۔ لیکن ان پر جو یہ مصیبت آئی وہ ان کے نہ سمجھنے کی وجہ سے آئی پھر یہ آیت پڑھی قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اس کے بعد اسیران اہل بیت باپردہ اس کے سامنے پیش کیے گئے حضرت امام پاک کا سر انور اس کے سامنے ہی رکھا ہوا تھا جب امام پاک کی بیٹیوں نے سر انور کو دیکھا تو ان کی آہیں نکل گئیں۔ (ابن اثیر صفحہ ۳۵ جلد ۴)

تیسری روایت:۔ صواعق محرقہ صفحہ ۲۱۸ میں ہے جب سر انور یزید پلید کے پاس لا کر اس کے آگے رکھا گیا تو وہ خوش ہوا اس نے اہل شام کو جمع کیا اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس سے سر انور کو الٹ پلٹ کرتا تھا اور ابن ۔۔۔۔ کے اشعار پڑھتا تھا جن کا ترجمہ یہ ہے: اے کاش! آج میرے بزرگ جو غزوۂ بدر میں مارے گئے تھے (ابوجہل وغیرہ) زندہ موجود ہوتے تو دیکھتے کہ بیشک میں نے ان سے دوگنے ان کے اشراف کو قتل کر کے بدلہ لیا اور معاملہ برابر برابر کر دیا۔

(صواعق المحرقہ صفحہ ۲۱۸۔ البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹۲ جلد ہشتم، ابن عساکر)

Marfat.com

علامہ ابن حجر مکی اور شعبی نے فرمایا: یزید نے دوشعر اس میں اور بڑھائے جو یزید کے صریح کفر پر مشتمل ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے: بنی ہاشم ملک سے کھیلتے رہے تو نہ کوئی آسمانی خبر ان کے پاس آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی۔ (معاذ اللہ) میں عتبہ کی اولاد سے نہ ہوتا اگر میں اولادِ احمد ﷺ سے اس کا بدلہ نہ لیتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۸)

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوا کہ یزید پلید مطلقاً کافر تھا۔ (نیز مجددی)

چوتھی روایت:۔ جب یزید کے سامنے حضرت امام پاک اور ان کے اہل بیت وانصار کے سر رکھے گئے تو اس نے حصین ابن الحمام کے دوشعر پڑھے جن کا ترجمہ دوسری روایت میں لکھا جاچکا ہے۔ تو اس وقت مروان کا بھائی یحیٰ بن حکم یزید کے پاس موجود تھا اس نے دوشعر کہے جنکا ترجمہ یہ ہے: وہ لشکر جو زمین طن کے پہلو میں قتل کیا گیا ہے وہ زیادہ قرابت دار ہیں ابن زیاد جیسے کمینہ غلام اور کھوٹے نسب والے سے سمیہ کی نسل تو سنگ ریزوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوگئی لیکن آلِ مصطفیٰ ﷺ میں سے آج کوئی باقی نہیں رہا۔ یزید نے یہ سن کر یحیٰ بن حکم کے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا خاموش

(طبری صفحہ ۲۶۵ جلد ۶، البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹۲ جلد ۸، ابن اثیر صفحہ ۳۷ جلد ۴)

راقم الحروف نیر مروان کے بھائی یحیٰ کی بکواس کے جواب میں کہتا ہے اس وقت سمیہ وابن زیاد کی نسل کا نام ونشان تک مٹ گیا ہے آلِ مصطفیٰ ﷺ دنیا بھر میں ہر جگہ موجود ہے خدا کا وعدہ سچا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کوثر کا ایک معنی اولادِ رسول بھی ہے پھر یزید کے سامنے امام العابدین خواتین باپردہ اور اطفال اہل بیت کو بحالت اسیری

Marfat.com

وشکستہ حالی پیش کیا گیا یزید نے امام زین العابدین سے پوچھا تم سے کیا سلوک کیا جائے؟ آپ نے فرمایا اگر اس طرح ہم حضور علیہ السلام اپنے نانا جان کے سامنے پیش ہوتے تو حضور ہم سے کیا سلوک کرتے۔ یزید نے حکم دیا کہ ان کی زنجیریں کھول دو سیدنا زینب نے پردے کی حالت میں فرمایا: تو میرے نانا کے امتی ہونے کا دعوی کرتا ہے اور میرے ہی نانا کا کلمہ پڑھتا ہے میرے جد امجد اور میرے باپ اور میرے بھائی کے دین ہی سے تو نے اور تیرے باپ دادا نے ہدایت پائی ہے یزید نے کہا او دشمن خدا تو جھوٹ بکتی ہے سیدہ نے فرمایا تو اپنی ظالمانہ بادشی کی وجہ سے ناحق سختی اور بدزبانی کرتا ہے یزید اس پر شرما کر خاموش ہو گیا۔

(ابن اثیر صفحہ ۳۵ جلد ۴، طبری صفحہ ۲۹۵ جلد ۶

البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹۴ جلد ۸، تہذیب التہذیب صفحہ ۳۵۴ جلد ۲)

فائدہ: راقم الحروف نیر کہتا ہے یزید پلید کا یہ قول اس کے صریح کفر پر دلالت کرتا ہے امام احمد بن حنبل نے یزید کی اس بکواس کی وجہ سے اس پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

پانچویں روایت:۔ جب حضرت امام کا سر انور یزید کے پاس پہنچا تو وہ خوش ہوا اور اس کے نزدیک ابن زیاد کی قدر و منزل بہت بڑھ گئی اس لئے اس کو انعام واکرام سے نوازا مگر تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ نادم ہوا کیونکہ اس کو معلوم ہو گیا کہ لوگوں کے دلوں میں میرا بغض اور عداوت پیدا ہو گئی ہے اور لوگ مجھے لعن طعن اور سب وشتم کرنے لگے ہیں پھر وہ ابن زیادہ کو گالیاں دینے لگا خدا کی لعنت ہو ابن مرجانہ پر اس نے حسین کو قتل کر کے مسلمانوں کے دلوں میں میرے بغض وعداوت کا بیج بو دیا اور

Marfat.com

ہر نیک و بد آدمی قتل حسین کی وجہ سے میرا دشمن بن گیا۔ خدا ابن زیاد پر لعنت کرے اور اس پر اپنا غضب نازل کرے۔

(ابن اثیر صفحہ ۳۶ جلد ۴)

جب ابن زیاد نے حضرت امام حسین کو بمعہ ان کے رفقاء کے قتل کر دیا تھا اور ان کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا تو یزید امام کے قتل سے اولاً تو خوش ہوا اور اس کی وجہ سے ابن زیاد کی قدر و منزلت ان کے نزدیک زیادہ ہو گئی مگر وہ اس خوشی پر زیادہ دیر تک قائم نہ رہا حتی کہ پھر نادم ہوا۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۴۲ جلد ۸)

بیشک یزید نے ابن زیاد پر اس کے فعل کی وجہ سے لعنت تو کی اور اس کو برا بھلا بھی کہا اس وجہ سے کہ کہ آئندہ جب حقیقت ظاہر ہو گی اور بات کھلے گی تو پھر کیا ہو گا۔ لیکن نہ تو اس نے ابن زیاد کو اس ناپاک حرکت پر معزول کیا اور نہ بعد میں اسے کچھ کہا اور کسی کو بھیج کر اس کا یہ شرمناک عیب اس کو جتایا۔ یعنی کوئی ملامت نہ کی۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۰۳ جلد ۸)

نتیجہ:۔ ان روایات میں ادنی سا غور کرنے سے جو نتیجہ سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ بلاشبہ یزید نے ابن زیاد پر لعنت اور سب و شتم کیا اور قتل امام پر اظہار افسوس بھی کیا لیکن اس وجہ سے نہیں کہ اس کے نزدیک قتل امام ناجائز اور بہت بڑا ظلم تھا ورنہ اس پر لازم تھا کہ ابن زیاد اور قاتلان حسین سے مواخذہ کرتا اور ان کو اس ظلم کی سزا دیتا جب کہ اس نے ابن زیاد کو انعام واکرام سے نوازا۔ اس کے اظہار افسوس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھتا تھا کہ امام اور اہل بیت نبوت کے دیگر افراد کے ناحق قتل اور ان پر ظلم و ستم کا بدترین سیاہ داغ جو میری پیشانی پر لگ چکا ہے وہ کبھی زائل نہ ہو گا اور دنیائے اسلام قیامت تک مجھے ملامت کرتی رہے گی چنانچہ اس نے اپنی رسوائی کے خطرات کے

Marfat.com

پیشِ نظر صرف زبانی لعنت وغیرہ بھیجی اور ندامت وافسوس کا اظہار بھی کردیا جس کو رسمی یا سیاسی لعنت وندامت کہنا چاہیے۔

حقیقت یہی ہے اور روایات معتبرہ سے بھی یہی ثابت ہے کہ یزید پلید کا دامن کسی طرح بھی اس ظلم عظیم سے بری نہیں ہے اس واقعہ ہائلہ کا وہ محرک اور اس میں برابر کا شریک اور پورا ذمہ دار ہے۔ نیز شہادت کے بعد واقعہ حرہ کی لرزہ خیز داستان نے اس بدبخت کی بدبختی اور سیاہ بختی کا پردہ مزید چاک کر کے اس کی خباثت کو بے نقاب کردیا۔ (شام کربلا صفحہ ۲۳۱)

یزید کے حامیوں کا اعتراض:۔ ابن تیمیہ کے حوالہ سے یزیدیوں نے یزید کا چھڑی سے امام پاک کے دندان مبارک کو ٹھونکا دینا بالکل غلط اور جھوٹ بتایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ واقعہ ابن زیاد کا ہے غلط فہم راویوں نے اس کو یزید کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

جواب:۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ علامہ ابن کثیر جو خود مخالفین کے نزدیک نہایت معتبر، ثقہ، محدث، مفسر اور مورخ ہیں اور معترضین کے پیشوا ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں انہوں نے اس بارے میں تین روایتیں نقل کی ہیں۔

ا:۔ البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹۲ جلد ۸ میں لکھتے ہیں جب حضرت حسین کا سر اقدس یزید بن معاویہ کے آگے رکھا گیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے وہ آپ کے سامنے دانتوں میں ٹھونکا دیتا تھا پھر اس نے کہا بیشک اس کی اور ہماری مثال ایسی ہے جیسا کہ حصین ابن الحمام المری نے کہا کہ ہماری تلواریں ایسے لوگوں کی کھوپڑیاں توڑتی

Marfat.com

ہیں جو ہم پر غالب تھے اور وہ نہات نافرمان اور ظالم تھے۔ حضرت ابو برزہ اسلمی (صحابی) نے فرمایا خدا کی قسم تو اپنی چھڑی ایسی جگہ پر مار رہا ہے جس جگہ کو میں نے رسول اللہ ﷺ کو چومتے ہوئے دیکھا ہے پھر فرمایا آگاہ ہو جا قیامت کے دن یہ حسین آئیں گے تو ان کے شفیع حضرت محمد ﷺ ہوں گے اور تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور وہاں سے چلے گئے۔

۲:۔ اسی روایت کو انہوں نے دوسری سند سے حضرت جعفر سے روایت کیا ہے:

۳:۔ اور اسی روایت کو انہوں نے تیسری سند سے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے یہی روایت تاریخ طبری صفحہ ۲۶۷ جلد ۶ اور ابن اثیر صفحہ ۳۵ جلد ۴ اور صواعق محرقہ صفحہ ۷۹ میں بھی ہے۔

فائدہ: یاد رہے کہ ابن زیاد نے جب لکڑی دندان مبارک پر ماری تھی اس وقت وہاں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ موجود تھے جنہوں نے ابن زیاد کو اس فعل شنیع سے منع فرمایا۔ لیکن یزید نے جب یہ ناپاک حرکت کی تو اس کو خطاب کرنے والے حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔ صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۷، سعادۃ الکونین صفحہ ۱۲۷ میں ہے امام ابن حجر مکی روایت نقل فرماتے ہیں اور جب یزید نے حضرت امام حسین کے سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کی جیسا کہ گزرا تو اس وقت یزید کے پاس قیصر روم کا سفیر بھی موجود تھا اس نے متعجب ہو کر کہا کہ ہمارے ہاں ایک جزیرہ کے گرجہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کھر کا نشان ابھی تک محفوظ ہے سو ہم ہر سال ہدیے نذرانے اور تحفے لے کر زیارت کو جاتے ہیں اور اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہیں جس طرح تم لوگ اپنے کعبہ کی تعظیم کرتے ہو۔ بلاشبہ تم لوگ جھوٹے ہو اور بے

Marfat.com

ہودہ ہو۔ اسی طرح اس وقت وہاں ایک ذمی (یہودی) بھی موجود تھا اس نے کہا میرے اور داؤد علیہ السلام کے درمیان ستر پشتیں گزر چکی ہیں۔ (یعنی میں ان کی اولاد میں سے ہوں) لیکن اب تک یہودی میری تعظیم اور میرا احترام کرتے ہیں اور تم نے اپنے نبی کے فرزند کو کس طرح بے دریغ قتل کر دیا اس کے بعد یزید پلید نے حکم دیا کہ سروں کو تین روز تک دمشق میں پھراؤ اور شہر کے دروازوں پر لٹکاؤ چنانچہ منہال بن عمرو فرماتے ہیں خدا کی قسم جب امام حسین کے سر کو نیزے کے اوپر چڑھائے گلیوں بازاروں میں پھرایا جا رہا تھا تو میں اس وقت دمشق میں تھا میں نے بچشم خود دیکھا کہ سر مبارک کے سامنے ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویائی دی اس نے بہ زبان فصیح کہا اصحاب کہف کے واقعہ سے میرا قتل اور میرے سر کو لئے پھرنا عجیب تر ہے۔

(شرح الصدور صفحہ ۸۸، سر الشہادتین صفحہ ۳۵، نور الابصار صفحہ ۱۴۹)

بیشک حضرت امام کے سر انور کا جسم سے جدا ہونے کے کافی عرصہ بعد بولنا اس واقعہ سے عجیب تر ہے۔

علامہ حافظ امام ابی الخطاب ابن دحیہ نقل فرماتے ہیں کہ جب یزید پلید نے حضرت امام حسین کا سر انور دمشق میں لٹکوایا تو حضرت خالد بن غفراء کہ افاضل تابعین میں سے تھے انہوں نے اپنے آپ کو چھپالیا اور ایک ماہ تک باہر نہ نکلے ایک ماہ کے بعد جب باہر نکلے تو لوگوں نے ان سے اس عزلت کا سبب پوچھا انہوں نے فرمایا دیکھتے نہیں ہو یہ کیسا دور ہے پھر انہوں نے چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

Marfat.com

اے محمد علیہ السلام کی پاک بیٹی کے پاک فرزند آہ یہ لوگ تمہارے سر انور کو خون آلودہ لائے اے نواسہ رسول ﷺ انہوں نے آپ کو قتل کر کے گویا اعلانیہ طور پر رسول اللہ ﷺ کو قتل کیا ان ظالموں نے آپ کو سخت پیاس کی حالت میں قتل کیا اور یہ تدبر نہیں کیا کہ آپ کے قتل سے قرآن اور اس کے علوم جاتے رہیں گے۔ یہ بدبخت آپ کو قتل کر کے فخر و غرور میں مبتلا ہیں حالانکہ انہوں نے آپ کے ساتھ تکبر تسلیل کا خاتمہ کر دیا یعنی سرمایہ اسلام ختم ہو گیا۔

(مرج البحرین فی فوائد المشر قین والمغربین، البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹۸ جلد ۸ مختصراً)

پہلا ماتم یزید کے گھر ہوا

اس کے بعد یزید کے حکم سے پہلے تو ان ستم رسیدہ افراد کو ایک الگ مکان میں رکھا گیا بعد میں یزید نے اہل بیت کی عورتوں کو خاص اپنے گھر میں بلا لیا اور اپنے گھر کی عورتوں سے کہا کہ ان سے افسوس اور اظہار ہمدردی کرو چنانچہ جب اہل بیت کی بیبیاں نہایت ابتر حالت میں یزید کے گھر آئیں تو یزید کے گھرانے کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جو ان سے ملنے نہ آئی ہو اور اس نے ان کی حالت زار پر ماتم نہ کیا ہو چنانچہ تین دن تک یزید کے گھر میں نوحہ اور ماتم بپا رہا۔ (شام کربلا صفحہ ۲۳۵)

یزید کی ندامت

کوفی شامی وحشیوں نے اہل بیت اطہار کا سب ساز و سامان لوٹ لیا تھا مگر پردے کی چادریں محفوظ رہیں اور ابن سعد کے حکم کے باوجود کسی نے کوئی چیز بھی واپس نہ کی یزید نے فرط ندامت اور ہر طرف سے لعن طعن اور نفرت کی وجہ سے اس کی پوری پوری تلافی

Marfat.com

کی اور تمام عورتوں کا جس قدر مال و متاع لوٹ لیا تھا اس سے دو گنا بہ صد اصرار دیا۔ یزید کے اس سلوک پر حضرت سکینہ بنت حسین کہا کرتی تھیں: میں نے کسی کافر کو یزید (کافر) سے بہتر نہیں دیکھا یزید صبح شام کھانے کے وقت حضرت زین العابدین کو بلا لیا کرتا تھا ان کے ساتھ عمرو بن حسین بھی تھے جو بہت کم سن تھے یزید نے کہا اے عمرو بن حسین تم میرے بیٹے خالد سے لڑو گے؟ ابن حسین نے کہا یوں نہیں ہاں ایک چھڑی مجھے دے اور ایک چھڑی اس کو دے دو پھر میں اس سے لڑوں گا۔ یزید نے اس کو پکڑ کر اپنے ساتھ چمٹا لیا اور بکواس کی آخر طینت کیسے بدل سکتی ہے سانپ کا بچہ سپولیے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ (ابن اثیر صفحہ ۳۶ جلد ۴، طبری صفحہ ۲۶۵ جلد ۶)

اہل بیت کی مدینہ منورہ واپسی

پھر یزید پلید نے اہل بیت رسول ﷺ کو مدینہ منورہ بھجوانے سے پہلے حضرت امام زین العابدین کو بلایا اور (منافقانہ طور پر) کہا خدا ابن زیاد پر لعنت کرے واللہ اگر میں ہوتا تو حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہ ہونے دیتا جو کچھ وہ کہتے میں مان لیتا۔ خواہ اس میں میرا نقصان ہی ہوتا لیکن خدا کو یہ منظور تھا جو تم نے دیکھا بہر حال تمہیں کسی قسم کی ضرورت پیش آئے تو مجھے لکھ دینا۔ پھر یزید پلید نے حضرت نعمان بن بشیر کو بلا کر کہا کہ ان کو ضروری سامان سفر اور شریف قسم کے حفاظتی دستہ کے ساتھ بحفاظت تمام مدینہ منورہ پہنچا دو۔ انہوں نے اس خدمت کو بہ طیب خاطر قبول کیا اور بڑے ادب واحترام اور انتہائی آرام کے ساتھ مدینہ پہنچایا۔ مخدرات اہل بیت کے پاکیزہ قلوب ان کے اس شریفانہ سلوک اور حسن خدمت سے بہت متاثر ہوئے اور چاہا کہ حسن سلوک کا ان

Marfat.com

کو کچھ صلہ دیا جائے چنانچہ حضرت زینب اور حضرت فاطمہ نے سونے کے وہ زیورات جوان کو یزید نے ان کے زیوارت کے بدلے میں دیئے تھے ان کے پاس بھیجے اور زبانی کہلا بھیجا کہ اس وقت ہم معذور ہیں ہمارے پاس ان کے سوا اور کچھ نہیں یہ تمہارے حسنِ سلوک کا شکرانہ اور صلہ ہے۔ اس کو قبول کرلو۔ حضرت نعمان بن بشیر نے زیورات ان کو واپس کردیئے اور کہا خدا کی قسم ہم نے دنیاوی منفعت کے لئے یہ خدمت نہیں کی بلکہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے اور تمہارے رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے کی ہے۔ (طبری صفحہ ۲۶۶، جلد ۶، ابن اثیر صفحہ ۳۶ جلد ۴)

کربلا سے گزر:۔ علامہ اسحاق اسفرائینی اپنی کتاب نور العین فی شہد الحسین میں لکھتے ہیں کہ جب قافلہ دمشق سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوا تو راستہ میں اہل بیت رسول نے حضرت نعمان سے کہا کہ ہماری آرزو ہے کہ ہمیں براستہ کربلا لے چلیں تاکہ ہم دیکھیں کہ ہمارے عزیزوں کی لاشیں اسی طرح بے گوروکفن پڑی ہیں یا کسی نے دفن کردیں۔ انہوں نے یہ بات مان لی۔ چنانچہ یہ قافلہ ماہ صفر کی بیس کو کربلا پہنچا اس دن حضرت امام کی شہادت کو چالیس روز گزر چکے تھے جب ان بیبیوں نے پھر اسی مقام کو دیکھا جہاں ان کو پانی کی ایک ایک بوند کے لئے ترسایا گیا تھا جہاں چمن زہرا کو اجاڑا گیا تھا جہاں گلشن رسالت کے لہلاتے ہوئے پھولوں کو تیروں سے چھلنی کیا گیا تھا جہاں راکب دوش رسول اللہ ﷺ کو زخموں سے چور چور کر کے گھوڑے سے گرا کر خاک وخون میں تڑپایا گیا تھا فرزند رسول کے مقدس جسم کو گھوڑوں کے ٹاپوں سے پامال کیا گیا تھا ایک ایک کر کے وہ جاں گسل اور روفرسا مناظر آنکھوں کے سامنے

Marfat.com

آ گئے بے اختیار سب کی ہچکیاں بندھ گئیں سیدہ زینب فرمارہی تھیں یہاں ہمارے خیمے تھے یہاں ہمارے جانور باندھے گئے تھے یہاں ہمارے اونٹوں کے کجاوے رکھے گئے تھے پھر بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا یہاں بھائی عباس کٹے پھٹے لیٹے تھے یہاں میرا علی اکبر خاک وخون میں آلودہ ہوگیا تھا یہاں میرا ننھا علی اصغر میرا قسم میرے عون و محمد کے بے سر جسم پڑے تھے اور پھر اپنے پیارے بھائی سیدنا امام حسین کا نام لیتے ہی آنکھوں سے ساون کی جھڑی لگ گئی۔ امام کی قبر انور پر اپنا منہ رکھ کے سیدہ نے سلام کیا اور اس درد سے روئیں کہ روتے روتے بے حال ہوگئیں سب قافلے والوں کے رونے سے ایک قیامت قائم ہوگئی تھی۔ بیبیوں نے اپنے عزیزوں اور سید الشہداء کی قبروں پر جن الفاظ میں اپنے قلبی جذبات کا اظہار کیا ہوگا ہوکون بیان کرسکتا ہے ایک رات ان سب نے وہاں فاتحہ خوانی اور ذکر و تلاوت میں گزاری بوقت رخصت سیدہ زینب ایک بار پھر اپنے بھائی کی مزار پر آئیں اور سلام ودعا پڑھا۔

تذکروں میں لکھا ہے کہ کربلا کے قرب وجوار سے بہت سے لوگ بیس صفر کو مرقدِ امام پر جمع تھے کیونکہ چہلم کی فاتحہ کا موقعہ تھا ان لوگوں نے وہاں حلیم کی مثل کھانا تیار کر کے سب کو کھلایا اور اہل بیت رسول سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔

مدینہ منورہ میں واقعہ ہائلہ کربلا کی خبریں پہنچ چکی تھیں اور جب یہ ستم رسیدہ قافلہ شہر میں داخل ہوا تو اس قافلہ کو دیکھنے کے لئے تمام اہل مدینہ اور بالخصوص ام المومنین ام سلمہ اور امام عالی مقام کے بھائی محمد بن حنفیہ اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ حضرت ام لقمان بنت عقیل بن ابی طالب اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ روتی ہوئی نکلیں اور کہتی تھیں لوگو! کیا جواب دو گے جب حضور علیہ السلام تم سے پوچھیں گے کہ تم نے

Marfat.com

نبی آخر الزماں ﷺ کی آخری امت ہو کر میری عترت اور میرے اہل بیت کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا ان میں سے کچھ قیدی بنائے اور کچھ خاک وخون میں تڑپائے۔ کیا میرے وعظ ونصیحت کی یہی جزا تھی کہ میری قرابت کے ساتھ برائی کرو۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۹۸ جلد ۸، تاریخ طبری صفحہ ۲۶۸ جلد ۶، نور الابصار صفحہ ۲۰۲)

ام المومنین حضرت ام سلمہ نے فرمایا جن لوگوں نے اولادِ رسول ﷺ کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے اور ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ ام المومنین ام سلمہ، سیدہ زینب اور دوسری عورتوں سے مل کر اس قدر روئیں کہ بے ہوش ہو گئیں سب نے گھروں میں جانے کو کہا۔ سیدنا زین العابدین نے فرمایا بابا جان کی وصیت تھی کہ جب بھی مدینہ پہنچو سب سے پہلے نانا جان کے روضہ اقدس پر جانا۔ چنانچہ یہ قافلہ سیدھا روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا۔ حضرت زین العابدین جو ابھی تک خاموش تھے اور صبر ورضا کا پیکر بنے ہوئے تھے جونہی ان کی نظر مزار مقدس پر پڑی اور ابھی اتنا ہی کہا تھا نانا جان اپنے نواسے حسین کا سلام قبول کیجئے کہ وہ بے خود ہو گئے اور وہ اس درد کے ساتھ روئے اور آنکھوں دیکھے حالات بیان کرنے شروع کئے کہ قیامت قائم ہو گئی انہوں نے کہا نانا جان جسے کندھوں پر بٹھاتے تھے جسے پھولوں کی طرح سونگھتے تھے جس بوسے دیتے تھے ظالم یزیدیوں نے اسے تلواروں، نیزوں اور تیروں سے چھلنی کیا اس کا سر جسم سے جدا کیا نانا جان آپ کے نام نہاد امتیوں نے آپ کی اولاد کو انتہائی بے کسی کی حالت میں بھوکا پیاسا شہید کیا ہمارا مال اسباب سب لوٹ لیا۔ مجھے بھی قتل کرنے کی کوشش کی تاکہ آپ کی نسل منقطع ہو جائے میرے ہاتھوں پیروں اور گردن میں طوق ڈالے۔ شہداء کے سروں کو نیزوں کے اوپر

Marfat.com

چڑھا کر گلی کوچوں میں پھرایا۔ ہمیں ابن مرجانہ اور یزید کے سامنے بھرے دربار میں کھڑا کیا۔ آپ کی آل کی سخت ہتک اور تذلیل کی گئی۔ ہم بے یارومددگار شکستہ غم زدہ حالت میں سب کچھ لٹا کے آئے ہیں وہاں سے یہ لوگ خاتون جنت چوتھی دختر رسول مادر حسین سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی قبراطہر پر جنت البقیع شریف میں گئے اور وہاں بھی حال غم کہا پھر یہ لوگ اپنے گھروں میں آئے۔ عبدالملک بن ابی الحارث السلمی کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے ہرگز ایسا رونا (آنکھوں سے آنسو بہانا) نہیں سنا جیسا اس دن بنی ہاشم کی عورتیں اپنے گھروں میں حسین پر روئیں۔ (طبری صفحہ ۲۶۸ جلد ۶) کیونکہ رونا رحمت ہے اور جزع فزع اور ماتم حرام ہے یہ ماتم کوفیوں اور یزیدیوں کا طریقہ ہے۔

سیدہ زینب کے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کو جب ان کے دونوں فرزندوں کی شہادت کی خبر ملی تو ان کے بعض غلام اور احباب تعزیت کے لئے آئے ان کے ایک آزاد کردہ غلام ابواللساس نے کہا یہ مصیبت ہم پر حسین نے ڈالی حضرت عبداللہ نے ایک جوتا کھینچ کر اس کو مارا اور کہا او بدذات کے بچے تو حسین کی نسبت ایسا کلمہ کہتا ہے خدا کی قسم اگر میں بھی وہاں ہوتا تو میں بھی اپنی جان ان پر فدا کرتا میں اپنے دونوں فرزندوں کی مصیبت کو مصیبت نہیں سمجھتا۔ انہوں نے میرے بھائی میرے ابن عم کی رفاقت میں صبرو رضا کے ساتھ اپنی جانیں قربان کیں خدا کا شکر ہے کہ اس نے شہادت حسین اور غم حسین میں ہمیں بھی شریک کیا اگر ان کی نصرت وحمایت میرے ہاتھ سے نہ ہوئی تو میرے بچوں سے تو ہوئی۔

(طبری صفحہ ۲۶۸، کامل ابن اثیر صفحہ ۳۷ جلد ۴)

Marfat.com

امام زین العابدین کی حالت

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین کی واقعہ کربلا کے بعد یہ کیفیت و حالت رہی کہ آپ دن کو روزہ رکھتے اور ساری رات عبادت کرتے جب افطار کے وقت کھانا پانی سامنے آتا تو فرماتے کہ میرے باپ اور بھائی بھوکے پیاسے شہید ہوئے افسوس یہ کھانا پانی ان کو نہ ملا اور رونے لگتے یہاں تک کہ بہ مشکل چند لقمے کھاتے اور چند گھونٹ پانی پیتے ان میں بھی آپ کے آنسو مل جاتے۔ آنکھوں سے کربلا کا تصور اور دل سے باپ بھائیوں کی یاد کبھی محو نہ ہوئی۔ عمر بھر آنکھیں اشکبار رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر کسی نبی کے فرزند نے حضرت امام حسین اور حضرت امام زین العابدین کا سا صدمہ نہیں اٹھایا۔ یہ انہیں کا صبر واستقلال تھا جو خاص عطائے خداوندی تھا کسی باہمت کا ذکر ہی کیا۔ اس واقعہ جانکاہ اور صدمہ جاں فرسا کے پوری طرح بیان کی زبان وقلم میں تاب نہیں۔

اسیران کربلا: ۔ ا:۔ حضرت امام زین العابدین ۔۲:۔ حضرت عمر بن حسین ۔ امام حسین کے فرزند ۔۳:۔ حضرت محمد بن عمر بن علی (امام کے بھتیجے) ۵،۴:۔ حضرت فاطمہ وسکینہ ۔ (امام کی صاحبزادیاں) ۷،۶:۔ سیدہ زینب ، ام کلثوم (امام کی بہنیں) ۸:۔ شہر بانو بنت یزدِ جرد شاہ ایران فاروق اعظم کا غنیمت کا مال اور امام کی بیوی اور امام زین العابدین کی والدہ ۔۹:۔ سیدہ رباب (بیوی) سکینہ کی والدہ ۔ واقعہ کربلا کے بعد سیدہ رباب ایک برس زندہ رہیں اس مدت میں کبھی سایہ میں نہیں بیٹھیں۔

(نور الابصار صفحہ ۱۹۲)

Marfat.com

بعض مورخین کہتے ہیں کہ یہ سال بھر کربلا میں رہیں پھر مدینہ منورہ تشریف لائیں اور امام کے فراق میں رو رو کر فوت ہوگئیں۔

یزیدی مقتولین کی تعداد

اگر چہ طبری اور ابن اثیر نے ان کی تعداد اٹھاسی لکھی ہے لیکن یہ روایت بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ مختصر طبری میں نہایت وثوق کے ساتھ لکھا ہے کہ مخالفین کے سینکڑوں قتل ہوئے ایک حضرت حر ہی نے پہلے حملہ میں چالیس یزیدیوں کو فی النار کیا اسی طرح دوسرے ہاشمی جوانوں اور فاتح خیبر کے شیر دل بہادروں اور مظہرِ ہمت جرأتِ رسول راکب دوش پیغمبر ﷺ حضرت امام حسین نے سینکڑوں ملعونوں کو واصل جہنم کیا۔ واللہ و رسولہ اعلم

واقعہ کربلا کے بعد یزید کا کردار

حضرت امام کی شہادت کے بعد بھی یزید نے کوئی اچھا کام نہیں کیا بلکہ اس کی شقاعت و بدبختی اور قساوت ذلت قلبی اس قدر زیادہ ہوگئی اور اس نے وہ گل کھلائے اور سیاہ کارنامے سرانجام دیئے جس سے انسانیت شرم سے پسینہ پسینہ ہوجاتی ہے اس کے عہد میں اعلانیہ طور پر بدکاریاں ہونے لگیں۔ چنانچہ حرام کاری یعنی زنا ولواطت محرمات سے نکاح، سود اور شراب خوری عام ہوگئی۔ (العیاذ باللہ) اسی وجہ سے لوگ خصوصاً اہل حجاز اس کے سخت مخالف ہوگئے اور انہوں نے اس کی بدکاریوں کی وجہ سے اس کی بیعت توڑ دی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم ہم لوگوں نے یزید کی بیعت اس وقت توڑ دی جبکہ ہمیں یہ

Marfat.com

خوف ہوا کہ کہیں اس کی بدکاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں۔ بلاشبہ وہ ماؤں بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنا، شراب پیتا اور نماز نہیں پڑھتا تھا۔

(تاریخ الخلفاء، صواعق محرقہ)

جب یزید نے دیکھا کہ اہل حرمین میرے سخت خلاف ہو گئے اور میری بیعت سے خارج ہو گئے ہیں اور ان کا خروج دوسرے علاقوں کے لوگوں کے خروج کا باعث بنے گا کیونکہ حرمین اسلام کا مرکز اور دل ہیں اور اس طرح میرا اقتدار خطرے میں پڑ جائے گا تو اس نے مسلم بن عقبہ کو بیس ہزار کا لشکر گراں دے کر مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ اس بدبخت لشکر نے مدینہ منورہ میں وہ طوفان بدتمیزی برپا کیا جس کے تصور سے روح تڑپ اٹھتی ہے۔ ساکنین مدینہ منورہ اور ہمسایہ گانِ رسول اللہ ﷺ پر مظالم کی انتہا کر دی۔ قتل و غارت، لوٹ مار اور آبرریزی کی وہ گرم بازاری ہوئی کہ توبہ توبہ۔ اہل حرم سے یزید کی غلامی پر بہ جبر بیعت لی کہ چاہے بیچے چاہے آزاد کرے جو کہتا کہ میں خدا اور رسول کے حکم پر کتاب و سنت کی اطاعت پر بیعت کرتا ہوں اس کو شہید کرتے۔ چنانچہ بہت سے لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو نہیں بھاگے ان میں سے سترہ سو مہاجرین و انصار، صحابہ کبار، تابعین اور سات سو حافظ قرآن اور چھوٹے بڑے اور مستورات سب ملا کر دس ہزار کے قریب شہید ہوئے۔ ان کے گھر لوٹ لئے ظالموں نے تین روز کے لئے مدینہ طیبہ کو مباح قرار دے کر حس بربریت اور درندگی کا مظاہرہ کیا اس کو تفصیلاً ذکر کرنا سخت ناگوار ہے۔ مدینہ طیبہ کی رہنے والی پاک دامن عورتوں کی عزت و آبرو کو لوٹا۔ حضرت ابو سعید خدری جلیل القدر صحابی کی داڑھی کے سب بال اکھاڑ دیئے اور ان کی سخت بے عزتی کی ان تین دنوں

Marfat.com

میں مسجد نبوی میں اذان و جماعت نہ ہوئی۔ حضرت سعید بن میتب تابعی مجنون بن کر مسجد نبوی میں حاضر رہے ظالموں نے ان کو بھی پکڑا اور مسلم بن عقبہ کے پاس لے گئے مسلم بن عقبہ نے کہا اس کی بھی گردن مارو۔ حضرت سعید دیوانوں کی سی حرکتیں کرنے لگے ایک شخص نے کہا یہ تو مجنوں ہے اس سے ان کو چھوڑ دیا۔

جذب القلوب، وفاء الوفا اور مشکوٰۃ شریف میں انہی سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان تین دنوں میں مسجد نبوی شریف میں میرے سوا کوئی نہ تھا اہل شام مسجد میں آتے اور مجھے دیکھ کر کہتے یہ بوڑھا دیوانہ یہاں کیا کر رہا ہے۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ نماز کے وقت روضہ مقدسہ سے برابر اذان و اقامت اور جماعت کے ہونے کی آواز سنتا تھا۔ چنانچہ میں نے تین دن کی نمازیں اسی جماعت کی اقتداء میں ادا کیں اور کوئی میرے ساتھ نہ ہوتا تھا۔

فائدہ: اس سے علماء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی مزار مقدس میں زندہ بحیات حقیقی و دنیوی ہیں۔ ایک نوجوان کو اس ابلیسی لشکر نے پکڑ لیا اس کی ماں نے مسلم بن عقبہ کے پاس آ کر فریاد کی اور اس کی رہائی کے لئے بہت منت سماجت کی۔ مسلم نے حکم دیا کہ اس کے لڑکے کو لاؤ۔ جب وہ آیا تو مسلم نے اس کی گردن مار کر اس کا سر اس کی ماں کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا کہ تو اپنے زندہ رہنے کو غنیمت نہیں سمجھتی کہ بیٹے کو لینے آئی ہے۔ جب مسلم بن عقبہ ملعون نے اہل مدینہ کو یزید پلید کی بیعت کی بطریق مذکور دعوت دی تو کچھ لوگوں نے جان و مال کے خوف سے بیعت کر لی۔ ایک شخص قبیلہ قریش سے تھا اس نے بوقت بیعت کہا کہ میں نے بیعت کی مگر اطاعت پر معصیت پر نہیں مسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا جب اس کو قتل

Marfat.com

کر دیا گیا تو اس مقتول کی ماں ام یزید بن عبداللہ بن ربیعہ نے قسم کھائی اگر میں قدرت پاؤں گی تو اس ظالم مسلم کو ضرور زندہ یا مردہ جلاؤں گی چنانچہ جب اس ظالم نے مدینہ منورہ میں قتل و غارت کے بعد اپنا روئے برمکہ مکرمہ کی طرف دیا تا کہ وہاں جا کر عبداللہ بن زبیر اور وہاں کے ان لوگوں کا بھی کام تمام کرے جو یزید کے خلاف ہیں تو اتفاقا راستہ میں اس پر فالج گرا اور وہ مر گیا اس کی جگہ یزید پلید کے حکم سے حصین بن نمیر تکونی قائد لشکر بنا مسلم کو انہوں نے وہیں دفن کر دیا جیسا یہ لشکر آگے بڑھ گیا تو اس عورت کو جس نے مسلم کو جلانے کی قسم کھائی تھی کو مسلم کے واصل جہنم ہونے کا پتہ چلا تو وہ چند آدمیوں کو ہاتھ لے کر اس ملعون کی قبر پر آئی تا کہ اس کو قبر سے نکال کر جلائے اور اپنی قسم پوری کر گئے جونہی قبر کھودی تو کیا دیکھا کہ ایک اژدھا اس کی گردن سے لپٹا ہوا اس کی ناک کی ہڈی پکڑے چوس رہا ہے یہ دیکھ کر سب کے سب ڈرے اور اس عورت سے کہا کہ خدا تعالی نے خود ہی اس کے اعمال کی سزا اس کو دے رہا ہے اب تو اس کو رہنے دے اس عورت نے کہا ہرگز نہیں خدا کی قسم! میں اپنے عہد اور قسم کو ضرور پورا کروں گی اور اس کو جلا کر اپنے دل کو ٹھنڈا کروں گی مجبور ہو کر سب نے کہا اچھا پھر اس کو پیروں کی طرف سے نکالنا چاہیے جب ادھر سے مٹی ہٹائی تو کیا دیکھا کہ اسی طرح پیروں کی طرف بھی ایک اژدھا لپٹا ہوا ہے پھر سب نے بس اس عورت سے کہا اب اس کو چھوڑ دے اس کیلئے یہی عذاب کافی ہے مگر اس عورت نے نہ مانا اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالی کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی الٰہی تو خوب جانتا ہے کہ اس ظالم پر میرا غصہ تیری رضا کے لئے ہے مجھے یہ قدرت دے کہ میں اپنی قسم پوری کروں اور اس کو جلاؤں یہ دعا کر کے اس نے ایک لکڑی سانپ کی دم پر ماری

Marfat.com

وہ بھی چلا گیا چنانچہ انہوں نے مسلم کی لاش کو قبر سے نکالا اور جلا دیا۔

اس مردود مسلم بن عقبہ نے قتل و غارت اور ہتکِ حرمتِ مدینہ میں اس قدر زیادتی اور اسراف کیا کہ اس کے بعد اس کا نام ہی مُسْرِف مشہور ہو گیا۔

احادیث مبارکہ کا ترجمہ:۔ ۱:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے کسی مسلمان کو اذیت پہنچائی تو درحقیقت اس نے مجھے اذیت پہنچائی جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے درحقیقت اللہ کو اذیت پہنچائی۔

(سراج منیر شرح جامع صغیر صفحہ ۲۸۰ جلد ۸)

۲:۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا: جس نے میرے ایک بال کو بھی اذیت پہنچائی اس نے حقیقت میں مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی ابونعیم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (سراج منیر شرح جامع صغیر ۲۷۹ جلد ۳)

۳:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (مسلم صفحہ ۴۴۵ جلد ۱)

۴:۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص بھی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اس کو دوزخ کی آگ میں ۔۔۔۔۔۔ کی طرح پگھلا دے گا۔

(مسلم شریف صفحہ ۴۴۱ جلد ۱)

۵:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو اہل مدینہ کو

Marfat.com

ڈرائے گا اللہ اس کو قیامت کے دن ڈرائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے۔ (صحیح ابن حبان، سراج منیر صفحہ ۲۸۸ جلد ۳)

۶:۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا: جو اہل مدینہ کو ظلم سے خوف زدہ کرے اللہ اس کو خوف زدہ کرے گا اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اس کی فرض عبادت قبول ہوگی نہ نفل۔ (وفاء الوفاء صفحہ ۳۲، جذب القلوب صفحہ ۳۲)

۷:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو اہل مدینہ کو اذیت دے گا اللہ اس کو اذیت دے گا اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے نہ اس کا فرض قبول ہوگا نہ نفل۔ (سراج منیر صفحہ ۲۸۰ جلد ۳)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ جو کسی مسلمان کو اذیت پہنچائے اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی خصوصاً جو اہل مدینہ کو ڈرائے اذیت پہنچائے بلکہ ان سے برائی کا ارادہ بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو نارِ جہنم میں پگھلا دے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اس کی کوئی عبادت اور نیکی قبول نہیں۔ یزید پلید اور اس کے اعوان وانصار نے اہل بیت نبوت اور اہل مدینہ منورہ کی وہ توہین وتذلیل کی اور ان کو ایسی تکلیف واذیت پہنچائی کہ اس کے تصور ہی سے روح تڑپ اٹھتی ہے لہٰذا بلاشبہ یزید اور اس کے اعوان وانصار مستحق لعنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا

(احزاب)

Marfat.com

ترجمہ:۔ بیشک جولوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت ابن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جبکہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تو حضور ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کون میری مدد کرتا ہے اس شخص کے بارے میں جس نے میری بیوی پر تہمت لگا کر مجھے اذیت پہنچائی۔ مقام غور ہے کہ جس نے حضور ﷺ کی اہلیہ محترمہ کو ستایا اس نے اللہ و رسول کو اذیت پہنچائی اور مستحق لعنت ہوا تو یزید پلید اور اس کے اعوان و انصار نے اہل بیت نبوت اور صحابہ اور تابعین اور اہل مدینہ کے ساتھ جو کچھ کیا وہ تو اس کے مقابلہ میں بہت ہی زیادہ ہے اور اس کے بعد مکہ مکرمہ میں جو کچھ ہوا وہ ملاحظہ فرمائیں۔

مکہ مکرمہ پر حملہ:۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں آ گئے وہ حرم کی پناہ میں سکون و اطمینان کی زندگی گزار رہے تھے۔ جب اہل حجاز یزید کی حرکاتِ بد کی وجہ سے اس سے سخت متنفر ہو گئے تھے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اہل مکہ کو جمع ہونے کی دعوت دی اور ان کے سامنے ایک موثر تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے: اہل عراق خصوصاً اہل کوفہ ایسے غدار اور بدکار اور بدترین ہیں کہ انہوں نے فرزند رسول ﷺ کو بلایا کہ ان کی نصرت و امداد کریں گے اور ان کو اپنا فرمانروا بنائیں گے مگر ان غداروں نے ایسا نہ کیا بلکہ وہ یزید کے ساتھ مل گئے اور پھر خود فرزند رسول سے لڑنے کے لئے میدان میں

Marfat.com

آ گئے۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دی دشمن کے انبوہِ کثیر کے سامنے گردنِ اطاعت نہ جھکائی خدا تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کے قاتلوں کو ذلیل کرے۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ ان لوگوں نے کیا ہے اس کے بعد کیا ہم ان لوگوں سے کسی طرح مطمئن ہو سکتے ہیں؟ اور ان کی اطاعت قبول کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔خدا کی قسم! بلاشبہ انہوں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو قائم اللیل اور صائم النہار تھا جو ان سے ان امور میں حکومت کا زیادہ حقدار تھا اور اپنے دین اور فضیلت و بزرگی میں ان سے بہت زیادہ بہتر تھا۔خدا کی قسم وہ قرآن کے بدلے گمراہی پھیلانے والا نہ تھا اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کے گریہ و بکا کی کوئی انتہا نہ تھی۔وہ روزوں کو شراب کے پینے سے نہیں بدل کرتا تھا اور نہ اس کی مجلس میں ذکرِ الٰہی کی بجائے شکاری کتوں کا ذکر ہوتا تھا۔(یہ باتیں ابن زبیر نے یزید کے متعلق کہیں تھیں پس عنقریب یہ یزیدی لوگ جہنم کی وادی غی میں جائیں)

(ابن اثیر صفحہ ۴۰ جلد ۴ طبری ۲۷۳ جلد ۶)

عبداللہ بن زبیر کی بیعت:۔اس تقریر کے بعد لوگ ان کی طرف دوڑے اور کہا کہ آپ اپنی بیعت کا اعلان کریں چنانچہ انہوں نے اعلان کر دیا۔مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے سب لوگوں سوائے دو آدمیوں کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔انہوں نے یزید کے تمام عاملوں کو مکہ و مدینہ سے نکال دیا اور حجاز مقدس سے یزید کو ان حالات کی خبر ہوئی تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا اس لشکر نے مدینہ منورہ میں جو کچھ کیا وہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

Marfat.com

اب اس لشکر شریر نے حُصین بن نُمیر کی قیادت میں مکہ مکرمہ پہنچ کر حملہ کیا اور چونسٹھ روز تک برابر مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر کے لوگوں کو قتل کرتے رہے اور منجنیقوں سے اس قدر سنگ باری کی کہ صحن کعبہ معظمہ کو پتھروں سے بھر دیا۔

انہوں نے کعبۃ اللہ پر منجنیقیں نصب کر دیں اور کعبہ پر سنگ باری کی یہاں تک کہ آگ لگ گئی اور کعبۃ اللہ کا غلاف اور دیواریں جل گئیں اور سنگ باری کرتے وقت شعر پڑھتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے:

یہ منجنیق مثل موٹے کف دار اونٹ کے ہے جس سے ہم اس مسجد کی دیواروں پر سنگ باری کر رہے ہیں چنانچہ اس سنگ باری سے مسجد الحرام کے ستون ٹوٹ گئے اور دیواریں شکستہ ہو گئیں۔

عمرو بن حوطۃ السدوسی شعر پڑھتا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

ذرا منجنیق کو دیکھو وہ کیسے صفا و مروہ کے درمیان لوگوں کو نشان بنا رہی ہے۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۵ جلد ۷، ابن اثیر صفحہ ۴۹ جلد ۴)

غرض ان بے دینوں لعینوں نے انتہائی بربریت اور درندگی کا مظاہرہ کیا۔ حرم شریف کے باشندے دو ماہ تک سخت مصیبت میں مبتلا رہے کعبہ معظمہ کئی روز تک بے لباس رہا اور اس کی چھت جل گئی دیواریں شکستہ ہو گئیں۔ یہ انتہائی شرم ناک والم ناک اور دل سوز واقعات ربیع الاول ۶۴ھ کے شروع میں ہوئے اور اس ماہ کے آخر میں جبکہ ابھی کعبہ میں جنگ جاری تھی بدبخت و بدنصیب یزید ملعون کے مرنے کی خبر آئی جونہی اس کی ہلاکت کی خبر آئی حضرت عبد اللہ بن زبیر نے بآواز بلند پکارا اے شامیو! تمہارا طاغوت (شیطان) ہلاک ہو گیا ہے۔ یزید کی موت کی خبر سے اہل شام کی ہمتیں ٹوٹ

Marfat.com

گئیں اور حوصلے پست ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھیوں کے حوصلے بلند ہو گئے چنانچہ وہ شامیوں پر ٹوٹ پڑے اور شامی لشکر خائب و خاسر ہو کر بھاگا اور اہل مکہ کو اس لشکر شریر کے ظلم و شر سے نجات ملی۔

یزید ملعون نے تقریباً ساڑھے تین برس تک حکومت کی اور اڑتیس یا انتالیس سال کی عمر میں قریہ حُوارین میں اس کی موت واقع ہوئی۔ اس کی موت پر ابن عراوہ نے کچھ اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

اے بنی اُمیہ تمہارے بادشاہ کی لاش حُوارین میں پڑی ہوئی ہے اس کی موت نے ایسے وقت میں آکر اس کو مارا جبکہ اس کے تکیہ کے پاس کوزہ اور سر بہ مُہر لبالب مشکیزۂ شراب بھرا رکھا ہوا تھا اور ایک مغنیہ سارنگی لئے ہوئے اس نشہ سے مست ہونے والے پر رہی تھی۔ (طبری صفحہ ۴۴۳ جلد ۷، ابن اثیر صحہ ۶۱ جلد ۴)

قریہ حوارین سے یزید کی لاش کو دمشق میں لایا گیا اس کے بیٹے خالد یا معاویہ ثانی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ معتبرہ باب الصغیر میں اسے دفن کیا اب اس کی قبر دمشق کا مزبلہ (روڑی) ہے۔

معاویہ اصغر۔ یزید کے واصل جہنم ہونے کے بعد لوگوں نے یزید کے بیٹے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی یہ نوجوان فطرۃً نرم دل نیک سیرت اور دین و مذہب کا پابند تھا چونکہ یہ بنی امیہ کی بدعنوانیوں سے بیزار اور بددل تھا۔ اس لئے اس نے لوگوں کے درمیان ایک خطبہ دیا کہ میں حکومت نبھانے کی قوت اور اہلیت نہیں رکھتا اور مجھے تم میں کوئی حضرت عمر بن خطاب سا نظر نہیں آتا کہ تم پر خلیفہ مقرر کروں اور نہ ہی اہل

Marfat.com

شوریٰ نظر آتے ہیں کہ یہ معاملہ ان پر چھوڑ دوں لہٰذا تم اپنے معاملات کو خود بہتر سمجھتے ہوئے جسے چاہو اپنے لئے منتخب کر لو۔ یہ کہہ کر وہ حکومت سے دست بردار ہو گیا اور اپنے اس مکان میں چلا گیا اور بیمار ہو گیا چالیس روز کے بعد اس مکان سے اس کی لاش ہی نکلی بعض کہتے ہیں اس کو زہر دیا گیا۔

(طبری صفحہ ۳۴ جلد ۷، کامل ابن اثیر صفحہ ۵۱ جلد ۴)

قاتلوں کا انجام:۔ علماء حق فرماتے ہیں کہ جتنے لوگ بھی حضرت امام پاک رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آئے یا اس واقعہ شہادت سے راضی وخوش ہوئے عذاب آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی وہ اپنے اعمالِ بد کی سزا کو پہنچے۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے دنیا ہی میں عذابِ الٰہی نہ دیکھا اور سزا نہ پائی ہو۔ ان میں سے بعض تو بری طرح مارے گئے بعض اندھے اور روسیاہ ہو گئے بعض مبروص اور کوڑھی ہو گئے اور بعض سخت عبرت ناک بلاؤں اور بیماریوں میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے۔

حضرت عامر بن سعد البجلی فرماتے ہیں کہ حضرت امام پاک کی شہادت کے بعد میں نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا آپ نے فرمایا: اے عامر میرے صحابی براء بن عازب کے پاس جا کر میرا اسلام کہہ اور خبر دے کہ جنہوں نے میرے بیٹے حسین کو قتل کیا ہے وہ دوزخی ہیں پس میں نے براء بن عازب کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خواب بیان کیا انہوں نے سن کر فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔

(سعادت الکونین صفحہ ۱۵۴)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ایک آگ کے تابوت میں ہوگا اس پر اہل دنیا کے نصف کا عذاب ہوگا۔

(انوار الابصار صفحہ ۱۵۲)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے یحیٰ بن زکریا علیہما السلام کے عوض ستر ہزار افراد مارے اور حبیب تیرے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار مارنے والا ہوں۔

(المستدرک صفحہ ۱۷۸، تہذیب التہذیب صفحہ ۳۵۴ جلد ۲

البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۰۱ جلد ۸، صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۷)

حضرت ابوالشیخ فرماتے ہیں کہ ایک مجلس میں چند آدمی بیٹھے ہوئے آپس میں یہ باتیں کررہے تھے کہ حضرت امام کے قتل میں جس کسی نے بھی قاتلوں کی اعانت کی وہ مرنے سے پہلے ضرور کسی نہ کسی آفت وبلا میں مبتلا ہوا تو ایک بوڑھا بولا میں نے بھی قاتلوں کی اعانت کی تھی مجھے کچھ بھی نہیں ہوا یہ کہہ کر وہ چراغ کی بتی درست کرنے کے لئے اٹھا تو اس کو آگ لگ گئی اور وہ زور زور سے پکارنے لگا آگ آگ مگر کسی نہ سنی یہاں تک کہ اس نے فرات میں غوطہ لگایا پھر بھی آگ نہ بجھی وہ اسی آگ میں جل کر مر گیا۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۲)

اس قسم کی ایک اور روایت حافظ ابن حجر عسقلانی اور سبط ابن الجوزی نے سُدی سے نقل فرمائی ہے سبط ابن الجوزی نے امام واقدی سے روایت فرمائی ہے کہ ایک بوڑھا جو لشکرِ یزید میں مگر اس نے کسی کو قتل نہیں کا تھا وہ اندھا ہو گیا اس سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ غضب ناک حالت میں آستین چڑھائے ہوئے شمشیر بکف کھڑے ہیں اور آپ کے آگے فرش

Marfat.com

چرمی بچھا ہوا ہے جس پر امام پاک کے دس قاتل ذبح ہوئے پڑے تھے پھر آپ نے مجھے لعنت ملامت کی پھر آپ نے خونِ حسین سے آلودہ ایک سلائی میری آنکھوں میں پھیر دی اسی وقت سے میں اندھا ہو گیا۔

(الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۹۳، نورالابصار صفحہ ۱۴۷، اسعاف الراغبین صفحہ ۱۱۳)

یزیدی لشکر کے ایک سپاہی نے امام پاک کے سرانور کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا تو چند روز کے بعد لوگوں نے اس کو سخت سیاہ رو دیکھا تو پوچھا کہ تو بہت خوبصورت اور خوش رنگ تھا تجھے کیا ہوا اس نے کہا جس دن سے میں نے حضرت حسین کے سر کو اپنے گھوڑے کی گردن سے باندھ کر لٹکایا اس دن سے ہر روز رات کو دو آدمی میرے پاس آتے ہیں اور میرے دونوں بازو پکڑ کر مجھے ایسی جگہ لے جاتے جہاں بہت سی آگ ہوتی ہے اس آگ میں مجھے منہ کے بل ڈال کر پھر نکال لیتے ہیں اس وجہ سے میرا منہ سیاہ ہو گیا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ نہایت بری حالت میں مرا۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۴)

امام ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں ایک بوڑھے نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے آگے ایک طشت رکھا ہے جس میں خون تھا اور لوگ آپ کے سامنے پیش کیے جا رہے تھے آپ ان کی آنکھوں میں اس خون سے لگا رہے تھے یہاں تک کہ میں بھی پیش ہوا اور میں نے عرض کیا میں مقابلے میں نہیں گیا تھا آپ نے فرمایا تو اس کی خواہش تو رکھتا تھا پھر آپ نے انگلی سے میری طرف اشارہ کیا پس میں اس وقت سے اندھا ہو گیا۔ (صواعق محرقہ ۱۹۴)

حضرت احمد ابورجاء العطاردی نے فرمایا لوگو! اہل بیت نبوت میں سے کسی کو برا نہ کہو۔

Marfat.com

کیونکہ ہمارا ایک پڑوسی تھا جو بلہجیم میں سے تھا اور کوفہ سے آیا تھا اس نے کہا تم نے اس (معاذ اللہ) فاسق ابن فاسق حسین بن علی کو نہیں دیکھا کہ اللہ نے اس کو قتل کر ڈالا۔ (معاذ اللہ) پس اسی وقت اللہ نے آسمان سے دو تارے اس کی آنکھ میں مارے تو اس کی بصارت جاتی رہی۔ (تہذیب التہذیب صفحہ ۳۵۵، جلد ۲)

علامہ البازری حضرت منصورؒ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا جس کا چہرہ خنزیر جیسا تھا انہوں نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ ہر روز حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ایک ہزار مرتبہ اور جمعہ کے روز چار ہزار مرتبہ ان پر اور ان کی اولاد پر لعنت کیا کرتا تھا۔ (معاذ اللہ) تو ایک رات اس نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا اور اس نے طویل خواب کا ذکر کیا اس میں یہ بھی تھا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس کی حضور کی بارگاہ میں یہ شکایت کی تو حضور ﷺ نے اس پر لعنت کی اور اس کے منہ پر تھوک دیا تو اس کا منہ خنزیر جیسا ہو گیا اور وہ لوگوں کے لئے ایک درس عبرت بن گیا۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۴)

جب معرکہ کربلا میں بے دین اشقیاء نے اہل بیت نبوت پر پانی بند کر دیا اور سب شدت پیاس سے بہت بے تاب ہوئے تو ایک بد بخت نے امام پاک کو مخاطب کر کے کہا اس کو دیکھو یہ شخص اپنے آپ کو گویا جگر گوشہ آسمان سمجھتا ہے مگر یہ ایک قطرہ بھی اس کے پانی سے نہیں چکھے گا یہاں تک کہ پیاسہ ہی مرے گا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے دعائے ضرر فرمائی اے اللہ اس کو پیاسہ ہی مارنا اس کے بعد اس کی یہ حالت ہوگئی کہ بہت زیادہ پانی پینے کے باوجود بھی سیراب نہ ہوتا یہاں تک کہ پیاس کی حالت ہی میں مر گیا۔ (کامل ابن اثیر صفحہ ۲۲ جلد ۴، الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۹۵)

Marfat.com

جس بد بخت نے ننھے علی اصغر رضی اللہ عنہ ننھے کے حلق میں تیر پیوست کیا تھا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ اس کے منہ اور پیٹ میں سخت حدت اور گرمی پیدا ہوگئی گویا کہ آگ سی لگی رہتی اور پشت کی طرف بہت سردی پیدا ہوگئی چنانچہ اس کے منہ اور پیٹ پر تو پانی چھڑکتے، برف رکھتے اور پنکھا ہلاتے اور اس کی پشت کی طرف آگ جلاتے مگر کسی طرح بھی چین نہ پاتا اور چیخ چیخ کر کہتا پیاس پیاس تو اس کے لئے ستو پانی اور دودھ لایا جاتا اگر اس کو پانچ گھڑے بھی پلائے جاتے تو وہ پی جاتا اور پھر بھی پیاس پیاس کہہ کے چیختا آخر اسی طرح پیتے پیتے اس کا پیٹ پھٹ گیا۔

(الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۹۵)

حضرت ابو محمد سلیمان الاعمش کوفی تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حج بیت اللہ کے لئے گیا دوران طواف میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹا ہوا یہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور میں گمان کرتا ہوں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا میں اس کی بات پر بہت متعجب ہوا کہ سبحان اللہ العظیم اس کا کیسا گناہ ہے کہ جس کی بخشش کا اس کو گمان نہیں خیر میں خاموش رہا اور طواف میں مصروف رہا دوسرے پھیرے میں سنا وہ پھر یہی کہہ رہا تھا میری حیرانی میں اضافہ ہوا میں نے طواف سے فارغ ہو کر اس سے کہا کہ تو ایسے عظیم مقام پر ہے جہاں بڑے سے بڑا گناہ بھی بخشا جاتا ہے تو اگر تو اللہ عزوجل سے مغفرت اور رحمت مانگتا ہے تو اس سے امید بھی رکھ کیونکہ وہ بڑا رحیم و کریم ہے اس شخص نے کہا اے اللہ کے بندے تو کون ہے؟ میں نے کہا میں سلیمان الاعمش ہوں اس نے کہا اے سلیمان تم مانگو اور امید بھی رکھو میں بھی کبھی تمہارے ہی جیسا خیال رکھتا تھا لیکن اب نہیں۔ یہ کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک

Marfat.com

طرف لے گیا اور کہا میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ میں نے کہا کیا بڑا گناہ پہاڑوں آسمانوں، زمینوں اور عرش سے بھی بڑا ہے؟ کہنے لگا ہاں میرا گناہ بڑا ہی ہے۔ سنو! میں تمہیں بتاتا ہوں وہ بڑی عجیب بات ہے جو میں نے دیکھی ہے میں نے کہا سناؤ اللہ تم پر رحم کرے اس نے کہا اے سلیمان میں ان ستر آدمیوں میں سے ہوں جو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سر کو یزید کے پاس لائے تھے پھر یزید نے اس سر کو شہر کے باہر لٹکانے کا حکم دیا پھر اس کے حکم سے اتارا گیا اور سونے کے طشت میں رکھ کر اس کے سونے (نیند) کی جگہ رکھا گیا آدھی رات کے وقت یزید کی بیوی اٹھی تو اچانک اس نے دیکھا کہ ایک نورانی شعاع امام کے سر سے کر آسمان تک چمک رہی ہے وہ یہ دیکھ کر سخت خوفزدہ ہوئی اور اس نے یزید کو جگایا اور کہا اٹھ کر دیکھو میں ایک عجیب منظر دیکھ رہی ہوں۔ یزید نے کہا میں بھی دیکھ رہا ہوں جو تم دیکھ رہی ہو جب صبح ہوئی اس نے سر مبارک نکالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ نکالا گیا اور خیمہ دیبائے سبز میں رکھا گیا اور اس کی نگرانی کے لئے ستر آدمی مقرر ہوئے میں بھی ان میں تھا پھر ہمیں حکم ہوا جاؤ کھانا کھاؤ۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور کافی رات گزر گئی تو ہم سو گئے۔ اچانک میں جاگ پڑا اور دیکھا کہ آسمان پر ایک بڑا بادل چھایا ہوا ہے اور اس میں سے پہاڑ کی سی گرج اور پروں کے ہلنے کی سی آواز آ رہی ہے پھر وہ بادل قریب ہوتا گیا یہاں تک کہ زمین سے مل گیا اور اس میں سے ایک مرد نمودار ہوا جس پر جنت کے حلوں میں سے دو حلے تھے اور اس کے ہاتھ میں ایک فرش اور کرسیاں تھیں اس نے وہ فرش بچھایا اور اس پر کرسیاں رکھ دیں اور پکارنے لگا اے ابوالبشر اے آدم صلی اللہ علیک تشریف لائے ہیں پس ایک بڑے بزرگ نہایت حسین و جمیل تشریف لائے

Marfat.com

اور سر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر کہا سلام ہو تم پر اے ولی اللہ، سلام ہو تم پر اے بقیۃ الصالحین، تم زندہ رہے تو سعید ہو کر اور تم شہید ہوئے تو طرید یعنی خلف ہو کر پیاسے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہم سے ملا دیا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور تمہارے قاتل کے لئے بخشش نہیں تمہارے قاتل کے لئے کل قیامت کے دن دوزخ کا بہت برا ٹھکانہ ہے۔

یہ فرما کر وہ وہاں سے ہٹے اور ان کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک اور بادل آیا وہ اسی طرح زمین سے مل گیا اور میں نے سنا کہ ایک منادی نے ندا کی اے نبی اللہ، اے نوح علیہ السلام شریف لائے ناگاہ ایک صاحب وجاہت زردی مائل چہرہ جنت کے حلوں میں دو حلے پہنے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے بھی وہی الفاظ کہے اور ایک کرسی پر بیٹھ گئے پھر ایک بڑا بادل آیا اور اس میں سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نمودار ہوئے انہوں نے بھی وہی کلمات فرمائے اور ایک کرسی پر بیٹھ گئے اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور اسی طرح کے کلمات ارشاد فرما کر کرسیوں پر جا بیٹھے پھر ایک بہت بڑا بادل آیا اس میں سے نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ اور باپردہ حضرت زہرا اور امام حسن اور ملائکہ نمودار ہوئے پہلے حضور ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور سر کو سینے سے لگایا اور بہت روئے پھر زہرا بتول کو دیا انہوں نے بھی سینے سے لگایا اور بہت روئیں پھر حضرت آدم علیہ السلام نے حضور ﷺ کے پاس آ کر تعزیت کی۔ سلام ہو پاکیزہ فطرت و خصلت والے پاک فرزند پر اللہ آپ کو بہت زیادہ اجر دے اور آپ کو فرزند حسین کے اس امتحان میں احسن صبر دے۔ اسی طرح حضرت نوح، حضرت

Marfat.com

ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیھم السلام نے بھی تعزیت فرمائی۔
پھر حضور ﷺ نے ان انبیاء کرام علیھم السلام سے فرمایا کہ آپ گواہ رہیں خود اللہ ہی کافی گواہ ہے۔ میرے نام نہاد امتیوں نے میرے بعد میری اولاد کو اس طرح قتل کر کے مجھے یہ بدلہ دیا ہے پھر ایک فرشتے نے آپ کے قریب آ کر عرض کیا اے ابوالقاسم ﷺ اس واقعہ سے ہمارے دل پاش پاش ہو گئے ہیں میں آسمان دنیا کا موکل ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں ان لوگوں پر آسمان ڈھادوں اور ان کو تباہ کر دوں پھر ایک اور فرشتہ نے آ کر عرض کیا اے ابوالقاسم ﷺ میں دریاؤں کا موکل ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر آپ فرمائیں تو میں ان پر طوفان برپا کر کے ان کو تباہ و برباد کر دوں آپ نے فرمایا اے ملائکہ ایسا کرنے سے باز رہو۔
امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا نانا جان یہ جو سوئے ہوئے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو میرے بھائی کے سر کو لائے ہیں اور یہی نگرانی پر مقرر ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے رب کے فرشتو ان کو قتل کر دو میرے بیٹے کے قتل کے بدلے میں۔ تو خدا کی قسم ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ میں نے دیکھا وہ میرے سب ساتھی قتل کر دیئے گئے پھر ایک فرشتے نے مجھے بھی قتل کرنا چاہا تو میں نے پکارا اے ابوالقاسم مجھے بچایئے اور مجھ پر رحم فرمایئے۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے تو آپ نے فرشتہ سے فرمایا اسے رہنے دو (تاکہ لوگوں کو یہ واقعہ سنا سکے) پھر آپ نے میرے قریب آ کر فرمایا تو ان ستر آدمیوں میں سے ہے جو سر لائے تھے میں نے کہا ہاں۔ پس آپ نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر ڈال کر مجھے منہ کے بل گرا دیا پھر فرمایا خدا تجھ پر رحم نہ کرے اور نہ تجھے بخشے اللہ تیری ہڈیوں

Marfat.com

کو نارِ جہنم میں جلائے تو یہ وجہ ہے کہ میں اللہ کی رحمت سے نا امید ہوں۔ حضرت اعمش نے یہ سن کر فرمایا او بد بخت مجھ سے دور ہو کہیں تیری وجہ سے مجھ پر بھی عذاب نہ نازل ہو جائے۔

(نور الابصار صفحہ ۱۴۹)

امام ابن حجر عسقلانی نے حضرت صالح شام سے روایت نقل فرمائی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حلب میں خواب دیکھا کہ ایک کالا کتا پیاس کے مارے زبان نکالتا ہے میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پانی پلاؤں کہ اتنے میں ہاتف غیبی سے آواز دی خبردار! اس کو پانی مت پلا یہ قاتل حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہے۔ اس کے لئے قیامت تک یہ سزا ہے کہ اسی طرح پیاسا ہی رہے۔

(تسوید القوس فی تلخیص مسند الفردوس)

امام جلال الدین سیوطی محاضرات ومحاورات میں لکھتے ہیں کہ کوفہ میں ایک سال چیچک نکلی اس میں ڈیڑھ ہزاران لوگوں کی اولاد اندھی ہوگئی جو قتلِ امام میں شریک تھے۔

(نور الابصار صفحہ ۱۵۲)

ابن عینیہ اپنی دادی ام ابی سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی جعفیین میں سے قتل حسین میں شریک تھے ان میں سے ایک کو اس قدر پیاس لگتی کہ ہرگز نہ بجھتی۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں ان میں سے دوسرے کے بیٹے کو دیکھا کہ وہ پاگل تھا۔

(تہذیب التہذیب صفحہ ۳۵۴ جلد ۲، سر الشہادتین صفحہ ۳۳، صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۳)

کوفیوں کی ندامت:۔ اکثر کوفی اپنی بے وفائی پر بہت زیادہ نادم تھے اور چاہتے تھے کسی طرح اس غلطی کی تلافی ہو جائے اور بدنامی کا داغ دھل جائے چنانچہ توابین

Marfat.com

نے حضرت سلیمان بن صود کے ہاتھ پراس بات پر بیعت کی کہ خونِ حسین کا انتقام لیں گے شروع شروع میں تو حضرت سلیمان بن صود کے ساتھ بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے بعد میں اکثر ساتھ چھوڑ گئے اور مخلصین کی تعداد کم ہو گئی مگر یہ لوگ اپنے عہد پر قائم رہے اورانہوں نے یہ طے کیا سب سے پہلے ابن زیاد سے جنگ کی جائے بعد میں دوسرے لوگوں سے نپٹا جائے یہ لوگ ابن زیاد کے مقابلے کے لئے نکلے راستہ میں یہ لوگ کربلا میں حضرت امام کے مرقد منور پر حاضر ہوئے اورزاری وتضرع کے ساتھ توبہ واستغفار کے طالب ہوئے جب یہاں سے روانہ ہوکر شام کے قریب پہنچے اور ابن زیاد کوان کے آنے کی خبریں ملیں تواس نے حصین بن نمیر کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا مختصر یہ ہے جنگ ہوئی اور سلیمان کے ساتھیوں نے باوجود قلیل ہونے کے ہزاروں شامیوں کوتہ تیغ کیا۔ ابن زیاد کی طرف سے برابر لشکر اور مدد پہنچتی رہی آخر حضرت سلیمان حصین بن نمیر کے ہاتھوں شہید ہوئے اوراسی طرح ان کے رفقاء بھی قتل ہوتے رہے اور چند باقی جورہ گئے تھے وہ اپنی شکست یقینی سمجھ کر رات کے وقت بھاگ نکلے پھر مختار ابن عبیدہ ثقفی نے جواپنے دل میں حب رکھتا تھا خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لئے علم بلند کیا اوراپنے آپ کو محمد بن حنفیہ کا خلیفہ ظاہر کر کے کہا کہ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں خونِ حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لوں اس لئے لوگو میرا ساتھ دو لوگوں نے اس پر اعتماد نہ کیا اور حضرت محمد بن حنفیہ سے اس کی تصدیق کی تو اگرچہ وہ مختار کو اچھا نہیں سمجھتے تھے مگر انہوں نے فرمایا بلاشبہ ہم پر خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینا واجب ہے اس سے لوگوں کو تسلی ہوگئی اور وہ مختار کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگے اور یہ تحریک کافی زور پکڑ گئی اس وقت حضرت عبداللہ

Marfat.com

بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عبداللہ بن مطیع حاکم کوفہ تھے انہوں نے اس تحریک کو روکنے کی کافی کوشش کی یہاں تک کہ چند بار لڑائی بھی ہوئی لیکن ہر بار حاکم کوفہ کی فوج کو شکست ہوئی آخر ابن مطیع نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور اپنی شکست کا اعتراف کر کے امان طلب کی ان کو امان دے دی گئی۔ چنانچہ وہ بصرہ چلے گئے اور مختار کو عراق، کوفہ، خراسان اور اس کے اطراف و جوانب پر تسلط اور جملہ خزائن حکومت پر قبضہ حاصل ہو گیا تو اس نے اپنی حکومت کا اعلان کر دیا اور لوگوں سے اچھی طرح پیش آنے لگا اور کہتا میں خلیفۃ المہدی (مہدی کا خلیفہ) ہوں۔

مختصر یہ کہ اس نے لوگوں سے کہا مجھے ہر اس شخص کا پتہ بتاؤ جو ابن سعد کے لشکر میں تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں گیا تھا یا جو ان کے قتل سے خوش ہوا تھا لوگوں نے بتانا شروع کیا اور مختار نے اس کو مارنا اور سولی پر لٹکانا شروع کر دیا اس طرح سینکڑوں آدمیوں کو مارا۔

عمرو بن سعد: ۔ایک دن مختار نے اپنے دوستوں سے کہا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو ماروں گا جس سے تمام مسلمان اور فرشتے مقربین بھی خوش ہوں گے اس وقت اس کے پاس ہیثم بن اسود نخعی بیٹھا تھا وہ سمجھ گیا کہ مختار کا ارادہ عمرو بن سعد کو مارنے کا ہے چنانچہ اس نے ایک آدمی کو عمرو بن سعد کے بلانے کے لئے بھیجا۔ عمرو بن سعد نے اپنے بیٹے خوص کو بھیج دیا جب وہ آیا تو مختار نے اس سے پوچھا تیرا باپ کہاں ہے؟ اس نے کہا گھر میں ہے مختار نے کہا اب ۔۔۔۔۔۔۔ کی حکومت چھوڑ کر کیوں گھر بیٹھا ہوا ہے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے دن کیوں نہ گھر بیٹھا۔ پھر اس نے اپنے خاص

Marfat.com

محافظ ابوعمرہ کو بھیجا کہ ابن سعد ملعون کو قتل کر کے اس کا سر کاٹ کر لے آؤ۔ وہ گیا اور اس نے ابن سعد کو واصل جہنم کیا اور اس کا سر کاٹ کر اپنی قبا میں چھپا کر لے آیا اور مختار کے آگے لا کے رکھ دیا مختار نے حفص بن عمرو بن سعد سے کہا پہچانتے ہو یہ کس کا سر ہے؟ اس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھ کر کہا ہاں یہ میرے باپ کا سر ہے اور اب ان کے بعد زندگی میں کچھ مزا نہیں۔ مختار نے کہا سچ کہتے ہو حکم دیا اس کو بھی واصل جہنم کرو۔ وہ بھی قتل ہوا مختار نے کہا عمرو بن سعد کا سر حسین رضی اللہ عنہ کے سر کا بدلہ ہے اور حفص کا سر علی اکبر بن حسین رضی اللہ عنہما کے سر کا۔ اگرچہ یہ دونوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ خدا کی قسم اگر میں ایک تہائی قریش کو بھی قتل کر دوں تو وہ سب حسین رضی اللہ عنہ کی ایک انگلی کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔

مختار نے ان دونوں سروں کو حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا اور ساتھ ہی لکھ بھیجا کہ جس جس پر مجھے قدرت حاصل ہوئی ہے اس کو میں نے قتل کر دیا ہے اور جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے اور جب تک ان کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک نہ کر دوں ان کی تلاش سے باز نہ رہوں گا۔

(تاریخ طبری صفحہ ۱۲۷ جلد ۷، تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۹۴ جلد ۴
البدایہ والنہایہ، ابن کثیر صفحہ ۲۷۳ جلد ۴)

امام ابن سیرین فرماتے ہیں ایک دن مولا علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد سے فرمایا اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب کہ تو ایک ایسے مقام پر کھڑا ہوگا کہ تجھے جنت و دوزخ کے درمیان اختیار دیا جائے گا پس تو دوزخ ہی کو اختیار کرے گا۔

(تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۹۴ جلد ۴)

Marfat.com

علامہ ابن کثیر امام واقدی سے نقل فرماتے ہیں ایک دن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما تشریف فرما تھے کہ آپ کا غلام اس حالت میں آیا کہ اس کی دونوں ایڑیوں پر خون بہہ رہا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا یہ کس نے تیرے ساتھ ایسا کیا ہے؟ اس نے کہا آپ کے بیٹے عمرو نے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ اس کو قتل کر اور اس کا بھی خون بہا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوتی تھی۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۳ جلد ۸)

خولی بن یزید:۔ خولی وہ بدبخت انسان تھا جس نے حضرت امام کے سر انور کو جسم اقدس سے جدا کیا تھا اس بدبخت کی گرفتاری کے لئے مختار نے معاذ بن ہانی اور اپنے محافظ خاص ابو عمرہ کو چند ساتھیوں کے ساتھ بھیجا انہوں نے آکر خولی کے مکان کا محاصرہ کر لیا اس بدبخت کو معلوم ہوا تو یہ اپنے مکان کے اندر ایک جگہ چھپ گیا اور بیوی سے کہہ دیا کہ تم لاعلمی کا اظہار کر دینا۔ معاذ نے ابو عمرہ سے کہا تم آواز دو۔ آواز سن کر خولی کی بیوی باہر نکلی انہوں نے کہا تمہارا شوہر کہاں ہے؟ اس نے زبان سے تو کہا مجھے معلوم نہیں وہ کہاں ہے اور ہاتھ کے اشارے سے اس کے چھپنے کا مقام بتا دیا۔ اس جگہ پہنچے اور اس کو گرفتار کر لیا۔ اسے مختار کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اس کے قتل اور جلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس بدبخت کو پہلے قتل کیا گیا اور پھر جلا دیا گیا۔

فائدہ: خولی کی بیوی عیوف بنت مالک بن نہاد حجرت موت کی رہنے والی تھی جس دن سے خولی ملعون حضرت امام کا سر لایا تھا اس دن سے وہ اس کی جانی دشمن ہو گئی تھی۔

(طبری صفحہ ۱۲۷ جلد ۷، ابن اثیر صفحہ ۹۴ جلد ۴، البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۲ جلد ۸)

Marfat.com

شمر ذی الجوشن :۔ مسلم بن عبداللہ الضبابی کہتا ہے کہ ہم شمر ذی الجوشن کے ہمراہ تیز رو گھوڑوں پر سوار ہو کر کوفہ سے نکلے۔ مختار کے غلام زربی نے ہمیں آلیا اور شمر پر حملہ آور ہوا۔ شمر اس کے حملے کو روکتا رہا آخر شمر نے ایک ایسا وار کیا کہ اس کی کمر توڑ دی۔ جب مختار کو معلوم ہوا تو اس نے کہا اگر یہ مجھ سے مشورہ کرتا تو میں اس کو اس طرح شمر پر حملہ کرنے کا حکم نہ دیتا۔ شمر وہاں سے چل کر کوفہ اور بصرہ کے تقریباً درمیان دریا کے کنارے واقع ایک گاؤں کلتانیہ میں پہنچا اور ایک دیہاتی مزدور کو بلا کر اس کو مار پیٹ کر مجبور کر دیا کہ میرا یہ خط مصعب بن زبیر تک پہنچائے۔ اس خط پر یہ پتہ لکھا تھا شمر ذی الجوشن کی طرف سے امیر مصعب بن زبیر کے نام۔ وہ مزدور اس خط کو لے کر روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک بڑا گاؤں آباد تھا اس میں پہنچ کر وہ مزدور اپنے ایک جاننے والے مزدور دوست سے ملا اور اس سے شمر کی سختی اور زیادتی کی شکایت کر رہا تھا اتفاق سے اسی گاؤں میں مختار کے محافظ دستے کا رئیس ابو عمرہ چند سپاہیوں کے ساتھ جنگی چوکی قائم کرنے کے لئے آیا ہوا تھا عین اس وقت جبکہ وہ دونوں باتیں کر رہے تھے مختار کا ایک سپاہی عبدالرحمٰن بن عُبید وہاں سے گزرا اس نے اس مزدور کے ہاتھ میں شمر کا وہ خط دیکھا اور پتہ پڑھ کر مزدور سے پوچھا کہ شمر کہاں ہے؟ مزدور نے بتا دیا اس سپاہی نے فوراً آ کر ابو عمرہ کو بتایا۔ یہ اسی وقت اپنے سپاہیوں کے ساتھ اس کی طرف چلے۔ مسلم بن عبداللہ کہتا ہے میں نے شمر سے کہا ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے کیونکہ یہاں مجھے خوف سا محسوس ہوتا ہے۔ شمر نے کہا میں تین دن سے پہلے یہاں سے نہیں جاؤں گا میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمہیں یہ خوف مختار کذاب کی وجہ سے محسوس ہو رہا ہے

Marfat.com

اورتم مرعوب ہو گئے ہو چنانچہ رات کو میں گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر جاگ پڑا اور اپنی آنکھیں مل رہا تھا کہ اتنے میں انہوں نے آکر تکبیر کہی اور ہماری جھونپڑیوں کو گھیرے میں لے لیا۔ ہم تو اپنے گھوڑے وغیرہ چھوڑ کر پیدل ہی بھاگ نکلے اور وہ سب شمر پر ٹوٹ پڑے اور وہ کپڑے اور زرہ وغیرہ بھی نہ پہن سکا ایک پرانی سی چادر اوڑھے ہوئے صرف نیزی ہاتھ میں لے کران کا مقابلہ کرنے لگا تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے تکبیر کی آواز کے ساتھ سنا کہ اللہ نے خبیث کو واصل جہنم کیا پھراس کے بعد انہوں نے اس کی لاش کو کتوں کے آگے پھینک دیا۔

(طبری صفحہ ۱۲۱ جلد ۷، ابن اثیر صفحہ ۹۲ جلد ۴، البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۰ جلد ۸)

مالک بن اعین الجہنی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن دماس جس نے محمد بن عمار بن یاسر کو قتل کیا تھا اس نے قاتلانِ حسین میں سے چند آدمیوں کے نام مختار کو بتائے جن میں عبداللہ بن سبد بن النزال الجہنی مالک بن السر البدی اور حمل بن مالک المحاربی بھی تھے اور یہ قادسیہ میں رہتے تھے مختار نے اپنے سرداروں میں ایک سردار ابونمر مالک بن عمرو النہدی کو ان کی گرفتاری کے لئے بھیجا اس نے وہاں پہنچ کر ان کو گرفتار کر لیا اور مختار کے سامنے پیش کیا مختار نے ان سے کہا: اے اللہ اور اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول اور آلِ رسول ﷺ کے دشمنو! حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کہاں ہیں۔ میرے سامنے حسین رضی اللہ عنہ کا حق ادا کرو ظالمو! تم نے ان کو قتل کیا جن پر نماز میں تمہیں درود پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے ہمیں زبردستی بھیجا گیا تھا حالانکہ ہم پسند نہیں کرتے تھے اب ہم پر احسان فرمائیں اور ہمیں چھوڑ دیں۔ مختار نے کہا کیا تم نے اپنے نبی کے نواسے پر احسان کیا اور ان کو چھوڑا اور

Marfat.com

ان کو پانی پلایا؟

پھر مختار نے مالک البدی سے کہا تو نے ان کی ٹوپی اتاری تھی؟ عبداللہ بن کامل نے کہا جی ہاں اسی نے اتاری تھی۔ مختار نے حکم دیا اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ کر چھوڑ دو تا کہ یہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر مر جائے۔ چنانچہ اس کے حکم پر عمل کیا گیا اور تڑپ تڑپ کر مرا اور دوسرے دونوں یعنی عبداللہ الجہنی کو عبداللہ بن کامل نے ۔۔۔حمل بن مالک المحاربی کو سعر بن ابی سعر نے مختار کے حکم سے قتل کر دیا۔

(طبری صفحہ ۱۲۴ جلد ۷، ابن اثیر صفحہ ۹۲ جلد ۴)

حکیم بن طفیل الطائی:۔ اس نے کربلا میں حضرت عباس علمبردار کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کیا تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو تیر مارا تھا یہ کہا کرتا تھا کہ میرا تیر ان کے پاجامے میں لگا تھا جس سے ان کو کوئی مضر نہ پہنچا تھا۔ مختار نے عبداللہ بن کامل کو اس کی گرفتاری کے لئے بھیجا اس نے جا کر گرفتار کر لیا حکیم کے گھر والے عدی بن حاتم کے پاس جا کر فریادی ہوئے کہ اس کو چھڑائیں۔ مختار عدی کی قدر اور احترام کرتا تھا عدی مختار کے پاس برائے سفارش آئے۔ سپاہیوں کو راستہ میں معلوم ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن کامل سے کہا کہ مختار عدی کی سفارش قبول کر لیں گے اور یہ خبیث بچ جائے گا حالانکہ آپ اس کے جرم سے بخوبی واقف ہیں بہتر یہ ہے کہ ہم اس کو مختار کے پاس نہ لے جائیں اور قتل کر دیں۔ ابن کامل نے اجازت دے دی۔ چنانچہ اس کو ایک مکان میں لے گئے اور کہا تو نے ابن علی کا لباس اتارا تھا ہم تیرا لباس اتارتے ہیں چنانچہ انہوں نے اس کے سب کپڑے اتار دیئے۔ اور برہنہ کر دیا پھر کہا تو نے امام

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ کو تیر مارا تھا اب ہم تجھے تیروں کا نشانہ بناتے ہیں یہ کہہ کر اس کو تیروں سے فی النار کر دیا۔ ادھر عدی مختار کے پاس پہنچے مختار نے ان کا احترام کیا اور آنے کی غرض پوچھی۔ عدی نے بیان کی۔ مختار نے کہا ابوظریف تم حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی سفارش کرتے ہو؟ عدی نے کہا اس پر جھوٹا الزام ہے۔ مختار نے کہا اگر یہ سچ ہے کہ ہم اس کو چھوڑ دیں گے ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ابن کامل نے آکر حکیم کے قتل کی اطلاع دی۔ مختار نے کہا تم نے اس کو میرے پاس لائے بغیر اتنی جلدی کیوں قتل کر دیا۔ دیکھو یہ عدی اس کی سفارش کے لئے آئے ہیں اور یہ اس بات کے اہل ہیں کہ ان کی سفارش قبول کی جائے۔ ابن کامل نے کہا آپ کے شیعوں نے نہ مانا۔ میں مجبور ہو گیا۔ عدی نے ابن کامل کو برا بھلا کہا۔ ابن کامل بھی جواب دینے لگے مگر مختار نے اس کو خاموش رہنے کی ہدایت کی عدی ناراض ہو کر آ گئے۔

(طبری صفحہ ۱۳۸ جلد ۸، ابن اثیر صفحہ ۹۴ جلد ۴، البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۲ جلد ۴)

ابوسعید الصیقل کہتے ہیں کہ سعر الحنفی نے مختار کو چند قاتلانِ حسین کا پتہ بتایا۔ مختار نے عبد اللہ بن کامل کو ان کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ اس نے ان میں سے زیاد بن مالک عمران بن خالد، عبدالرحمٰن بن ابی خشکارۃ البجلی اور عبداللہ بن قیس الخولانی کو گرفتار کیا اور مختار کے سامنے پیش کیا مختار نے ان سے پوچھا۔ اے صالحین اور جنت کے نوجوان کے سردار کے قاتلو! بیشک آج تم سے اللہ بدلہ لے گا بیشک وہ ورس یعنی وقت آج تمہارے لئے بڑا منحوس دن لے کر آتی ہے وہ ورس یعنی وقت جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی جس پر انہوں نے قبضہ کیا تھا مختار نے حکم دیا سر بازار ان کی گردنیں مارو پس ان کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ (طبری صفحہ ۱۲۵ جلد ۷، ابن اثیر صفحہ ۹۴ جلد ۴)

Marfat.com

زید بن رقاد:۔ اس بد بخت نے حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو تیر امارا تھا جوان کی پیشانی میں لگا تھا انہوں نے اپنی پیشانی کو بچانے کے لئے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تھا مگر تیر ایسا لگا کہ ہاتھ بھی پیشانی کے ساتھ پیوست ہو گیا اور جدا نہ ہو سکا۔ اس وقت ان کی زبان سے نکلا اے اللہ جس طرح ان دشمنوں نے ہمیں حقیر و ذلیل کر کے قتل کیا ہے تو بھی ان کو ذلیل کر کے قتل کر۔ پھر اسی ظالم نے ایک اور تیر مارا جو حضرت عبداللہ کے پیٹ مین لگا تھا اور وہ شہید ہو گئے۔ وہ بد بخت کہا کرتا تھا کہ میں اس نوجوان کے پاس آیا وہ تیر جو اس کے پیٹ میں لگا تھا وہ تو میں نے آسانی سے نکال لیا۔ مگر وہ تیر جو پیشانی میں لگا تھا اس کو نکالنے کی بہت کوشش کی تیر تو نکل آیا مگر پیکان نہ نکل سکا۔ مختار نے عبداللہ بن کامل کو اس بد بخت کی گرفتاری کے لئے بھیجا ابن کامل نے اپنے دستہ کے ساتھ آ کر اس کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ یہ بد بخت زید بڑا بہادر آدمی تھا تلوار لے کر مقابلہ کے لئے نکلا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے ابن کامل نے کہا اس کو نیزہ یا تلوار سے نہ مارو بلکہ تیروں اور پتھروں سے ہلاک کرو۔ لوگوں نے اس قدر اس پر تیر برسائے اور پتھر مارے کہ وہ گر پڑا۔ ابن کامل نے کہا دیکھو اگر اس میں جان باقی ہو تو اس کو لاؤ چونکہ اس میں ابھی جان باقی تھی تو لوگ اس کو لائے ابن کامل نے آگ جلوائی اور اس کو فی النار کر دیا۔

(طبری صفحہ ۱۲۹ جلد ۷، ابن اثیر صفحہ ۹۵ جلد ۴، البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۴ جلد ۴)

عمرو بن صبیح:۔ یہ بد بخت کہا کرتا تھا کہ میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے رفقا کو تیروں سے زخمی کیا تھا کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ مختار نے آدھی رات کے وقت اس کی گرفتاری کے

Marfat.com

لئے پولیس کو بھیجا یہ اس وقت اپنے مکان کی چھت پر اپنی تلوار تکیے کے نیچے رکھے بے خبر سورہا تھا۔ پولیس نے چپکے سے چھت پر چڑھ کر اس کو پکڑ لیا اور اس کی تلوار بھی قبضہ میں لے لی۔ کہنے لگا خدا اس تلوار کا برا کرے یہ مجھ سے کس قدر قریب تھی اور اب کس قدر دور ہوگئی ہے۔ پولیس نے اس کو مختار کے سامنے لاکر پیش کیا۔ اس نے حکم دیا صبح تک اس کو قید میں رکھو۔ جب صبح ہوئی اور دربار عام لگا اور بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو اس کو لایا گیا اس نے بھرے دربار میں کہا اے گروہ کفار و فجار اگر میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ میں بزدل اور کمزور نہیں ہوں۔ یہ بات میرے لئے مسرت کا باعث ہوتی کہ میں تمہارے علاوہ کسی اور کے ہاتھ سے قتل ہوتا کیونکہ میں تم لوگوں کو بدترین خلائق سمجھتا ہوں۔ کاش! اس وقت بھی تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی اور میں تھوڑی دیر تک تمہارا مقابلہ کرتا اس کے بعد اس نے اپنے پاس کھڑے ہوئے ابن کامل کی آنکھ پر مکا مارا۔ ابن کامل نے ہنس کر اس کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا یہ شخص کہتا ہے کہ میں نے آل محمد ﷺ کو نیزوں سے زخمی کیا ہے اب اس کے بارے میں آپ ہمیں حکم دیجئے۔ مختار نے کہا نیزے لاؤ اور اس کا نیزوں سے گھائل کرو۔ چنانچہ اس کو نیزے مار مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ (طبری صفحہ ۴۲۹ جلد ۷، ابن اثیر صفحہ ۹۵ جلد ۴)

موسیٰ بن عامر کہتے ہیں: بیشک مختار نے قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کو تلاش کر کر کے میرے پاس لاؤ کیونکہ جب تک میں ان کے ناپاک وجود سے پوری زمین اور شہر کو پاک نہ کر دوں گا مجھے کھانا پینا اچھا نہیں لگتا۔ (طبری صفحہ ۱۲۴ جلد ۷)

مختار کے اس جذبے اور خون حسین رضی اللہ عنہ کے انتقام لینے کی وجہ سے عوام

Marfat.com

وخواص کثیر تعداد میں اس کے ساتھ اور اس کے معتقد ہو گئے تھے۔ مختار جب عمرو بن شمر ذوی الجوش اشقیاء اور خولی بن یزید وغیرہ جیسے کے قتل سے فارغ ہوا تو اب اس کو ابن زیاد بدنہاد کی فکر ہوئی کیونکہ واقعہ کربلا کی یزید کے بعد سب سے زیادہ ذمہ داری اس پر عائد ہوتی تھی۔ اس بد بخت کا وجود اس کو بہت زیادہ کھٹکتا تھا جب تک وہ اس کو ختم نہ کر لیتا اس کو کیسے چین آ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ابراہیم بن مالک بشتر کو ایک زبردست اور تجربہ کار فوج کثیر کے ساتھ اس کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ ادھر ابن زیاد کو بھی معلوم ہوا تو وہ بھی لشکر کثیر کے ساتھ مقابلہ کے لئے آیا شہر موصل سے پانچ کوس کے فاصلے پر دریا کے کنارے پر دونوں لشکروں کے درمیان خوب جنگ ہوئی آخر شدید جنگ کے بعد ابن زیاد کے لشکر کو شکست ہوئی۔ شکست خوردہ لشکر مع ابن زیاد بھاگا۔ ابراہیم اشتر نے ان کا تعاقب کرنے اور ان کو مارنے کا حکم دیا چنانچہ ابن زیاد کے بہت سے لوگ مارے گئے اور خود یہ بدنہاد بھی مارا گیا۔ ابراہیم نے اس کا سر جسم سے جدا کیا اور لاش کو جلا دیا۔ جب ابن زیاد کا سر کوفہ میں آیا تو مختار نے دربار عام کیا اور ابن زیاد کے سر کو پیش کرنے کا حکم دیا جب سر پیش ہوا تو اتفاق سے اس دن بھی ٦٧ھ کا یوم عاشورہ تھا۔ مختار نے کوفیوں سے کہا دیکھو آج سے چھ سال پہلے اسی جگہ اس بد بخت کے سامنے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر پیش ہوا تھا اور آج اس کا سر میرے سامنے رکھا ہے۔ میں نے خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ ابن زیاد اور دیگر روسا کے سروں کو بطور نمائش کے ایک جگہ رکھا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک پتلا سا سانپ آیا اور اس نے سب سروں کو دیکھا اور پھر ابن زیاد کے سر میں داخل ہو کر ناک کے نتھنے سے اور ناک سے داخل ہو کر منہ سے نکلا اور

Marfat.com

کئی مرتبہ ایسا کیا۔ چنانچہ حضرت عمارہ بن عمیر فرماتے ہیں کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے تو مسجد کے میدان میں ترتیب سے رکھے گئے میں جب ان کے قریب پہنچا تو وہاں جو لوگ تھے وہ کہہ رہے تھے کہ وہ آگیا وہ آگیا تو اچانک ایک سانپ آیا اور وہ سروں میں پھرنے لگا حتی کہ ابن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہوگیا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر نکلا اور چلا گیا یہاں تک وہ غائب ہوگیا۔ پھر لوگ کہنے لگے وہ آگیا وہ آگیا پس اس سانپ نے اسی طرح دو تین بار کیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(ترمذی شریف باب المناقب)

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ابن مرجانہ (ابن زیاد) کی ماں نے اپنے بیٹے سے کہا او خبیث تو نے نواسہ رسول ﷺ کو قتل کیا ہے خدا کی قسم تو کبھی بھی جنت کو نہیں دیکھے گا۔

(تہذیب التہذیب صفحہ ۳۵۷ جلد ۲، ابن اثیر صفحہ ۱۰۲ جلد ۴)

ابن زیاد کے قتل کے وقت ابن مضرغ نے اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے: جب موتیں کسی ظالم و جابر کے پاس آتی ہیں تو وہ حاجیوں اور دروازوں کے پردے چاک کر دیتی ہیں یعنی رسوا کر دیتی ہیں۔ میں اس خبیثہ کے بچے اور اس فرد مایہ و ناکس کے بچے کی موت کے وقت کہتا ہوں کہ شکر ہے وہ ہلاک ہوا تو ان بدبختوں میں سے جن کے مردوں کو دفن کے وقت زمین بھی قبول نہیں کرتی اور ملبوس نجاست و غلاظت کو کیسے قبول کرے۔ (ابن اثیر صفحہ ۱۰۳ جلد ۴)

عمر بن الحباب السلمی نے لشکر ابن زیاد کی مذمت میں کہا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ وہ لشکر جو اپنے قیام کے دوران شراب نوشی اور زنا کو جمع کرے وہ طاقت ور دشمن کے

Marfat.com

مقابلے میں فتح مند نہیں ہو سکتا۔ (ابن اثیر صفحہ ۱۰۴ جلد ۴)

حقیقت یہ ہے کہ مختار نے شہدائے کربلا کے مقدس خون کا خوب بدلہ لیا۔ ہزاروں دشمنانِ اہل بیت کو تہ تیغ کیا اور چن چن کر واصل جہنم کیا اور کسی کے ساتھ کسی قسم کی کوئی رعایت نہ کی۔ یہاں تک کہ شمر ملعون ایک روایت کے مطابق اس کا بہنوئی تھا اور دوسری روایت کے مطابق حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہما کا ماموں تھا اس کی پھوپھی یا بہن مولا علی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اور شمر کا بیٹا مختار کا بھانجا تھا اس کی گردن مارنے کا بھی حکم دیا جب اس نے یہ عذر پیش کیا کہ میں تو معرکہ کربلا میں شریک ہی نہ تھا میرا کیا قصور ہے؟ مختار نے کہا بیشک تو شریک تو نہ تھا مگر تو فخر کیا کرتا تھا کہ میرے باپ نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے۔

مختار کا دعوی نبوت

مختار نے قاتلان حسین کے بارے میں جو شاندار کردار ادا کیا تھا افسوس کہ وہ اس عظیم نیکی کو اپنے حق میں قائم نہ رکھ سکا اور اس پر شقاوت ازلی غالب ہوئی اور اس نے نبوت کا دعوی کر دیا اور کہا کہ میرے پاس جبرائیل امین وحی لاتے ہیں اور اللہ تعالی نے مجھ میں حلول کیا ہے (معاذ اللہ) اور اس کے کذاب ہونے کی خبر حضور پر نور عالم ما کان یکون ﷺ نے پہلے ہی دے دی تھی کہ بے شک عنقریب ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ہلاک کرنے والا ہو گا چنانچہ ترمذی شریف میں تو باب ماجآء فی ثقیف کذاب ومبیر قائم ہے اور صحیح مسلم شریف میں بھی حدیث موجود ہے شارحین حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ ثقیف کے کذاب سے مراد مختار اور مبیر سے مراد حجاج بن یوسف

Marfat.com

ہے حضرتِ ابوبکر بن شیبہ فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا کہ مختار کہتا ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے فرمایا سچ کہتا ہے پھر یہ آیت پڑھی اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤی اَوْلِیٰٓـِٕهِمْ کہ بے شک شیاطین اپنے دوستوں کی طرف (ابلیسی) وحی کیا کرتے ہیں کذافی عقد الفرید مختار نے احنف بن قیس کو خط لکھا کہ ہم اپنی قوم کو دوزخ کی طرف لے جارہے ہو وہاں سے واپسی ناممکن ہے اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم لوگ میری تکذیب کرتے ہو تو اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو مجھ سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے اور میں ان سے بہتر نہیں (طبری صفحہ ۱۳۲ جلد ۷ البدایہ والنھایہ صفحہ ۲۷۵ جلد ۷) عیسیٰ بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر حضرت امام محمد باقرؓ سے مختار کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ علیؓ بن حسینؓ (زین العابدین) کو دیکھا کہ کعبۃ اللہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے مختار پر لعنت کر رہے تھے ایک شخص نے ان سے کہا اللہ مجھے آپ پر نثار کرے آپ اس شخص پر لعنت کر رہے ھیں جو آپ ہی لوگوں کے معاملے میں ذبح کیا گیا آپ نے فرمایا بلاشبہ وہ کذاب تھا کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھا کرتا تھا (طبقات ابن سعد صفحہ ۲۱۳ جلد ۵) امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں اور عبداللہ بن زبیر کی خلافت کے ایام میں مختار کذاب جس نے نبوت کا دعوے کیا تھا خروج کیا تھا تو ابن زبیر نے اس کے مقابلہ کے لئے ۶۷ھ میں لشکر تیار کر کے بھیجا جس نے اس ملعون کو شکست دے کر قتل کیا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۲) بعض لوگ جب اس قسم کی کوئی بات سنتے یا پڑھتے ھیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالے نے جس شخص کو اپنے حبیب ﷺ کے اھلبیت کے دشمنوں سے انتقام لینے کے لے منتخب کیا وہ گمراہ کذاب اور ملعون کیسے ھو

Marfat.com

سکتا ھے ملعون کذاب کو بھی کیا ایسا شاندار کارنامہ ادا کرنے کی توفیق حاصل ہو سکتی ھے؟

اس شبہ کا ازالہ:۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ہونا شرعاً یا عقلاً کسی طرح بھی محال اور ناممکن نہیں۔ دیکھئے ابلیس لعین کتنا بڑا عابد وزاہد اور عالم وفاضل تھا بالآخر ملعون ہو گیا۔ بلعم بن بعور کیسا زاہد وعابد اور مستجاب الدعوات تھا آخر قعر مذلت میں گر گیا اور کتے کی شکل میں دوزخ میں جائے گا۔ اسی طرح بہت سے لوگ ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے بڑے بڑے شاندار کارنامے انجام دیئے اور آخر قسمت کی بدنصیبی کا شکار ہو کر تباہ وبرباد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو وحی فرمائی کہ میں نے یحیٰ بن زکریا علیہما السلام کے قتل کے عوض ستر ہزار افراد قتل کرائے تھے اور تمہارے نواسے کے عوض ان سے دوگنے قتل کراؤں گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت یحیٰ علیہ السلام کے خون ناحق کا بدلہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخت نصر جیسے ظالم بدترین، خلائق کو مقرر فرمایا۔ جو خدا ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اسی طرح حضرت امام رضی اللہ عنہ کے خون ناحق کا بدلہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختار ثقفی جیسا کذاب نبوت کا دعوی کرنے والا بدترین خلق مقرر فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (القرآن پارہ ۸ آیت ۱۲۹)

ترجمہ:۔ اور اسی طرح ہم مسلط کرتے ہیں بعض ظالموں کو بعض ظالموں پر بوجہ ان کرتوتوں کے جو وہ کرتے رہتے تھے۔ یعنی ظالموں کو ہی ظالموں پر مسلط کر کے پھر ظالموں ہی کے ہاتھوں ظالموں کو ذلیل وخوار اور تباہ وبرباد کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: بیشک اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کی مدد فاجر یعنی بدکار

Marfat.com

آدمی کے ذریعے سے بھی کرالیتا ہے۔ (سراج منیر شرح جامع الصغیر صفحہ ۱۷۳)

جزع فزع کی ممانعت بحوالہ کتب روافض:۔

کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں کا جا بجا مومنوں ک صبر کی ترغیب دی گئی ہے اور جزع فزع سے منع کیا گیا ہے ائمہ اہل بیت کی بھی یہی تعلیم ہے اگر ان سے سچی عقیدت ومحبت ہے اور ان کے سچے پیرو ہیں تو ہمیں ان کی تعلیم پر عمل کرنا چاہیے۔ چنانچہ روافض کی کتاب فروع کافی صفحہ ۱۲۱ میں ہے: جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جزع کیا ہے؟ فرمایا: ویل، اور بلند آواز سے چیخ مارنا۔ یعنی واویلا اور شور کرنا اور منہ پر طمانچہ مارنا اور سینہ زنی کرنا اور ماتھے کے بال نوچنا اور جس نے رونے کی مجلس (عزا) کو قائم کیا بلاشبہ اس نے صبر کو ترک کیا اور ہمارے طریقہ کو چھوڑ کر غیر طریقہ اختیار کیا اور جو صبر کرے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کی حمد کرے اور جو کچھ اللہ نے کیا اس پر راضی رہے اس کا اجر وثواب اللہ کے ذمہ کرم پر واقع ہو گیا اور جو ایسا نہ کرے جبکہ اس پر کوئی قضا واقع ہو تو وہ برا آدمی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا اجر وثواب برباد کر دیتا ہے۔ (فروع کافی)

اس روایت میں جزع فزع سینہ زنی کی ممانعت اور صبر کا حکم ہے۔

فروع کافی صفحہ ۱۲۱ میں دوسری روایت میں ہے: امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں بیشک صبر و تکلیف ومصیبت دونوں مومن کو پیش آتے ہیں جب مومن کو تکلیف ومصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور بیشک جزع اور تکلیف ومصیبت دونوں کافر کو بھی

Marfat.com

پیش آتے ہیں تو جب کافر کو مصیبت آتی ہے تو وہ جزع فزع کرتا ہے۔ (فروع کافی)

اسی روایت میں امام صادق رضی اللہ عنہ نے مومن اور کافر کی شناخت بیان فرمائی۔ مومن مصیبت کے وقت صبر ہی کا مظاہرہ کرتا ہے اور کافر بہ وقتِ مصیبت جزع فزع کرتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صبر مومن کا شیوہ ہے اور جزع فزع کافر کا۔

۳:۔صافی شرح اصول کافی صفحہ ۱۷۱ میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے: فرمایا صبر بمنزلہ سر ایمان ہے جب سر ہی نہ رہے تو جسم بھی نہیں رہتا۔ اسی طرح جب صبر جاتا رہتا ہے ایمان بھی نہیں رہتا یعنی صبر اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں۔

(صافی شرح اصول کافی)

۴:۔نہج البلاغہ میں ہے: مولا علی نے حضور ﷺ کے وصال پر غسل کے موقع پر فرمایا: گو آپ ﷺ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم نہ دیا ہوتا اور جزع وفزع سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ کی وفات پر اتنا روتے کہ بدن کی رطوبت خشک ہو جاتی۔ (نہج البلاغہ)

فائدہ: مولا علی نے ایسے غم کے الم ناک موقع پر بھی صبر کیا اور جزع فزع نہیں کیا کیونکہ دینِ مصطفیٰ ﷺ میں اس کی ممانعت تھی۔

۵:۔فروغ کافی صفحہ ۱۱۹ جلد ا میں ہے: جب مولا علی شہید ہوئے تو امام حسین مدین میں تھے حضرت امام حسین نے ان کو خط کے ذریعے اطلاع دی جب انہوں نے خط پڑھا فرمایا کیسی بڑی مصیبت پیش آئی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: کہ تم میں سے جس کو کوئی مصیبت پیش آجائے اس کو چاہیے کہ وہ میری وفات کی مصیب یاد کر لے کیونکہ رسول کی وفات سے بڑھ کر مسلمان کے لئے کوئی اور بڑی مصیبت نہ ہوگی اور آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ (فروع کافی)

Marfat.com

جب سرکار کی وفات والی اعظم مصیبت پر صبر کا حکم ہے تو پھر کسی اور مصیبت پر بے صبری، جزع فزع اور سینہ زنی کب جائز ہو سکتی ہے۔

۶:۔ نہج البلاغہ صفحہ ۱۵۸ جلد ۳: مولا علی فرماتے جب مصیبت کے وقت اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارے اس کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ ۷:۔ فروع کافی صفحہ ۱۲۱ جلد اول میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان مصیبت کیوقت اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارتا ہے تو وہ اپنا اجر و ثواب برباد کر دیتا ہے۔

۸:۔ انہی سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میت پر چیخنا چلانا اور کپڑے پھاڑنا لائق اور مناسب نہیں ہے۔ (فروع کافی صفحہ ۱۲۲ جلد اول)

دوسری روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ لیکن لوگ اس کو نہیں سمجھتے اور صبر بہتر ہے۔

۹:۔ فروع کافی صفحہ ۱۲۲ جلد اول میں ہے: الغلا بن کامل کہتے ہیں: کہ میں امام صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا ایک مکان سے ایک چیخنے والی کے چیخنے کی آواز آئی حضرت امام (ناراض ہو کر) کھڑے ہو گئے پھر بیٹھ گئے اور انا اللہ پڑھ کر وہی حدیث بیان فرمائی جو اوپر مذکور ہوئی پھر فرمایا بیشک ہمیں یہی محبوب اور مطلوب ہے کہ ہماری جانوں اور ہماری اولاد میں اور ہمارے مالوں میں خیر و عافیت رہے۔ لیکن جب کوئی قضا واقع ہو جائے تو پھر ہم وہی پسند کریں جو اللہ نے ہمارے لئے پسند کیا ہے۔

۱۰:۔ انارۃ البصائر صفحہ ۲۹۷ جلد ۴ میں ہے: امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں اپنی ہمشیر حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بہن! جو میرا حق تم پر ہے اسی کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میری مفارقت کی مصیبت پر صبر کرنا پس جب میں شہید ہو جاؤں تو ہرگز اپنا منہ نہ پیٹنا اور اپنے بال نہ نوچنا اور گریبان چاک نہ کرنا کہ تم زہرہ بتول کی بیٹی

Marfat.com

ہو جیسا انہوں نے پیغمبر خدا کی جدائی کی مصیبت میں صبر فرمایا تھا اسی طرح تم بھی میری مصیبت میں صبر کرنا۔ اب دیکھئے پیغمبر خدا ﷺ نے اپنی وفات کے وقت سیدہ زہرہ بتول کو کیا وصیت فرمائی۔ چنانچہ ۱۱:۔ فروع کافی صفحہ ۲۱۴ جلد ۲، حیاۃ القلوب صفحہ ۲۵۲ جلد ۲ میں ہے: ابن بابویہ بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول نے اپنی وفات کے وقت اپنی بیٹی حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ اے بیٹی جب میں انتقال کر جاؤں تو اپنا منہ نہ پیٹنا بال نہ بکھیرنا، واویلا نہ کرنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نہ نوحہ گروں کو بلانا۔ اسی وصیت کے مطابق ہی سیدہ نے کہا: اس کے خلاف نہ کیا حضرت عالی مقام بھی سیدہ زینب سے فرما رہے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی طرح تم بھی میری مصیبت میں صبر کرنا چنانچہ انہوں نے بھی وصیت کے مطابق کیا۔

۱۲:۔ جلاء العیون اردو صفحہ ۱۷۸ میں ہے: امام پاک نے فرمایا: اے خواہر نیک اختر خدا سے خوف لازم ہے قضائے حق تعالیٰ پر راضی رہنا چاہیے واضح ہو کہ سب اہل زمین شربت ناگوار مرگ نوش کریں گے اور ساکنان آسمان بھی باقی نہ رہیں گے مگر ذات حق تعالیٰ باقی ہے اور سب معرض زوال وفنا میں ہیں۔ خدا سب کو مار ڈالے گا اور پھر زندہ کرے گا فقط اسی کو بقا ہے۔ دیکھو ہمارے پدر و مادر اور برادر شہید ہوئے اور سب سے بہتر تھے۔ جناب رسول خدا ﷺ کہ اشرف المخلوقات تھے دنیا میں رہے اور بہ جانب سرائے باقی رحلت فرمائی۔ اسی طرح بہت سے مواعظ اپنی خواہر سے بیان کر کے وصیت کی اور کہا اے خواہر گرامی تم کو میں قسم دیتا ہوں کہ جب میں شہید ہو کر بہ عالم بقا رحلت کروں گریباں چاک نہ کرنا اور منہ نہ نوچنا، واویلا نہ کرنا۔

صفحہ ۲۰۱ جلد اول میں ہے: بہ صبر و شکیبائی حکم فرما کے بہ وعدۂ ثواب ہائے غیر متناہی الٰہی

Marfat.com

تسکین دے کو ارشاد فرمایا چادریں سر پر اوڑھ لو اور آمادۂ لشکر مصیبت و بلا ہو کر خدا ہی تمہارا حامی ناصر ہے۔ شجر اعداء سے تم کو وہی نجات دے گا اور عاقبت بخیر کرے گا اور تمہارے دشمنوں بہ انواع عذاب وبلا مبتلا کرے گا اور تمہیں ان بلاؤں، مصیبتوں کے عوض دنیا و عقبیٰ میں بہ انواع نعمت و کرامت ہائے بے اندازہ سرفراز فرمائے گا ہرگز ہرگز صبر و شکیبائی سے دستبردار نہ ہونا اور کلام ناخوش زبان پر نہ لانا کہ موجب نقص ثواب ہوگا۔

۱۳:۔ جامع عباسی اردو مطبوعہ مطبع یوسفی دھلی کے صفحہ ۲۶۷ میں ہے مکروہ ہے سیاہ لباس پہننا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ مؤمنوں سے کہہ دے کہ میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنیں یعنی کالے کپڑے

۱۴:۔ من لایحفر الفقیہ صفحہ ۵۱ میں ہے حضرت امام جعفر صادق سے سوال کیا گیا کہ سیاہ ٹوپی پہن کر نماز درست ہے؟ فرمایا سیاہ ٹوپی پہن کر نماز نہ پڑھے کیونکہ سیاہ لباس دوزخیوں کا ہے اور امیر المؤمنین حضرت مولا علی نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کالے کپڑے نہ پہنو کیونکہ یہ فرعون کا لباس ہے۔ (من لایحفر الفقیہ کتاب روافض)

یہ ائمہ اہل بیت کے بارہ ارشادات ان کے مبارک عدد کے مطابق اثنا عشریوں کی خدمت میں خود ان کی نہایت معتبر کتب سے ھدیہ میں ان میں بارہ ارشادات میں واضح طور پر بارہ ہی ہدایات ہیں۔

۱۔ مصیبت کے وقت صبر و شکیبائی ہرگز نہ چھوڑو کہ مصیبت پر صبر ہی مؤمن کا شیوہ اور نشانی ہے۔ ۲۔ مصیبت کے وقت جزع و فزع یعنی چیخنا چلانا واویلا و شور کرنا کافروں کا شیوہ اور نشانی ہے۔ ۳۔ مصیبت کے وقت منہ نہ پیٹو۔ ۴۔ سینہ زنی (ماتم) نہ کرو۔ ۵۔ با

Marfat.com

ل نہ بکھیرو۔۶۔ بال نہ نوچو۔ ۷۔ ننگے سر نہ ہوو۔ ۸۔ رانوں پر ہاتھ نہ مارو۔ ۹۔ کپڑے نہ پھاڑو، گریباں چاک نہ کرو۔ ۱۰۔ زبان پر کلام ناخوش یعنی رضائے الٰہی کے خلاف بول نہ لاؤ۔ ۱۱۔ مجالس عزا یعنی رونے کی مجلسیں قائم نہ کرو کہ یہ سب صبر ورضا کے خلاف ہیں اور اسلام میں صبر ورضا کا حکم ہے۔ ۱۲۔ کالے کپڑے نہ پہنو کہ یہ دوزخیوں اور فرعون کا لباس ہے۔

اب دیکھئے کون ہٹ دھرمی ضد اور جہالت کو چھوڑ کر آئمہ کرام کی سچی عقیدت ومحبت اور پیروی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان ہدایات پر عمل کرتا ہے اور کون تاویلات فاسدہ کر کے اپنا ایمان اور اعمال تباہ کرتا ہے۔ بعض لوگوں نے نہایت ناانصافی کرتے ہوئے لکھ دیا ہے کہ صحیح روایات کے ساتھ بھی ذکر شہادت بیان کرنا تشبہ بالروافض کی وجہ سے حرام ہے نیز حدیث میں مرثیوں کے پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اول تو ذکر شہادت حسنین کریمین کرنا ہرگز ہرگز روافض کا شعار نہیں بلکہ اہل سنت وجماعت بھی ذکر شہادت کرتے ہیں البتہ خوارج اس کے منکر ہیں وہ نہیں کرتے بلکہ ذکر شہادت سے جلتے ہیں اور اسے سخت ناپسند کرتے ہیں تو ذکر شہادت سے روکنے والے خوارج سے مشابہت کرنے والے ٹھہرے۔ دوم روافض تو صحیح روایات کے ساتھ ذکر شہادت کرتے ہی نہیں وہ تو اکثر جھوٹی روایتیں بیان کرتے ہیں اور اہل بیت اطہار کے متعلق ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کی شان رفیع کے ہرگز لائق نہیں ہوتیں اور وہ مرثیے بھی ایسے پڑھتے ہیں جن میں احوال واقعی نہیں ہوتے بلکہ جھوٹ اور بہتان زیادہ ہوتا ہے نیز وہ صحابہ کرام کی توہین وتنقیص کرتے ہیں علاوہ ازیں ان کی مجالس مجلس میں نوحہ ماتم اور بہ تکلف رلانا

Marfat.com

وغیرہ ہوتا ہے اور اہل سنت کی محافل میں شان صحابہ کرام بھی بیان ہوتی ہے اور روافض کے الزامات اور بہتانات کا جواب بھی ہوتا ہے اور ذکر شہادت صحیح روایات کے ساتھ ہوتا ہے اور ماتم وغیرہ بالکل نہیں ہوتا تو مشابہت کیسے ہوئی؟ اور حدیث میں جن مرثیوں کی ممانعت ہے وہ وہی ہوتے ہیں جن میں واہی تباہی غلط باتیں اور اس قسم کے ذکر و مواعظ کی ہرگز ممانعت نہیں ہے حسنین کریمین جیسے محبوبوں کے مصائب پر بوجہ درد محبت دل بھر آئے اور بلا قصد واختیار رقت طاری ہو جائے اور آنکھوں میں اشک جاری ہو جائیں تو یہ رونا بھی عین رحمت اور علامت محبت ایمان ہے البتہ جزع فزع اور سینہ کوبی وغیرہ بلاشبہ حرام و ناجائز ہے۔

مختار اور راجح قول کے مطابق :۔امام اعظم کے نزدیک یزید پر لعنت جائز ہے اگرچہ آپ کا مشہور قول توقف ہے جیسے یزیدی مولوی اپنا سہارا سمجھتے ہیں لیکن کتب متعددہ کے حوالہ جات سے ثابت ہے کہ امام اعظم بھی یزید پر لعنت بھیجتے ہیں چنانچہ دیوبندی مولوی عبدالرشید اپنی کتاب حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۳۶۶ میں بحوالہ فتاوی عزیزیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۰۰ جلد اول لکھتا ہے امام ابوحنیفہ سے یزید پر لعنت کے بارے میں توقف کی تصریح ثابت نہیں بلکہ ان سے جو کچھ منقول ہے وہ تعارض روایات کے وقت کا قول ہے یزید کے بارے میں خود ان کی تصریح آگے آرہی ہے کہ اس پر لعنت جائز ہے۔

۲۔ الشبان الشیبہ من ارتکاب الغیبہ ازمولانا عبدالحئ فرنگی محلی صفحہ ۶۰ طبع ۱۳۹۷ھ شائع کردہ مکتبہ عارفین کراچی یزید پر لعنت کے سلسلہ میں امام احمد کی جو رائے ہے

Marfat.com

(یعنی یزید پر) لعنت جائز ہے وہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سے مطالب المومنین میں منقول ہے یعنی امام اعظم بھی یزید پر لعنت کے جواز کے قائل ہیں۔

۳۔ الاختیار صفحہ ۱۴۲ جلد دوم میں ہے اکابر حنفیہ میں امام ابوبکر احمد بن علی جاص الرازی جنہوں نے ہمیشہ امام ابوحنیفہ کے قول پر ترجیح دی نے احکام القرآن میں یزید کولعین ہی لکھا۔

۴۔ خلاصۃ الفتاوی صفحہ ۳۰ جلد چہارم میں حنفیوں کے چوٹی کے امام طاہر بن احمد عبدالرشید بخاری لکھتے ہیں میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین صغاری سے سنا ہے وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے لا بأس باللعن علی یزید۔

۵۔ فتاوی بزازیہ برحاشیہ عالمگیری صفحہ ۳۴۴ جلد سوم میں عظیم حنفی محقق ابن بزاز کردری لکھتے ہیں یزید اور اسی طرح حجاج پر لعنت کرنا جائز ہے اور امام قوام الدین صغاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں کردری کہتے ہیں حق یہ ہے کہ یزید پر لعنت اس کے کفر کی شہرت پر اس کی گھناؤنی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جس کی تفصیلات معلوم ہیں لعنت ہی کی جائے گی۔

۶۔ عظیم حنفی عالم بحر العلوم فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت صفحہ ۲۲۳ جلد دوم میں لکھتے ہیں۔ یزید پلید کے ایمان میں بھی شک ہے جو طرح طرح کی خبیث حرکتیں اس نے کیں ہیں سب معروف ہیں۔

۷۔ امام ربانی مجدد الف ثانی حنفی کا مسلک:۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب

Marfat.com

نمبر ۲۵ حصہ چہارم میں ہے یزید پر لعنت کرنے سے امام اعظم یا دوسرے بعض بزرگوں کے توقف کا مطلب قطعاً یہ نہیں کہ وہ مستحق لعنت بھی نہیں ارشاد خداوندی ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے۔

۸۔ حیات الحیوان صفحہ ۲۲۵ جلد دوم، یزید پر لعنت کرنے کے بارے میں سلف صالحین امام ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے دو قسم کے قول میں ایک تصریح کے ساتھ یعنی اس کا نام لے کر لعنت کرنا دوسرا تلویح کے ساتھ یعنی بغیر نام لئے اشارةً جیسے اللہ تعالی امام کے قاتلوں اور دشمنوں پر لعنت کرے لیکن ہمارے نزدیک ایک ہی قول ہے یعنی تصریح نہ کہ تلویح۔

۹۔ حنفیوں کے چوٹی کے امام علامہ علی قاری شرح شفا صفحہ ۵۵۶ جلد دوم میں لکھتے ہیں یزید، ابن زیاد اور انہی کی مثل دوسرے لوگوں پر لعنت جائز ہے امام احمد بن حنبل تو یزید کے کفر کے قائل ہیں۔

۱۰۔ حنفی مفسر سید محمود احمد آلوسی تفسیر روح المعانی پارہ ۲۶ صفحہ ۶۲ میں لکھتے ہیں میرے (حنفی امام) کے نزدیک یزید جیسے شخص معین پر لعنت کرنا جائز ہے اور درست ہے اس جیسا کوئی بھی فاسق متصور نہیں ہو سکتا اور ظاہر یہی ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اس کی توبہ کا احتمال اس کے ایمان کے احتمال سے بھی کمزور تر ہے یزید کے ساتھ ابن زیاد ابن سعد اور اس کی جماعت کو بھی لاحق و شامل کیا جائے گا پس اللہ تعالی کی لعنت ہو ان سب پر اور جو بھی ان کی طرف مائل ہو قیامت تک اور اس وقت تک کہ کوئی بھی آنکھ ابو عبداللہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ پر آنسو بہائے۔

Marfat.com

۱۱۔ فتاوی عبدالحئی صفحہ ۸ جلد سوم مطبوعہ لاہور میں علامہ عبدالحئی لکھنوی دیوبندی (یزیدی دیوبندی عبرت پکڑیں) لکھتے ہیں

ترجمہ ملخصاً:۔ یہ سخن محض باطل ہے کہ اس نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ وہ آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے قتل کے بعد خوش ہوا۔ (حقیقت یہ ہے کہ)

۱۲،۱۳۔ حنفیوں کے چوٹی کے امام تفتازانی شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ لاہور میں فرماتے ہیں امام احمد شارح بخاری ارشاد الساری شرح بخاری صفحہ ۱۰ جلد پنجم میں فرماتے ہیں بعض علمائے اہل سنت نے یزید پر لعنت کا اطلاق کیا ہے اس لئے کہ جب اس نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا تھا وہ کافر ہو گیا تھا اور جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ اجازت دی اور جوان (سادات) کے قتل پر راضی ہے اور اس پر لعنت کو ناجائز ہے اور حق بات یہی ہے کہ یزید کا امام کے قتل پر راضی ہونا اور اس پر خوش ہونا اور اہل بیت رسول ﷺ کی توہین کرنا تواتر معنوی کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے پس ہم نہیں توقف کرتے اس کی شان میں بلکہ اس کے ایمان میں اللہ کی لعنت ہو اس (یزید پلید) پر اور اس کے دوستوں پر اور اس کے مددگاروں پر۔

۱۴۔ نبراس شرح، شرح عقائد صفحہ ۵۵۲ میں علامہ عبدالعزیز پرھاروی لکھتے ہیں۔

(ترجمہ) اور بعض علماء (اہل سنت احناف) نے یزید پر لعنت کا اطلاق ثابت کیا ہے۔

ان میں سے ایک محدث ابن جوزی ہیں جنہوں نے اس مسئلہ (جواز لعنت یزید) میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام انہوں نے رکھا ہے۔ (الرد علی المتعصب العنید المانع عن ذم الیزید) اور جواز لعن یزید کے قائلین میں امام احمد بن حنبل اور قاضی ابویعلی بھی ہیں۔

Marfat.com

فائدہ: علامہ پرھاروی کے نزدیک یزید کو کافر کہنے والے اہل سنت کے امام اور برحق علمائے دین ہیں ان پر علامہ پڑھاروی نے کوئی فتوی نہیں لگایا۔

(ترجمہ بقیہ عبارت فتاوی عبدالحیٔ صفحہ ۸ جلد سوم)

اور بعض (یزیدی ناصبی ملاں) کہتے ہیں کہ قتل حسین گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں اور لعنت کفار کے ساتھ مخصوص ہے ایسے کہنے والے (یزیدی مولوی) کی فطانت پر افسوس ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ کفر تو دوسری چیز ہے خود رسول کو ایذاء دینا کیا نتیجہ وثمرہ رکھتی ہے فرمان ایزدی ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ جو اللہ ورسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں خدا کی لعنت ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

(ڈوبتے کو تنکے کا سہارا)

یزیدی ناصبی ملاں کہتے ہیں کہ امام غزالی نے یزید پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے انہیں معلوم ہونا چاہئے امام غزالی احیاء العلوم صفحہ ۱۲۰ جلد سوم میں فرماتے ہیں اس زمانہ میں کسی شخص پر گو وہ کافر ہی کیوں نہ ہو لعنت کرنا اچھا نہیں اس کے بعد وہ فرماتے ہیں اگر وہ کوئی بالفرض شیطان پر بھی لعنت نہ کرے اور سکوت اختیار کرے تو کچھ اندیشہ نہیں شیطان سے بڑھ کر کوئی اور کیا ہوگا تعجب ہے کہ امام غزالی کے قول سے وہ لوگ استدلال کر رہے ہیں جن کا شب وروز کا مشغلہ ہی مسلمانوں کو بات بات پر مشرک اور بدعتی بنانا ہے امام غزالی تو فرما رہے ہیں کہ شخص معین گو وہ کافر ہی کیوں نہ ہو لعنت کرنا اچھا نہیں اس لئے کہ شاید وہ توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور اسی طرح

Marfat.com

ابلیس پر بھی لعنت نہ کرے بلکہ سکوت اختیار کرے حالانکہ ارشاد خداوندی ہے۔

(ترجمہ) کافروں پر اللہ کی لعنت ہے اے شیطان تجھ پر مت تک لعنت ہے یا میری لعنت ہے۔

امام غزالی کا سہارا لینے والے یزیدیوں کو چاہئے کہ وہ کفار اور شیطان کو بھی مستحق لعنت نہ سمجھیں اور ان پر بھی لعنت نہ کیا کریں اور لعنت والی آیات کو تلاوت نہ کیا کریں افسوس! ان یزیدی ناصبی ملاؤں کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ کسی کا مستحق لعنت ہونا اور بات ہے اور اس پر لعنت نہ کرنا اور بات ہے امام غزالی کا مقصد یہ ہے کہ ازروئے حدیث مؤمن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا خواہ کوئی مستحق لعنت ہو مگر مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اس پر لعنت نہیں کرتا اس کی دلیل یہ ہے کہ وصف عام کے ساتھ (امام غزالی) کے نزدیک بھی کافر و فاسق بلکہ خوارج روافض اور ظالم و زانی سود خور پر لعنت کرنا جائز ہے اور یزید بلاشبہ فاسق اعتقادی و عملی اور ظالم تھا لہذا امام غزالی کے مقررہ اصول کے مطابق بھی اس پر لعنت کرنا جائز ہوگا۔

(ترجمہ بقیہ عبارت فتاوی عبدالحئی صفحہ ۸ جلد اول مطبوعہ لاہور)

مخفی نہ رہے کہ یزید کا معاصی سے توبہ و رجوع کا (امام غزالی کی طرف سے) محض احتمال ہے ورنہ اس بے سعادت نے اس امت میں جو کچھ کیا ہے وہ کسی نے نہ کیا ہوگا امام حسین کے قتل کے بعد اہل بیت کی اہانت اور مدینہ منورہ میں تخریب کاری اور اہل مدینہ کو قتل کرنے کے لئے لشکر بھیجنا اور واقعہ حرہ میں تین روز تک مسجد نبوی بے آذان و نماز رہی اور اس معرکہ میں عین حرم کے اندر کئی لوگ شہید ہوئے یزید پلید اس قسم کے مشاغل میں مصروف تھا کہ مر گیا اور اس جہان کو پاک کر گیا اس کے بیٹے معاویہ (اصغر) نے برسر منبر اس کے برے حالات بیان کئے اور پوشیدہ حالات کو اللہ ہی خوب جانتا

Marfat.com

ہے اور بعض علمائے اہل سنت اس پر علی الاعلان کھلم کھلا لعنت کرنا جائز رکھتے ہیں سلف اور اعلام امت سے امام احمد بن حنبل اور ان کی مثل اور بزرگوں نے اس پر لعنت کی ہے ابن جوزی نے جو حفظ سنت و شریعت میں بہت ہی زیادہ سخت ہیں اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کرنا سلف سے نقل کیا ہے اور علامہ تفتازانی نے کمال جوش و خروش سے یزید اور اس کے معاونین اور ساتھیوں پر لعنت کی ہے۔

یزیدی ملاؤں کا فریب:۔ یزیدی ملاں یہ کہتے ہیں کہ یزید تو دمشق میں تھا اور حسین کربلا میں شہید ہوئے یزید تو کربلا میں موجود ہی نہ تھا حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ یزید کے حکم اور رضا سے ہوا اور اس کی پوری پوری ذمہ داری اسی پر عائد ہوتی ہے قرآن کریم میں اس کی نظیر موجود ہے دیکھئے فرعون نے اپنے ہاتھوں سے بنی اسرائیل کا کوئی بچہ ذبح نہیں کیا تھا مگر اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے تمام بچوں کا قاتل اور ذابح اسی کو قرار دیا کیونکہ اسی کے حکم سے ذبح کئے گئے تھے چنانچہ فرمایا یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ فرعون ان (بنی اسرائیل) کے بچوں کو ذبح کرتا تھا۔ تو قرآن سے ثابت ہوا کہ جس کے حکم اور رضا سے قتل ہو اس حاکم کو حکماً قاتل ہی کہا جائے گا لہذا یہ کہنا غلط ہے کہ یزید قتل امام سے راضی نہ تھا اور نہ یہ قتل اس کے حکم اور رضا سے ہوا بلکہ بلاشبہ یہ سب کچھ یزید پلید علیہ اللعنة کے حکم سے ہوا"

۱۵۔ البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۲ جلد ہشتم علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں یزید نے حضرت حسین اور ان کے اصحاب کو ابن زیاد کے ذریعے قتل کرایا اصل قاتل یزید ہے۔

۱۶۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۵۰ جلد چہارم میں ہے حضرت ابن عباس نے یزید کو لکھا

Marfat.com

بلا شبہ تو نے حسین اور عبدالمطلب کے جوانوں کو قتل کیا ہے جو ہدایت کے روشن چراغ اور چمکتے ستارے تھے تیرے حکم سے تیرے لشکر کے سواروں نے ایک ہی جگہ ان کو خاک وخون میں ملا دیا میں ابھی ان باتوں کو نہیں بھولا اور نہ بھولوں گا کہ تو نے حسین کو حرم رسول مدینہ عالیہ سے حرم مکہ کی طرف نکالا اور ان کی طرف برابر سوار اور پیارے بھیجتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے امام کو عراق کی طرف نکلنے کے لئے بے قرار کر دیا تم نے میرے باپ کی اولاد کو قتل کیا ہے اور تمہاری تلواروں سے میرا خون ٹپک رہا ہے تم میرے عزیزوں کے قاتل ہو اور تو اس پر مغرور اور خوش نہ ہو کہ آج تو نے ہم پر غلبہ پالیا ہے ایک دن ہم بھی فتح یاب ہوں گے۔

۱۷۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۵۵ جلد چہارم میں ابن زیاد یزیدی گورنر نے کہا جہاں تک قتل حسین کا تعلق ہے تو وہ اس لئے تھا کہ یزید نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ان کو قتل کروں ورنہ وہ مجھے قتل کر دے گا تو میں ان کے قتل کو اختیار کیا۔

۱۸۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۴۵ جلد چہارم امام عالی مقام کی شہادت کے بعد اہل حرمین نے یزید کی بیعت توڑ دی تو یزید نے ابن زیاد کو اہل حرمین کا محاصرہ کرنے کا حکم بھیجا تو اس نے کہا خدا کی قسم اس فاسق (یزید) کے لئے ابن رسول اللہ کا قتل پہلے کر چکا ہوں اور حرمین میں لڑائی دونوں (گناہوں) کو اپنے لئے جمع نہیں کروں گا اس نے معذرت کر لی۔

۱۹۔ مشہور حنفی محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ تکمیل الایمان صفحہ ۹۸ میں ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ آپ کے قتل پر راضی تھا اور نہ آپ کے قتل کے بعد ان کے اور ان کے عزیزوں کے قتل سے خوش و مسرور ہوا یہ

Marfat.com

بات مردود ہے اور باطل ہے اس لئے کہ اس شقی کا اہل بیت نبوت رضی اللہ تعالی عنہم سے عداوت رکھنا اور ان کے قتل سے خوش ہونا اور ان کی اہانت کرنا معنوی طور پر درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہے اور اس کا انکار تکلف و مکابرہ یعنی خواہ مخواہ کا جھگڑا ہے جب یہ اچھی طرح سے ثابت ہوگیا کہ امام کا قتل یزید کے حکم سے ہوا اور وہ اس پر راضی اور خوش تھا تو ثابت ہوگیا کہ وہی امام کا قاتل اور رسول کو اذیت دینے والا ہے امام غزالی احیاء العلوم صفحہ ۴۹۱ جلد چہارم میں ابن عباس کا خواب نقل کر کے لکھتے ہیں حضور کو اس واقعے سے سخت اذیت پہنچی ہے اور حضور کو اذیت پہنچانے والا لعنتی ہے۔

فائدہ: امام غزالی کے نزدیک بھی یزید فاسق مستحق لعنت ٹھہرا، شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۷ میں مشہور حنفی عالم علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں اور یہ جو بعض جاہلوں نے افواہ اڑا رکھی ہے کہ امام حسین باغی تھے تو یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک باطل ہے یہ خارجیوں کے ہذیانات (بکواس) ہیں جو صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔

۲۱۔ الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۱ میں ہے امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت صالح نے اپنے باپ سے یزید سے دوستی رکھنے یا اس پر لعنت کرنے کے بارے میں پوچھا تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا بیٹا کوئی اللہ پر ایمان رکھنے والا ایسا بھی ہوگا؟ جو یزید سے دوستی رکھے اور میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر اللہ نے اپنی کتاب (قرآن) میں لعنت کی ہے میں نے عرض کیا اللہ نے اپنی کتاب میں یزید پر کہاں لعنت کی ہے؟ تو فرمایا اس آیت میں فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ

ترجمہ:۔ کہ پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم اس ملک میں فساد برپا کرو گے اور قطع رحمی کرو گے ایسے ہی لوگ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے پھر ان کو بہرا

Marfat.com

اور اندھا کر دیا۔

پھر امام احمد نے فرمایا بیٹا کیا اس قتل حسین سے بڑھ کر بھی کوئی فساد ہو سکتا ہے؟

۲۲۔ ارشاد رسول ہے اہل مدینہ کو ڈرانے اور ہراساں کرنے والے پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے ملاحظہ ہو صحیح ابن حبان سراج المنیر صفحہ ۲۸۸ وفاء الوفا صفحہ ۲۲ جذب القلوب صفحہ ۳۳ یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ یزید پلید نے اہل مدینہ کو ڈرایا او رہراساں کیا ظلم وستم ڈھائے مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے تین دن تک مسجد نبوی بے آذان وبے جماعت رکھی۔

فائدہ: ثابت ہوا یزید پلید ملعون لعین اور لعنتی ہے۔

۲۳۔ مشہور حنفی عالم ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۸ میں لکھتے ہیں یزید سے ایسی حرکات سرزد ہوئیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں مثلاً شراب کو حلال کرنا اور حضرت امام حسین اور آپ کے ساتھیوں کے قتل کے بعد یہ کہنا کہ میں نے ان سے بدلہ لیا ہے اپنے بزرگوں اور سرداروں کے قتل کا جو انہوں نے بدر میں کئے تھے یا ایسی ہی اور باتیں اسی وجہ سے امام احمد بن حنبل نے یزید کی تکفیر کی ہے۔

۲۴۔ الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۱۸ میں امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں (ملخصاً) سبط ابن الجوزی کا یزید کے کافر ہونے کے بارے میں مشہور قول ہے کیونکہ جب امام حسین کا سر اقدس یزید تو وہ خبیث کے پاس آیا امام کے سر کو الٹ پلٹ کرتا تھا اور کہتا تھا اے کاش میرے بزرگ (ابو جہل امیہ وغیرہ) جو بدر میں مارے گئے آج موجود ہوتے اور اس نے ان میں دو شعر اور زیادہ کئے جو صریح کفر پر دلالت کرتے ہیں اس کے دل میں جاہلیت کا بغض وکینہ اور جنگ بدر کا انتقامی جذبہ تھا ان حوالہ جات کے بعد یزید کے کفر میں شک

Marfat.com

کی گنجائش باقی نہیں۔

۲۵۔اسعاف الراغبین صفحہ ۲۱۱ میں علامہ شیخ محمد بن علی الصبان فرماتے ہیں بے شک امام احمد بن حنبل یزید کے کفر کے قائل ہیں اور ان کا علم اور تقوی اس بات کا مقتضی ہے کہ انہوں نے کفر کا فتوی اس وقت دیا ہوگا جب موجب کفر باتیں یزید سے ثابت ہوئی ہوں گی اور کفر کے فتوی میں علماء کی جماعت نے ان کی موافقت کی ہے جیسے ابن جوزی وغیرہ بہت سے علماء نے تو یزید کا نام لے کر اس پر لعنت کرنے کو جائز رکھا ہے اور امام احمد سے بھی یہی مروی ہے ابن جوزی نے کہا ہے کہ امام قاضی ابو یعلی نے مستحقین لعنت کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے ان میں یزید کا نام بھی لعنتیوں میں لکھا ہے۔

۲۶۔امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات شریف صفحہ ۵۴ میں لکھتے ہیں یزید بد بخت کی بد بختی میں کس کو کلام ہے؟ جو کام اس یزید بد بخت نے کیئے ہیں کوئی کافر فرنگی بھی نہیں کرے گا بعض علمائے اہل سنت جو اس کے لعن میں توقف کرتے ہیں وہ اس سبب سے نہیں کہ وہ اس سے راضی ہیں بلکہ اس رعایت سے کہ رجوع توبہ کا احتمال ہوسکتا ہے یہ احتمال احتمال ہی ہے حقیقت میں کچھ نہیں۔

۲۷۔روح المعانی پارہ ۲۶ صفحہ ۶۶ میں ہے یزید خبیث حضور علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرنے والا نہیں تھا بے شک اس کا مجموعی عمل جو اس نے اللہ تعالی اور اس کے رسول کے حرم پاک کے رہنے والوں کے ساتھ کیا اور اولاد رسول کے ساتھ ان کی زندگی اور شہادت کے بعد جو کچھ روا رکھا ہے اور جو کچھ اس سے ذلت آمیز افعال صادر ہوئے ہیں یہ زیادہ دلالت کرنے والے ہیں اس کی عدم تصدیق پر اس شخص کے عمل

Marfat.com

سے کہ جس نے قرآن مجید کے اوراق کو نجاست میں پھینکا ایسے کرنے والا کافر ہے میرے نزدیک اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔

۲۸۔روح المعانی صفحہ ۷۱ پارہ ۲۶ یزید علیہ اللعنۃ حضرت علی اور آپ کے دونوں صاحبزادوں حسن و حسین سے بغض رکھتا تھا جیسا کہ معنوی طور پر احادیث متواتر اس پر دلالت کرتی ہیں اب تیرے لئے یہ کہنا ضروری ہے کہ وہ لعین منافق تھا۔

۲۹۔تفسیر مظہری صفحہ ۲۱ جلد پنجم میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی فرماتے ہیں یزید اور اس کے ساتھیوں نے کفر کیا آل پیغمبر کی عداوت میں کھڑے ہو گئے اور انہوں نے امام حسین کو شہید کیا اور یزید نے دین مصطفیٰ کا انکار کر کے کفر کیا یہاں تک کہ اس نے امام حسین کو قتل کے وقت کہا کہاں ہیں میرے بزرگ کہ وہ میرا بدلہ لینا دیکھ لیں آل محمد ﷺ و بنی ہاشم سے آخری شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ میں جندب کی اولاد میں سے نہیں ہوں گا اگر میں احمد علیہ السلام کی اولاد سے بدلہ نہ لوں جو کچھ انہوں نے کیا اس پلید نے شراب کو حلال کیا۔

۳۰۔مکتوبات قاضی ثناء اللہ صفحہ ۲۰۳ میں ہے یزید کا کفر معتبر روایات سے ثابت ہے پس وہ مستحق لعنت ہے اگر چہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں لیکن الحب للہ والبغض فی اللہ کا مقتضی ہے (کہ اس پر لعنت کی جائے)

۳۱۔ارشاد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی۔ احکام شریعت صفحہ ۵۸ جلد دوم ہمارے امام یزید کے بارے میں سکوت فرماتے کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر۔

۳۲۔بہار شریعت صفحہ ۲۷ جلد اول (ہم یزید کو) نہ کافر کہیں نہ مسلمان مسلک احمد رضا بریلوی اور مذہب امام اعظم میں یزید اگر کافر نہیں تو مسلمان بھی نہیں۔لہذا ثابت

Marfat.com

ہوا ایسا شخص منافق ہے منافق کافر سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے۔

۳۳۔ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۱۴ جلد اول میں ہے یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کریں گے۔

سنی بریلوی ہو کر کافر کہنے سے روکتے ہو؟ شرم کرو

۳۴۔امام احمد رضا الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۶۰ میں لکھتے ہیں اس طائفہ حائفہ خصوصاً ان کے پیشوا اسماعیل دہلوی کا حال مثل یزید پلید علیہ ما علیہ ہے یاد رہے امام احمد رضا بریلوی نے ستر وجوہ کفریہ سے اسماعیل دہلوی کا کافر ہونا ثابت کیا ہے مگر توبہ مشہور ہونے کے باعث کافر کہنے سے کف لسان فرمایا۔

لہٰذا بریلوی مکتبہ فکر میں یزید اگر کافر نہیں تو مسلمان بھی نہیں (بہار شریعت صفحہ ۷۷ جلد اول، احکام شریعت صفحہ ۸۸ جلد دوم یزید کو مسلمان ثابت کرنے والے خوف خدا کریں۔خدا یزیدیت سے بچائے۔آمین

ایک شبہ:۔محمود احمد عباسی اور محمد دین بٹ کو یزید کے بہشتی ہونے کا وہم صحیح بخاری کے ان الفاظ سے ہوا ہے۔اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ آور ہوگا اس کی مغفرت کردی گئی۔محمد بن ربیع کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس کا ذکر کچھ لوگوں کے سامنے کیا جس میں حضور علیہ السلام کے صحابی حضرت ابوایوب انصاری بھی تھے یہ اس غزوہ کا واقعہ ہے جس میں حضرت ابوایوب انصاری کی وفات ہوئی اور یزید روم میں اس فوج کا امیر تھا لہٰذا یزید بہشتی ہے۔

Marfat.com

شبہ کا ازالہ:۔ پہلا جواب:۔ یزید قسطنطنیہ کی پہلی مہم میں قطعاً شریک نہ تھا بخاری شریف کی حدیث میں اول جیش من امتی (میری امت کا پہلا لشکر) کے الفاظ آئے ہیں اور یزید پلید کے زیر کمان جو لشکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا تھا وہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والا پہلا لشکر قطعاً نہ تھا بلکہ اس سے بہت پہلے اسلامی لشکر قسطنطیہ جا کر جہاد کر چکے تھے ۴۹ ھ سے پہلے قسطنطنیہ کی کسی مہم میں یزید کی شرکت ثابت نہیں اور کتب حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ۴۹ ھ سے بہت پہلے غازیان اسلام عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے زیر کمان قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو چکے تھے ملاحظہ فرمایئے سنن ابو داؤد مترجم وحیدی صفحہ ۲۹۳ جلد دوم اور صفحہ ۳۵۸ جلد دوم ان واقعات میں ابو ایوب انصاری کی معیت بھی ثابت ہے اور اس واقعہ میں ابو ایوب انصاری کی وفات بھی مذکور ہے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو بعض محدثین نے صغار صحابہ میں ذکر کیا ہے حافظ ابن عسا کر نے بہت سی سندوں سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ کے عہد حکومت میں رومیوں سے جو جنگیں لڑی جاتی تھیں ان میں عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو امیر بنایا جاتا تھا امام ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ۴۴ ھ اور ۴۵ ھ کے واقعات کے ضمن میں اور حافظ ابن کثیر نے البدایہ النہایہ میں ۴۴ ھ اور ۴۶ ھ کے واقعات کے ذیل میں بلاد روم میں عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کی زیر کمان رومیوں سے مسلمانوں کے سرائی جہاد کا ذکر کیا ہے۔ افسوس کہ ۴۶ ھ میں ان کو حمص میں زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔

نتیجہ:۔ محمود احمد عباسی نے خلافت معاویہ ویزید میں تسلیم کیا ہے کہ یزید ۴۹ ھ یا اس کے بھی کئی سال بعد ۵۲ ھ یا ۵۵ ھ میں قسطنطنیہ کی مہم پر روانہ ہوا۔ لہذا یزید پلید قطعاً

Marfat.com

اول جیش میں شامل نہیں اور مغفور لھم میں قطعاً داخل نہیں۔

یہ شوشہ کس نے چھوڑا؟ کہ یزید مغفور لھم میں داخل ہے قاضی اندلس شارح بخاری مہلب المتوفی ۴۳۳ھ نے آخری اموری تاجدار ہشام بن محمد المعتمد علی اللہ کو خوش کرنے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ یزید مغفور لھم میں داخل ہے موصوف کی یہ ساری کارگذاری جیسا کہ محدث قسطلانی نے شرح بخاری صفحہ ۱۰۵ جلد پنجم میں تصریح کی ہے بنی الامیہ کی حمیت میں تھی۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۴۳۰ از عبدالرشید نعمان دیوبندی)

دوسرا جواب:۔ جس لشکر میں یزید بجبر واکراہ شامل تھا اس لشکر کے امیر سفیان بن عوف تھے یہ ۴۹ھ میں روانہ ہوا ملاحظہ ہو تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۸۹ جلد دوم بشارت مغفرت پہلے لشکر کے ساتھ ہے لہذا یزید اس کا مصداق ہرگز نہ ہوا عمدۃ القاری شرح بخاری (عینی) صفحہ ۶۴۹ جلد ششم میں ہے اس لشکر کے امیر سفیان بن عوف تھے یزید قطعاً نہ تھا۔

تیسرا جواب:۔ مدینہ قیصر روم سے مراد قسطنطنیہ نہیں بلکہ حمص ہے صحیح بخاری کی حدیث میں قسطنطنیہ کے الفاظ قطعاً نہیں بلکہ مدینہ قیصر کے الفاظ ہیں اس سے مراد وہ شہر ہے جو حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ حیات میں قیصر روم کا دارالسلطنت تھا اور جس وقت آپ کی زبان حق کی ترجمان سے یہ الفاظ نکل رہے تھے اس صورت میں مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ نہیں بلکہ حمص ہے۔ چنانچہ شرح فارسی صحیح بخاری از شیخ الاسلام محمد صدر الصدور دہلی برحاشیہ تیسیر القاری صفحہ ۶۶۹ جلد چہارم مطبوعہ مطبع علوی لکھنو

Marfat.com

۱۳۰۲ھ میں ہے ترجمہ:۔ بعض علماء کی جہاں قیصر اس روز تھا کہ جس روز حضور نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی اور یہ شہر حمص تھا جو اس وقت قیصر روم کا دار السلطنت تھا۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۲۷۹ از عبد الرشید نعمانی دیوبندی)

چوتھا جواب:۔ جہاد کے لئے تصحیح نیت ضروری ہے یہ نہیں کہ دوسرے کے دباؤ میں آ کرنا خوش دلی سے جنگ میں شریک ہو جائے یزید لعین کے ساتھ یہی صورت ہوئی کہ وہ اس جہاد میں شریک ہونے کے لئے بالکل تیار نہ تھا اور جہاں تک بن سکا اس نے ٹال مٹول کی کوشش کی بلکہ مجاہدین کرام محاذ پر تھے اور وہاں مختلف قسم کی مشقیں برداشت کر رہے تھے وبا اور قرط میں مبتلا تھے تو بڑے ٹھاٹھ سے اپنے عشرت کدہ میں بیٹھا ہوا اپنی بیوی کے ساتھ داد عیش دے رہا تھا اور مجاہدین کا مذاق اڑا رہا تھا حضرت معاویہ کو جب اس کی حرکت کی خبر ہوئی تو آپ نے سختی کے ساتھ حکم دے کر بجبر واکراہ اس کو محاذ پر روانہ کیا اس سارے واقعہ کی تفصیل تاریخ ابن خلدون صفحہ ۲۰ جلد سوم اور تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۸۱،۱۸۲ جلد سوم میں موجود ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۲۶۶ از علامہ نعمانی دیوبندی)

جبر واکراہ کے ساتھ جانے والے کو لشکر مغفور لھم میں شامل کرنا یزید ناصبی گروہ کی دیدہ دلیری اور ابلہ فریبی ہے وہ قطعاً مغفور لھم میں شامل نہیں۔

پانچواں جواب:۔ بشارت مغفرت مشروط ہے۔ اول:۔ تو یزید جس لشکر میں شامل تھا وہ اول لشکر نہیں۔ دوم:۔ شہر قسطنطنیہ نہیں حمص ہے۔ سوم:۔ وہ رضائے الٰہی کے لئے نہیں بلکہ بجبر واکراہ گیا۔ اگر ساری باتیں بالفرض تسلیم کر لی جائیں تب بھی یہ مغفرت

Marfat.com

کی بشارت اس شرط کے ساتھ مخصوص ہوگی کہ پھر اس سے زندگی میں ایسے افعال سرزد نہ ہوئے ہوں کہ جن سے مغفرت کی بجائے الٹا لعنت خداوندی میں گرفتار ہو جائے کیونکہ شریعت میں اعتبار خاتمہ کا ہے ارشاد الساری شرح بخاری صفحہ ۱۰۱ جلد پنجم میں امام قسطلانی فرماتے ہیں یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی اور خاص دلیل سے اس سے خارج بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ اس میں اختلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام کا یہ قول مغفور لھم اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ یہ لوگ مغفرت کے اھل ہوں حتی کہ اگر کوئی شخص اس غزوہ کے بعد ان میں سے مرتد ہو جائے تو وہ بالاتفاق اس بشارت میں داخل نہیں رہے گا یہ بات ابن منیر نے کہی ہے بے شک بعض علمائے یزید پر لعنت کا اطلاق کیا ہے جیسا کہ شیخ سعد الدین تفتازنی نے نقل فرمایا ہے۔ (ارشاد الساری شرح بخاری)

قریباً ایسا ہی حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ الشیخ علی ابن الشیخ احمد نے لکھا ہے کہ ملاحظہ ہو فتح الباری شرح بخاری اور سراج منیر شرح جامع صغیر صفحہ ۷۹ جلد دوم۔

چھٹا جواب:۔ سرکار نے فرمایا بے شک اللہ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کر دیا ہے جس نے اللہ کی رضا جوئی کے لئے کلمہ لا الہ الا اللہ (مراد مکمل کلمہ ہے تھانوی) کہا تعجب ہے یزید کے حامیوں نے یزید کی مغفرت میں کلمہ والی حدیث کو کیوں نہیں پیش کیا حالانکہ ان کی پیش کردہ حدیث میں تو مغفور لھم کے الفاظ ہیں اور کلمہ والی حدیث میں صراحۃً دوزخ کے حرام ہونے کی تصریح ہے پس جو تاویل وتشریح حدیث کلمہ والی کی ہوگی وہی تشریح حدیث مغفور لھم کی ہونی چاہئے۔

Marfat.com

ساتواں جواب :۔ بعض اوقات عام مخصوص منہ البعض بھی ہوتا ہے جس طرح
اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سے واجب و مستحبات خارج ہیں اور جس طرح بدعات
حسنہ کل بدعۃ ضلالۃ کے عموم سے خارج ہیں اور صالح علیہ السلام کی اونٹنی
وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ کے عموم سے خارج ہے اسی طرح یزید جیسا بدکردار
انسان بھی مغفور لھم کے عموم سے خارج ہے

حرف آخر :۔ مغفرت کی بشارت :۔ بہت سے اعمال خیر پر حضور علیہ السلام نے مغفرت کی بشارت دی ہے اور اس کا مطلب آج تک کسی عالم کے ذہن میں یہ نہیں آیا کہ بس اس عمل خیر کے بعد جنتی ہونا لازم ہے اور اب ظلم اور بداعمالیوں کی کھلی چھٹی ہے جو چاہے کرے جنات اس کے لئے واجب ہے۔

خوب سمجھ لیجئے کہ کسی شخص کا نام لے کر اسے جنتی کہنا اور بات ہے اور کسی عمل پر جنت یا مغفرت کی بشارت دنیا الگ چیز ہے حضرات عشرہ مبشرہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنھم کا نام لے کر حضور علیہ السلام نے ان کو جنتی فرمایا ہے لیکن یزید پلید کا نام لے کر اس کے جنتی ہونے کی بشارت کہیں نہیں دی گئی اس غزوہ میں شرکت کے بعد جب اس کو اقتدار نصیب ہو تو اس کے بیشتر اعمال ایسے تھے جو لعنت ہی کے موجب تھے ۔البتہ خود یزید اور اس کی پارٹی نے اپنی خوش فہمی سے حدیث کا یہی مطلب سمجھا تھا کہ جب کلمہ طیبہ پڑھ لیا گیا تو پھر گناہوں کی کھلی چھٹی ہے اور یہی گمراہ فرقہ مرجیہ کا مذہب ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے والا جنت میں داخل ہوگا حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ صفحہ ۵۹ جلد ہشتم مین لکھتے

Marfat.com

ہیں اسی حدیث نے یزید کوار جاء کی طرف ڈال دیا تھا اور اس کے باعث اس نے ایسے کام کر ڈالے جس کی بنا پر اس پر تکفیر کی گئی ۔ جو تاویل کلمہ والی اور شرک نہ کرنے والی حدیث کی ہوگی وہی حدیث قسطنطنیہ کی ہوگی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شرح تراجم ابواب البخاری مطبوعہ کراچی صفحہ ۳۱، ۳۲ میں لکھتے ہیں حضور علیہ السلام کے اس حدیث میں مغفور لھم فرمانے سے بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے ۔صحیح بات یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اس غزوہ سے پہلے (بشرط شمولیت) جو اس سے گناہ کئے تھے وہ بخشش دیئے گئے کیونکہ جہاد کفارات میں سے ہے اور کفارات کا کام یہ ہے کہ وہ سابقہ گناہوں کے اثر کو زائل کر دیتے ہیں بعد میں ہونے والے گناہوں کے اثر کو نہیں ہاں اگر اس کے ساتھ یہ بھی فرمادیا ہوتا کہ قیامت تک کے لئے اس کی بخشش کر دی گئی ہے تو بے شک یہ حدیث اس کی نجات پر دلالت کرتی اور جب یہ صورت نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں بلکہ اسی صورت میں اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور اس غزوہ کے بعد جن جن برائیوں کا وہ مرتکب ہوا یعنی حضرت حسین کو شہید کرنا مدینہ منورہ کو تاراج و برباد کرنا شراب نوشی پر اصرار کرنا بالفرض اس حدیث سے اگر مغفرت عام بھی مراد لی جائے جب بھی اس کے عموم کی تخصیص کے لئے وہ احادیث جو ان لوگوں کے بارے میں آئی ہیں جو حضور علیہ السلام کی عترت طاہرہ کی ناقدری کرتے ہیں اور حرم کی حرمت کو پامال کرتے ہیں اور سنت نبوی کو بدل ڈالتے ہیں باقی رہیں گی۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۱۷۱ از عبدالرشید نعمانی دیو بندی)

غزوہ قسطنطنیہ کے ۱۲، ۱۴ سال بعد کے عرصہ تک اس نے جو برائیاں کیں اور جن جن

Marfat.com

قبائح کا ارتکاب کیا ہے ان میں اس کی شراب نوشی شہدائے کربلا کا بے دردانہ قتل مدینہ منورہ کی تاراجی اور بربادی اور وہاں صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل اور پھر حرم کعبہ پر اس کی فوجوں کی چڑھائی وغیرہ ان سب گناہوں کے کفارہ کی آخر کیا صورت ہوگی؟

احادیث مبارکہ در ذم یزید

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے یزید کی مذمت میں جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر از امام نبہانی صفحہ ۱۵۵ جلد دوم طبع مصری میں ہے۔ ترجمہ حضور علیہ السلام نے فرمایا چھ اشخاص ہیں جن پر میں نے لعنت کی ہے اور اللہ تعالی نے بھی اس پر لعنت کی ہے اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہے۔ ۱۔ کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا۔ ۲۔ تقدیر الٰہی کی تکذیب کرنے والا۔ ۳۔ جبر وزور سے تسلط حاصل کر کے جس کو اللہ نے ذلیل کیا ہے اس اسے اعزاز بخشنے والا اور جسے اللہ تعالی نے عزت دی اسے ذلیل کرنے والا۔ ۴۔ حرم الٰہی کی حرمت کو پامال کرنے والا۔ ۵۔ میری عترت کی جو حرمت اللہ تعالی نے رکھی ہے اس کو حلال کر دینے والا۔ ۶۔ میری سنت کا تارک اس حدیث کو امام ترمذی نے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ سے روایت کیا نیز حاکم نے اس کو حضرت ابن عمر کی روایت سے بھی نقل کیا ہے اسی حدیث کو مشکوۃ شریف میں بھی باب الایمان بالقدر کے فصل ثانی میں حضرت عائشہ کی روایت سے نقل کر کے لکھا ہے کہ اس حدیث کو بیہقی نے المدخل میں اور رزین نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔

یہ تو نہیں معلوم کہ یزید پلید تقدیر کا بھی منکر تھا یا نہیں مگر باقی سارے عیب اس میں

Marfat.com

موجود تھے پس اس پر خدا اور رسول کی لعنت ہے بالفرض محال اگر یزید مغفور لھم کی بشارت میں شامل تھا تو بقول شاہ ولی اللہ زیادہ سے زیادہ یہی ماننا پڑے گا کہ اس کے پہلے والے گناہ معاف کر دیئے گئے بعد والے گناہ (شراب نوشی، شہدائے کربلا کا قتل مدینہ منورہ اور حرم مکہ کی بے حرمتی ان سب) کے کفارہ کی آخر کیا صورت ہوگی؟

جمہرۃ انساب العرب صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ دار المعارف مصر میں امام ابن حزم ظاہری کے الفاظ کا ترجمہ پیش ہے یزید اسلام میں برے کرتوتوں کا کرنے والا ہے اس نے اپنے دور اقتدار میں حرہ کے دن اہل مدینہ کا قتل عام کیا ان کے بہترین افراد اور بقیہ صحابہ کرام کو قتل کیا اور اپنی حکومت کے اوائل میں حضرت حسین اور ان کے اہل بیت کو قتل کیا اور مسجد حرام میں حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کیا کعبہ شریف اور اسلام کی بے حرمتی کی پھر حق تعالی نے ان ہی ایام میں اسے ہلاک کیا وہی امام ابن حزم اپنی دوسری تصنیف اسماء الخلفاء والولاۃ ــــ مدد ھم صفحہ ۳۵۷، ۳۵۸ طبع مصری ملحقہ بجوائع السیرۃ لابن حزم میں لکھتے ہیں (ترجمہ ملخصا) حضرت حسین نے ابن زبیر نے یزید کی بیعت سے انکار کیا حضرت حسین کوفہ داخل ہونے سے پہلے شہید کر دیا گیا آپ کی شہادت بڑی اور اسلام میں رخنہ اندازی ہے کیونکہ حسین کی شہادت سے مسلمانوں پر اعلانیہ ظلم توڑا گیا اور حضرت عبداللہ ابن زبیر نے مکہ مکرمہ جا کر جوار الٰہی میں پناہ لی اور وہیں مقیم ہو گئے تا آنکہ یزید نے مدینہ حرم نبوی اور مکہ حرم خدا میں اپنی فوجیں لڑنے کے لئے بھیجیں چنانچہ حرہ کی جنگ میں مہاجرین وانصار جو باقی رہ گئے تھے ان کا قتل عام کیا یہ حادثہ فاجعہ بھی اسلام کے بڑے مصائب اور اس میں رخنہ اندازی میں شمار ہوتا ہے کیونکہ فاضل مسلمین، بقیہ صحابہ اور اکابر تابعین میں بہترین مسلمان اس جنگ

Marfat.com

میں تابعین میں بہترین مسلمان اس جنگ میں کھلے دھاڑے ظلماً قتل کر دئے گئے اور گرفتار کر کے ان کو شہید کر دیا گیا یزیدی لشکر کے گھوڑے رسول اللہ کی مسجد میں جولانی رکھاتے رہے اور ریاض الجنۃ میں حضور علیہ السلام کی مزار اور آپ کے منبر مبارک کے درمیان لید اور پیشاب کرتے رہے ان دنوں مسجد نبوی مین کسی ایک نماز کے لئے بھی جماعت نہ ہو سکی اور سعید بن مسیتب کے بغیر کوئی وہاں موجود نہ تھا انہوں نے مسجد نبوی کو بالکل نہ چھوڑا اور مسلم (مجرم) بن عقبہ نے اسلام کی بڑی بے عزتی کی مدینہ منورہ مین تین دن برابر لوٹ مار کا سلسلہ جاری رہا۔

حضور علیہ السلام کے صحابہ کو ذلیل کیا گیا ان پر دست درازی کی گئی ان کے گھروں کو لوٹا گیا (مدینہ منورہ کو تباہ کرنے کے بعد) یہ فوج مکہ مکرمہ کی طرف چل دی وہاں جاکر مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا گیا اور **کعبہ** پر منجنیق سے سنگباری کی گئی'' اب جو معاصی اور جرائم اس غزوہ قسطنطنیہ میں (بالفرض) شریک ہونے کے بعد اس سے سرزد ہوئے ہیں ان کی مغفرت کا اس بشارت سے کوئی تعلق نہیں وہ اس کے ذمہ باقی ہیں اور اگر کسی کج فہم کو اب بھی اس پر اصرار ہو کہ حدیث میں مذکورہ مغفرت کا تعلق اس کے تمام اگلے پچھلے گناہوں سے ہے اور اس غزوہ میں شرکت کرنے والے ہر ہر کی مغفرت عام مراد ہے تو یہ محض غلط ہے اور اس مغفرت کے عموم کی تخصیص کے لئے وہ حدیث کافی ہے بس کا ترجمہ بحوالہ مشکوۃ و دیگر کتب احادیث ابھی آپ کی نظر سے گزرا اور اس کی روشنی میں یزید کے سیاہ کارناموں کی تفصیل بھی ابن حزم کی تحریر سے آپ پڑھ چکے ہیں اب ایسے نابکار کے جنتی ہونے پر اصرار کرنا کس قدر شدید غلطی ہے ناصبیوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے ممدوح یزید کو خلیفہ راشد مانیں اس کے جنتی ہونے کا اعتقاد رکھیں

Marfat.com

جیسا کہ بعض جاہل ناصبیوں کا عقیدہ ہے کہ یزید صحابی تھا یا نبی تھا (معاذاللہ) ملاحظہ ہو (منہاج السنۃ صفحہ ۱۷ جلد چہارم از ابن تیمیہ) لیکن اہل حق میں سے کوئی شخص بحالت صحت و ہوش وہ اس یزید کے ان سیاہ کارناموں کے باوجود اس کے جنتی ہونے کی کیسے شہادت دے سکتا ہے۔

صحیح بخاری میں یزید کی مذمت میں احادیث

پہلی حدیث:۔ صحیح بخاری باب حفظ العلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں (ترجمہ) میں نے حضور علیہ السلام سے دو نوع کا علم حفظ کیا ہے ان میں سے ایک کی تو نشر و اشاعت کروں تو یہ زخرا (حلق) کاٹ ڈالا جائے۔ شاہ ولی محدث دہلوی شرح تراجم ابواب بخاری میں اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں (ترجمہ) اقوال علماء میں سے صحیح قول کے مطابق اس سے مراد فتن اور واقعات کا علم ہے کہ جو حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئے جیسے حضرت عثمان اور امام حسین رضی اللہ تعالی عنہما کی شہادت وغیرہ کے واقعات ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ان واقعات کے افشاء کرنے اور ان فتنہ بازوں (یزید و مروان وغیرہما) کے ناموں کے بتانے سے اس لئے ڈرتے تھے کہ کہیں بنی امیہ کے لونڈے (مروان، یزید) اور ان کی نوخیز نسل اس سے برہم ہو کر ان کو قتل نہ کر ڈالے۔

وہابیہ کے پیشوا ابن تیمیہ منہاج السنۃ صفحہ ۱۷۸ جلد چہارم میں اسی حدیث کے بارے لکھتے ہیں۔ اس میں صرف آئندہ ہونے والے واقعات کی خبریں تھیں مثلاً ان فتنوں کا بیان تھا جو آگے چل کر مسلمانوں میں برپا ہوئے جیسے جنگ جمل و صفین کا فتنہ حضرت

Marfat.com

ابن زبیر کے قتل کا فتنہ اور حضرت حسین کی شہادت کا بیان اور اسی قسم کے واقعات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کا دور یزید سے پناہ مانگنا:۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۱۹۳ جلد اول میں فرماتے ہیں (ترجمہ) اور علماء نے علم کے اس طرف کو جس کی حضرت ابو ہریرہ نے اشاعت نہ کی ان احادیث پر محمول کیا ہے جس میں امرا سوا بدکردار حاکموں کے ناموں کی تفصیل، ان کے حالات اور ان کے زمانے کا بیان تھا حضرت ابو ہریرہ ان نالائق حکمرانوں میں سے بعض کا ذکر اشارۃً کنایۃً سے کر دیا کرتے تھے مگر صراحۃً ان کا نام نہیں لیتے تھے کہ کہیں وہ ان کو جان سے نہ مار ڈالیں چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالی سے ۶۰ھ کے شروع ہونے اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں یہ یزید بن معاویہ کی بادشاہی کی طرف اشارہ تھا کہ وہ ۶۰ھ میں قائم ہوئی حق تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ کی دعا قبول فرمائی وہ یزید کے بادشاہ ہونے سے پہلے دنیا سے رحلت فرما گئے۔

دوسری حدیث:۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں ایک باب قائم ہے جس کے الفاظ ہیں۔ باب قول النبی ﷺ ہلاک امتی علی یری .... من قریش، ارشاد رسول کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔ پھر اس باب میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ (ترجمہ) عمرو بن یحی سعید بن عمرو بن سعید کہتے ہیں کہ مجھے میرے دادا جان نے بتلایا کہ میں مدینہ منورہ میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت مروان بھی ہمارے ساتھ تھا کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا میں نے صادق مصدوق ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امیت کی ہلاکت قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں

Marfat.com

ہوگی اس پر مروان کی زبان سے نکلا خدا کی ان پر لعنت ہو۔ لونڈے ہوں گے؟ حضرت ابوہریرہ کہنے لگے کہ اگر میں بتانا چاہوں کہ فلاں فلاں کے لڑکے ہوں گے تو بتا بھی سکتا ہوں۔ (عمرؓ کا بیان ہے) پھر میں اپنے داداجان کے ساتھ جب بنی مروان کی حکومت شام میں قائم ہوئی تو ان کے یہاں جایا کرتا تھا اور داداجان جب ان نوخیز لونڈوں کو دیکھتے تو فرمایا کرتے غالباً یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق حضرت ابوہریرہ نے بتایا تھا ہم یہ سن کر کہتے آپ کو خوب معلوم ہے۔ ارشاد رسول میری امت کی تباہی قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۸ جلد ۳ میں تصریح کی ہے کہ امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ مسند امام احمد اور سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ سے ان الفاظ میں مروی ہے:

ان بناد امتی علی یدی غلمة سفهاء من قریش

میری امیت کی تباہی قریش کے چند بے وقوف لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔

لونڈوں کی حکومت کی کیفیت

اس ہلاکت اور فساد کی تشریح جس کا ذکر صحیح بخاری کی ان حدیثوں میں آپ کی نظر سے گزرا۔ حضرت ابوہریرہ ہی کی ایک دوسری روایت میں جس کو علی بن العبد اور ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً روایت کی ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے: میں اللہ تعالیٰ سے لونڈوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں حاضرین نے عرض کیا لونڈوں کی امارت کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا یہ کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو ہلاک ہوئے (کہ دین برباد ہوا) اور اگر

Marfat.com

تم نے ان کی نافرمانی کی تو وہ تمہیں ہلاک کر کے چھوڑیں گے (یعنی تمہیں جان سے مار ڈالیں گے) یا تمہارا مال لوٹ لیں گے یا تمہاری جان و مال دونوں تباہ کر کے رکھ دیں گے۔ اب اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے حافظ شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال صفحہ ۴۴۹ میں شمر ذی الجوشن کا جو تذکرہ لکھا اس کا ترجمہ پڑھیے۔ ابو بکر بن عیاش ابو اسحاق سے راوی ہیں کہ شمر ہمارے ساتھ نماز پڑھتا اور پھر یوں دعا کرتا کہ اللہ تو جانتا ہے کہ میں ایک شریف آدمی ہوں مجھے بخش دے اس پر میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے کیوں بخشے گا تو نے تو ابن رسول ﷺ کے قتل میں اعانت کی ہے۔ کہنے لگا مجھ پر افسوس پھر ہم کیا کریں (ہمارا کیا بس تھا) ہمارے ان حاکموں نے ہمیں ایک حکم دیا تھا ہم نے اس کی مخالفت نہ کی اور اگر ہم ان کی مخالفت کرتے تو ان بدنصیب گدھوں سے بھی بدترین بن جاتے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ عذر بد ہے۔ اعانت تو صرف نیک کاموں میں ہوتی ہے۔

ابو ہریرہ کی دعا یا اللہ دور یزید سے بچا

فتح الباری صفحہ ۸ جلد ۳ کا ترجمہ حسب ذیل ہے: ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ بازار میں جاتے جاتے دعا کرنے لگتے۔ اللہ مجھے ۶۰ھ کا زمانہ نہ آنے پائے اور نہ لونڈوں کی حکومت کا اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے اور حضرت ابو ہریرہ کی اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان لونڈوں میں سب سے پہلا لونڈا یزید پلید ۶۰ھ میں برسر اقتدار آیا جو بالکل واقعہ کے مطابق ہے۔ کیونکہ یزید بن معاویہ اسی

Marfat.com

۶۰ھ میں بادشاہ بنا اور ۶۴ھ تک زندہ رہ کر مر گیا۔ نیز اس حدیث میں جو یہ الفاظ وارد ہیں کہ لو ان الناس اعتزلوھم۔ کاش لوگ ان لونڈوں سے کنارہ کشی کریں۔ اس میں حرف لَوْ کا جواب کان اولی بہم (تو یہ ان کے حق میں اولیٰ ہے) محذوف ہے اور مراد اعتزال یعنی کنارہ کش رہنے سے یہ ہے کہ نہ ان کے پاس آمدورفت رکھیں اور نہ ان کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہوں بلکہ اپنے دین کو سلامت لے کر ان کے پاس سے راہ فرار اختیار کریں۔ (ملخصاً ترجمہ عبارت فتح الباری صفحہ ۸ جلد ۱۳)

صحابہ وتابعین کا اس حدیث پر عمل

ان ساری اسلامی تاریخ کا ایک ایک ورق پڑھ جایئے یزید کے عہد نحوست مہد میں میدان کربلا ہو یا جنگ حرہ حرم الٰہی کا محاصرہ ہو یا حرم نبوی پر چڑھائی ان میں سے کسی ایک مہم میں بھی یزید کی حمایت میں کوئی صحابی تو درکنار کسی قابل ذکر نیک کام تابعی کا نام بھی آپ کو ڈھونڈنے سے نہ ملے گا جو کہ یزید کی طرف سے لڑنے آیا ہو۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر حدیث کے اس جملہ کو کہ ہمارے دادا جان جب شام کے حکمرانوں کو دیکھتے کہ وہ نوخیز لونڈے ہیں کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ان میں پہلا شخص یزید ہے۔ چنانہ حضرت ابو ہریرہ کا ۶۰ھ کے آغاز اور لونڈوں کی حکومت کا ذکر کرنا اس بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ (فتح الباری صفحہ ۸ جلد ۱۳)

چوتھی حدیث:۔ صحیح بخاری کتاب العلم میں ہے (ترجمہ) حضرت ابو شریح (صحابی) نے عمرو بن سعید (یزید کے دور حکومت میں گورنر مدینہ) کو جب کہ وہ (یزید کے حکم سے) مکہ مکرمہ پر (ابن زبیر سے زبردستی بیعت کے لئے اور لڑنے کے لئے) فوج

Marfat.com

کے دستے بھیج رہا تھا فرمایا اے امیر اجازت دیجئے تاکہ میں آپ کے سامنے وہ حدیث بیان کروں جس کو حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے دوسرے دن کھڑے ہو کر بیان فرمایا تھا اور جس کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا اور جس وقت آپ اس کو بیان فرمارہے تھے تو میری دونوں آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں آپ نے حق تعالی کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اللہ تعالی نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا ہے لوگوں نے اس کو حرم نہیں بنایا لہذا جو شخص اللہ تعالی اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے یہ حلال نہیں کہ مکہ مکرمہ میں کسی کا خون بہائے اور نہ مکہ مکرمہ میں کوئی درخت کاٹا جائے پھر اگر کوئی شخص حضور علیہ السلام کے قتال کرنے کی ممانعت کی وجہ سے اس امر کی رخصت چاہے تو اس کو بتادو کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو تو اس کی اجازت دی تھی مگر تم کو اس کی اجازت نہیں دی اور حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے بھی گھڑی بھر دن کی اجازت تھی پھر آج اس کی حرمت اسی طرح عود کر آئی جس طرح کہ کل اس کی حرمت تھی اور جو شخص یہاں حاضر ہے اس کو چاہئے کہ غائب تک یہ بات پہنچا دے اس پر ابو شریح سے دریافت کیا گیا کہ عمرو (یزید گورنر) نے کیا جواب دیا فرمایا اس پر یزیدی گورنر نے کہا اے ابو شریح میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔

امام ابن حزم کی تصنیف المحلی کی کتاب الجنایات کے حوالہ سے علامہ بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۱۴۳ جلد دوم میں لکھتے ہیں اس (عمرو یزیدی گورنر) یطم الشیطان فاسق پولیس مین کی بھی یہ وقعت ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کے صحابی سے بھی زیادہ عالم بننے کا دعوی کرے (ابن زبیر منکر بیعت یزید عاصی نہیں بلکہ یہی (یزیدی گورنر) فاسق اللہ ورسول کا عاصی تھا اور وہ شخص عاصی ہے جس نے اس

Marfat.com

سے دوستی کی یا اس کے حکم پر چلا دنیا و آخرت میں ذلت اٹھانے والا یہی (یزیدی گورنر) تھا اور وہ یزید تھا جس نے اس کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ شیخ السلام محمد صدر الصدور دھلی شرح بخاری میں رقم طراز ہیں اور یہ (یزیدی گورنر عمرو بن سعید) کا خالی خولی دعوی ہے جو ہر مردود ہے کیونکہ عبداللہ بن زبیر کے والد صحابی تھے صفات حمیدہ کے جامع انہوں نے کوئی کام ایسا نہ کیا تھا جس کی بنا پر بیرون حرم وہ قتل کے مستحق ٹھہرتے اور نہ کسی کے خلاف انہوں نے خروج کیا تھا لوگوں کو (ابھی تک) اپنی بیعت کی دعوت دی تھی حالانکہ ساکنان مکہ و مدینہ یزید سے خوش نہ تھے اور یزید کی بیعت پر بجز اھل شام کے کسی نے جلد بازی سے کام نہ لیا تھا اور اہل شام نے اس لئے بیعت کرلی کہ اس کے باپ معاویہ نے (اجتہادی غلطی کی بنا پر) اس کو اپنا ولی عہد بنا دیا تھا اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور دوسرے حضرات نے اس نا اھل کی بیعت کرنے سے اس لئے سختی سے انکار کردیا کہ یہ معاصی میں حد سے بڑھ گیا تھا اور کبائر کا مرتکب تھا حضرت عبداللہ بن زبیر نے یزید کے شر سے بچنے کے لئے حرم محترم کے گوشہ میں پناہ لے رکھی تھی لہذا اس نے مکہ مکرمہ میں ان سے جنگ کرنے کے لئے فوجوں کو روانہ کیا کتب احادیث میں ابن زبیر کے کافی فضائل و مناقب درج ہیں۔

۱۔ نووی میں ہے حضور نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ ۲۔ ان کے لئے دعائے برکت فرمائی۔ ۳۔ پہلی چیز جو ان کے بطن میں پہنچی وہ حضور علیہ السلام کا لعاب دہن تھا۔ ۴۔ ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ ۵۔ یہ اسلام میں پہلے بچے ہیں جو مدینہ طیبہ میں ہجرت کے بعد پیدا ہوئے۔ صحیح بخاری باب جمع القرآن میں ہے مصاحب عثمانی کی کتابت میں حضرت ابن زبیر بھی شریک تھے۔

Marfat.com

یزیدی گورنر کی مذمت میں حدیث

عمرو بن سعید (یزیدی گورنر) وہی نابکار ہے جس کے بارہمیں مسند امام احمد میں حضرت ابو ہریرہ سے یہ روایت آئی ہے۔ بحوالہ البدایہ و النہایہ صفحہ ۳۱۱ جلد ہشتم

ترجمہ:۔ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ یقیناً بنی امیہ کے ستم گاروں میں سے ایک ستم گار کی میرے منبر پر اس طرح نکسیر پھوٹ کر رہے گی کہ بہنے لگ جائے گی حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ پھر مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے عمرو بن سعید (یزیدی گورنر) کو اس حال میں دیکھا تھا کہ سرکار دو عالم ﷺ کے منبر پر اس کی نکسیر اتنی پھوٹی کہ منبر پر بہنے لگی۔ کربلا کے دن بنی امیہ نے اپنے دین کو ذبح کر دیا تاریخ الخلفاء میں امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ ضحی بنو امیہ یوم کربلا بالدین

قرابت رسول کا پاس ولحاظ

امام بخاری نے ایک باب قائم کیا ہے۔ باب مناقب قرابۃ رسول ﷺ شیخ نور الحق (شاہ عبدالحق کے صاحبزادے) تیسیر القاری میں علامہ قسطلانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں اس سے مراد علی اوران کے بیٹے ہیں یزید اوراس کے حواریوں نے قرابت رسول کا جو پاس ولحاظ کیا وہ سب کو معلوم ہے صحیح بخاری اوراس کی تمام شروح میں ہے ابن زیاد (یزید گورنر) حسین کے سر اقدس کو چھڑی سے چھیڑنے لگا حضرت انس نے اس کو تنبیہ کی کہ کیا کرتا ہے یہ تو رسول اللہ ﷺ کے بہت ہی مشابہ تھے معجم طبرانی میں زید بن ارقم سے مروی ہے ابن زیاد بدنہاد کے ہاتھ میں چھڑی تھی اس کو وہ شقی حضرت حسین کی چشم مبارک اور بینی مبارک میں داخل کرنے لگا تو میں نے اس سے کہا اپنی چھڑی ہٹا میں

Marfat.com

نے حضور علیہ السلام کو یہاں منہ مبارک رکھے (بوسے دیتے) دیکھا ہے۔ جس جگہ تیری چھڑی اس وقت ہے۔ (تیسیر القاری شرح بخاری صفحہ ۴۶۴ جلد سوم (ملخصاً)

(یزیدی لشکر نے میدان کربلا میں جوانان اہل بیت پر ظلم وستم ڈھایا) اس کو بیان کرنے میں جگر پانی پانی ہو گیا اور قلم ہاتھ سے گر پڑا کسی مسلمان کے حوصلہ سے یہ باہر ہے کہ اس کی طرف اشارہ بھی کر سکے۔

یزید کی شقاوت:۔ علامہ عبداللہ بن محمد بن عامر شیراوی شافعی کتاب الاتحاف بحب الاشراف صفحہ ۱۸ طبع مصری میں فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالی نے یزید پر شقاوت مسلط کی کہ اس نے اہل بیت شریف نبوی کے ستانے پر کمر باندھی قتل حسین کے لئے اپنی سپاہ بھیجی ان کو شہید کیا ان کے حرم اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا حالانکہ یہ حضرات اس وقت اللہ تعالی کے نزدیک روئے زمین پر تمام بسنے والوں سے زیادہ معزز تھے (واقعہ حرہ کے بارے میں غیبی خبر) صحیح بخاری میں حضرت اسامہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے اترنے کی جگہوں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح بارش کے مقامات نظر آیا کرتے ہیں فتح الباری شرح بخاری اور صحیح بخاری میں ہے وہ فتنہ حرہ ہے اھل مدینہ نے جب یزید کی شراب نوشی اور بدکرداری کے سبب بیعت توڑ دی تو اس نے مدینہ منورہ پر اپنی سپاہ بھیجی جس نے صحابہ کرام کا بے دردی سے قتل عام کیا اور عفت کی عصمت دری ہوئی اس کو بیان کرتے ہوئے قلم بھی شرماتا ہے دیوبندی مولوی عبدالرشید نعمانی نے حادثہ کربلا کا پس منظر نامی کتاب کے صفحہ ۳۸۵ میں لکھا آپ کا ان فتنوں کو دیکھنا رویت عینی و علمی دونوں

Marfat.com

طرح سے تھا یزید کے حکم سے کعبہ شریف پر گولہ باری ہوئی خانہ کعبہ کے پردے جل گئے اور چھت میں آگ لگ گئی۔

یزید کا انجام:۔ صحیح بخاری میں باب اثم ما کان اهل المدينة میں صریح حدیث ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بھی اہل مدینہ سے فریب کرے گا وہ اس طرح گھل جائے گا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ شرح صحیح مسلم از نووی میں صفحہ ۴۴۱ جلد اول میں اسی حدیث کے ماتحت ہے جس طرح کہ مسلم بن عقبہ فوراً مر گیا اور اسی طرح سپاہ بھیجنے والا یزید بھی فوراً موت کے منہ میں چلا گیا۔

یزیدیو! یہ حدیثیں بھی پڑھو۔

اہل مدینہ کو ڈرانے والا لعین ہے امام نسائی نے حضرت سائب سے مرفوعاً روایت کیا ہے جو ظالم اہل مدینہ کو خائف کرے گا اللہ تعالی اس پر خوف کو مسلط کر دے گا اور اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ صحیح ابن حبان میں بھی بروایت جابر بن عبداللہ اسی مضمون کی روایت آئی ہے۔

سوچئے اور خوب سوچئے:۔ اگر یزید کا انجام لعنتی کاموں پر ہوا تو وہ لعنت کا مستحق ٹھہرے گا یا جنت کا حقدار؟

امام سیوطی اور امام تفتازانی نے یزید پر لعنت کی

تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۷ اور شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۴۷ طبع مصری میں صاف لکھا یزید کا قتل حسین پر راضی ہونا اور اس پر اظہار مسرت کرنا اور اہل بیت نبوت کی اہانت کرنا معنی کے لحاظ سے متواتر ہے اس لئے میں تو اس کے بارے میں کیا اس کے ایمان کے

Marfat.com

بارے میں بھی کوئی تردد نہیں (یعنی وہ بے ایمان تھا) اللہ تعالیٰ کی اس پر اور اس کے اعوان وانصار پر بھی لعنت ہو۔

یزیدی سلیمان رشدی سے بدتر ہیں

دیوبندی عالم عبدالرشید نعمانی اپنی تالیف حادثہ کربلا اور اس کا پس منظر صفحہ ۲۱، ۲۲ میں لکھتا ہے بدنام زمانہ سلمان رشدی کھلے بندوں وار کیا تھا اور کھل کر دشمن کی حیثیت سے مسلمانوں کے سامنے آیا اور تمام مسلمانوں نے اس سے نفرت کا اظہار کیا اور دشمنان دین نے اس کی پشت پناہی کی اور آج بھی کر رہے ہیں لیکن محمود احمد عباسی اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے (یزیدی ناصبی ملاں) اس سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ یہ اپنے زہر کو نام نہاد تحقیق کے کیپسول میں پیش کر رہے ہیں۔

یزیدی رافضیوں سے زیادہ کھوٹے ہیں

مذکورہ دیوبندی عالم کتاب کے صفحہ ۳۲۲ پر لکھتا ہے سچ پوچھئے تو اس بارے میں ناصبی (یزیدی) رافضیوں سے بھی زیادہ کھوٹے ہیں نکلے کیونکہ یہ تو یزید جیسے فاسق و فاجر اور سفاک مظالم کو اپنا امام اور خلیفہ برحق مانتے اور اس کے جنتی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور رافضی جن بارہ حضرات کو امام معصوم (آئمہ معصومین) کہتے ہیں وہ تو سب اولیاء کبار اور اخیار امت ہیں۔

سب صحابہ یزید کے ظاہری و باطنی مخالف تھے

دیوبندی مولوی مذکور مذکورہ کتاب کے صفحہ ۳۲۹ پر لکھتا ہے غرض یزید کے دور حکومت میں یا تو صحابہ کرام اس سے برسرپیکار نظر آتے ہیں جیسے حضرت حسین عبداللہ ابن زبیر

Marfat.com

اور وہ صحابہ جو جنگ حرہ میں اس کے خلاف لڑے یا پھر اس کو یا اس کے عمال کو ان کے ظلم وستم پر روکتے ٹوکتے جیسے عبداللہ ابن عباس عبداللہ بن عمر حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر حضرت جابر بن عبداللہ حضرت ابو شریح خزاعی حضرت معقل بن یسار حضرت انس بن مالک حضرت زید بن ارقم حضرت عبداللہ بن مغفل حضرت عائذ بن عمرو حضرت ابو برزہ اسلمی وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثنا خوان اوراس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ ائمہ مسلمین میں کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ یزید عادل تھا اور اللہ کا مطیع اور اس کی اطاعت واجب تھی ملاحظہ ہو منہاج السنۃ صفحہ ۲۴ جلد دوم از امام الوہابیہ ابن تیمیہ علیہ ماعلیہ

فسق یزید:۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں متعدد مقامات پر یزید کے فسق وفجور کی تصریح کی ہے ایک مقام پر امام غزالی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ یزید اپنی نوعمری میں پینے پلانے کا شغل رکھتا تھا اور اس میں چھوکروں کی سی آزادی تھی البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۳۰ جلد ہشتم میں ہے اور یزید میں یہ بات تھی کہ وہ خواہشات نفسانی کا متوالا تھا اور بعض اوقات بعض نمازیں بھی چھوڑ دیتا تھا اور اکثر بے وقت پڑھتا تھا۔

حدیث در ذم یزید:۔ امام احمد بن حنبل حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے جو نمازیں چھوڑیں گے اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے اور

Marfat.com

عنقریب جہنم کی بدترین وادی غی میں داخل ہوں گے اور پھر وہ حدیثیں ذکر کے جن میں یزید کی مذمت وارد ہے لکھتے ہیں میں کہتا ہوں یزید پر اس کی بدکرداری کے سلسلہ میں (صحابہ کرام کی طرف سے) جو الزام عائد کیا گیا وہ شراب نوشی اور بعض فواحش کے ارتکاب کا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے صحابہ کرام کی طرف سے لگائے گئے الزامات کی تائید کی اور کہیں بھی ان سے یزید کی برأت ثابت نہیں کی۔ صحابہ کرام کی جرح کے مقابلہ میں کسی اور کی تعدیل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

ابن عباس کا آخری فیصلہ بھی یزید کے خلاف ہے ملاحظہ ہو کامل ابن اثیر صفحہ ۵۰، ۵۱ جلد چہارم انساب الاشراف صفحہ ۱۸، ۱۹ جلد چہارم (حدیث در ذم یزید) (لسان المیزان صفحہ ۲۹۳، ۲۹۴ جلد ششم) حضور علیہ السلام نے فرمایا میری امت کا معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا تا آنکہ بنی امیہ میں سے ایک شخص جس کا نام یزید ہوگا سب سے پہلے اس میں رخنہ ڈالے گا۔

عمر بن عبدالعزیز اموی کے سامنے کسی نے یزید کو امیر المؤمنین کہا اور آپ نے فرمایا ایسے بدبخت (یزید) کو امیر المؤمنین کہنے والے کو بیس کوڑے لگائے جائیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔

یزید ملعون ہے:۔ مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ صفحہ ۴۱۲ جلد سوم میں امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے صالح بن احمد فرماتے ہیں میرے باپ نے کہا جو شخص اللہ ورسول پر ایمان رکھتا ہو یزید سے کیسے محبت کر سکتا ہے؟ تفسیر مظہری صفحہ ۴۳۴ جلد ہشتم میں قاضی

Marfat.com

ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلی نے اپنی کتاب المعتمد فی الاصول میں بسند صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ ابا جان بعض لوگ اس امر کے مدعی ہیں کہ ہم یزید سے محبت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا بیٹا بھلا جو شخص اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے یہ روا ہو سکتا ہے کہ وہ یزید سے محبت رکھے اور ایسے شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے جس پر حق تعالی نے اپنی کتاب قرآن میں لعنت کی ہے میں نے عرض کیا ابا جان اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں یزید پر کہاں لعنت فرمائی ہے فرمایا جہاں یہ ارشاد ہے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ

سورہ محمد ۲۲،۲۳ ترجمہ:۔ پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں تو قطع کرو اپنی قرابتیں ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر کر دیا ان کو برا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں۔

(یزید کے بارے شیخ محقق محدث دہلوی نے احادیث مبارکہ میں امارۃ السنین، آمارہ الصبیان اور اخبار فتن سے مراد یزید کا خونی دور مراد لیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷۷ جلد ہشتم، صفحہ ۲۹۴، صفحہ ۴۵۴، صفحہ ۴۷۸ جلد اول صفحہ ۲۸۸، صفحہ ۲۸۲، حاشیہ صفحہ ۴۷۲ جلد چہارم ان صفحات میں واقعہ حرہ اور بنو امیہ کی بدعات اور منبر پر سب علی وغیرہ کا مفصل بیان ہے)

☆...... نواب قطب الدین دیوبندی کے نزدیک یزید لعنہ خبیث اور ظالم تھا۔

مظاہر حق شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۵ جلد ۴، صفحہ ۲۹۴ جلد ۴، صفحہ ۳۰۲ جلد ۴، صفحہ ۳۰۵ جلد ۴ صفحہ ۳۵۶ جلد ۴، صفحہ ۳۴۹ جلد ۴، مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور میں نواب صاحب نے احادیث مبارکہ جن میں جور و جفا اور فتنہ وفساد کے دور کا ذکر ہے اس سے مراد یزید کا

Marfat.com

دور لیا ہے یزید کی خباثتوں، ظلم و تشدد کا تفصیلی بیان ہے۔
مدینہ قیصر پر جیش اول والی حدیث کا سہارا لے کر یزید کو بچانے والوان احادیث کا جواب دو۔

خواب میں منبرِ رسول پر بنی امیہ کے بندر

☆......اکثر مفسرین نے وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ کی تفسیر اور سورہ قدر کے شانِ نزول میں یہ بیان فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام نے خواب میں اپنے منبر پر بنی امیہ کے بندروں کو ناچتے دیکھا اس سے مراد یزید مروان وغیرہ ہیں۔ نبی کا خواب وحی خدا ہوتا ہے۔

لہٰذا یزید کے قصیدے پڑھنے والے عبرت پکڑیں۔ ملاحظہ ہوں تفاسیر معتبرہ، تفسیر کبیر صفحہ ۲۳۶ جلد ۲۰، تفسیر خازن بمعہ معالم التنزیل بغوی صفحہ ۱۳۶ جلد ۴، تفسیر حسینی صفحہ ۳۶۵ جلد ۱، تفسیر بیضاوی صفحہ ۷۹ ۳ طبع جدہ، تفسیر عزیزی صفحہ ۴۰۴ پارہ ۳۰، مطبوعہ دیوبند۔

یزید لعنہ کے بارے شاہ ولی اللہ کا فیصلہ

☆...... حجۃ اللہ البالغہ اردو ترجمہ از عبدالحق حقانی صفحہ ۶۴۳ میں ہے: گمراہی کی طرف ملاتا ان میں سے ملک شام میں یزید تھا اور عراق میں مختار ثقفی (مدعی نبوت لعین) آخری صفحہ پر لکھا ان میں بعض لوگ فاسق اور منافق بھی تھے انہی زمانوں میں حجاج، یزید پلید اور مختار ثقفی میں قریش کے اور نوجوان جو لوگوں کو ہلاک کرنے والے تھے ازالۃ الخفاء از شاہ ولی اللہ مترجم اردو صفحہ ۵۲۴ جلد ۱ میں ہے: دوسرے فتنہ سے مراد واقعہ حرہ

Marfat.com

ہے جو یزید کے دور میں ہوا۔

یزید کے بارے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ

☆...... فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۲۳ حضرت امام رضی اللہ تعالی کی شہادت پر یزید پلید راضی ہوا اور آپ کی شہادت پر خوش ہوا اور اس نے اہل بیت اور خاندانِ رسول ﷺ کی اہانت کی تو جن علماء کے نزدیک یہ ثابت ہوا یہ روایات مرجح ہیں تو ان علماء نے یزید پر لعن کیا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل اور مراسی جو فقہائے شافعی سے ہوئے ہیں اور دیگر علمائے کثیر نے یزید پلید پر لعن کیا اور شمر اور ابن زیاد پر لعن کرنا قطعی طور پر جائز ہے۔ فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۲۵ میں ہے: اہل بیت کی محبت فرائض ایمان سے ہے اور محبت اہل بیت سے ہے کہ مروان علیہ اللعنۃ کو برا کہا جائے اور اس سے دل سے بیزار رہنا چاہیے علی الخصوص اس نے نہایت بدسلوکی کی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی اور اہل بیت کے ساتھ اور کامل عداوت ان حضرات سے رکھتا تھا اس خیال سے اس شیطان سے نہایت ہی بیزار رہنا چاہیے۔ فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۲۷ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے۔

تحفہ اثناعشریہ اردو صفحہ ۸ شام وعراق کے بدبختوں نے ناپاک یزید کے کہنے اور اہل عناد کے سردار ابن زیاد کے اکسانے پر امام ہمام کو شہید کیا۔

تحفہ اثناعشریہ صفحہ ۷، اب تک فرقہ سبیہ شیعہ کے لوگ فرقہ نواصب اور فرقہ اہل سنت میں فرق وتمیز نہیں کرتے بلکہ ہر دو کو ایک جانتے ہیں حالانکہ یہ فرقہ اہل سنت جناب مرتضی کے شیعہ خاص میں سے ہیں خاندان نبوی پر دل وجان سے فدا ہیں۔ نواصب

Marfat.com

(یزید کو امیر المومنین ماننے والوں) کو نہایت بدزبان کتوں اور خنزیروں کے ہم مرتبہ جانتے ہیں۔ سر الشہادتین صفحہ ۳۶ میں شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں: جب یزید پلید قتلِ حسین اور ہتک حرمت اہل بیت نبوی ﷺ سے فارغ ہوا تو اس غرور سے اس کی شقاوت اور فساوت اور زیادہ ہوئی چنانچہ زنا اور لواطت اور بھائی کا بہن سے نکاح اور سود وغیرہ منہیات شرعیہ کو اس نے اپنے عہد میں اعلانیہ رواج دیا اور مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ واسطے تاخت تاراج مدینہ منورہ کے بھیجا تین دن تک اس شہر کے رہنے والے قتل اور لوٹ مار میں گرفتار رہے اور سات سو صحابی قریشی صاحب وجاہت اور عوام الناس اور لڑکے ملا کے دس ہزار آدمیوں سے زیادہ کو شہید کیا اور لڑکوں کو بند کر لیا اور عورتوں کو شہر والوں پر مباح کر دیا۔ ام المومنین ام سلمہ کا گھر لوٹ لیا اور مسجد نبوی کے ستونوں سے گھوڑے باندھے۔ چنانچہ گھوڑوں سے منبر اور قبر شریف کے درمیان کا حصہ پیشاب اور لید سے نجس کیا اور تین دن تک مسجد شریف میں لوگ نماز سے مشرف نہ ہو سکے اور کیا کیا کچھ اعمال قبیح کہ اس مسجد اقدس اور شہر مطہر میں یزید والوں نے نہیں کئے کہ زبان و قلم کی اس کی تفصیل سے عاجز ہے اور منجنیق سے کعبہ معظمہ سنگسار کیا اور صحن حرم محترم کا پتھروں سے بھر گیا اور ستون مسجد حرام کے ٹوٹ گئے اور لباس خانہ کعبہ کو جلا دیا۔

امام یوسف نبہانی کا یزید لعین کے بارے فیصلہ

☆...... برکاتِ آل رسول صفحہ ۱۵۵ میں فرماتے ہیں امام احمد بن حنبل یزید کے کفر کے قائل ہیں اور تجھے ان کا فرمان کافی ہے ان کا تقوی اور علم اس امر کا متقاضی ہے کہ

Marfat.com

انہوں نے یہ بات اس لئے کہی ہوگی کہ ان کے نزدیک ایسے امور صریحہ کا یزید لعنہ سے صادر ہونا ثابت ہوگا جو موجب کفر ہیں اس معاملہ میں ایک جماعت نے ان کی موافقت کی مثلاً ابن جوزی وغیرہ رہا اس کا فسق تو اس پر اتفاق ہے بعض علماء نے خاص اس کا نام سے لعنت کو جائز قرار دیا ہے۔ صفحہ ۱۵۳ پر لکھا ابن حجر فرماتے ہیں صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی فرمایا کرتے تھے بالغرض اگر میں حضرت امام حسین سے جنگ والوں میں ہوتا پھر مجھے جنت میں داخل کر دیا جاتا تو مجھے محبوب خدا ﷺ کے رخ انور کی طرف دیکھنے میں حیا آتی۔

علامہ عبدالحی دیوبندی کا فیصلہ

☆...... فتاویٰ عبدالحی مطبوعہ لاہور صفحہ ۴۲ جلد ۲ اہل سنت کے نزدیک قبائح یزید تو البتہ قابل ملامت ہیں باقی قبائح ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ہندہ کے ان کے اسلام سے سب محو ہو گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقاتلے خطائی الاجتہاد پر محمول ہیں ان تینوں کو برا کہنا درست نہیں۔

مجموعہ فتاویٰ عبدالحی صفحہ ۸ (ترجمہ وخلاصہ عبارت) یزید کی اطاعت پر مسلمانوں کا کب اتفاق ہوا صحابہ کی ایک بڑی جماعت اور اولادِ صحابہ اس کی اطاعت سے خارج تھے اور باقی صحابہ نے جب اس کی حرکات شراب پینا، ترک نماز، زنا کرنا اور محارم (ماں بہن ،بیٹی) سے نکاح حلال کرنا ملاحظہ کیا تو بیعت اطاعت توڑ دی۔ بعض لوگ کہتے ہیں یزید لعنہ نے حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم نہ دیا تھا اور نہ قتل پر راضی تھا اور نہ قتل کے بعد خوش ہوا۔ ان کا یہ سخن بھی باطل ہے۔

Marfat.com

علامہ تفتازانی نے علم عقائد کی کتاب شرح عقائد نسفی میں لکھا: حق یہ ہے کہ یزید قتل حسین پر راضی تھا اور اہانت اہل بیت پر اس نے خوشی کا اظہار کیا۔ بعض حضرات کہتے ہیں حسین علیہ السلام کا قتل گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں لعنت کفار کے لئے مختص ہے یہ لوگ اتنا نہیں جانتے کہ کفر ایک طرف رسول کو ایذاء دینا کیا ثمرہ رکھتا ہے ارشاد خداوندی ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا و آخرت میں لعنت کی ہے اور ان سے ذلت آمیز عذاب کا وعدہ کیا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں خاتمے کا حال معلوم نہیں شاید اس نے کفر سے توبہ کر لی ہو۔

جواباً گذارش ہے: توبہ کا محض احتمال ہے اور اس بدبخت نے جو برے کام کیے قتل حسین اور اہانت اہل بیت کسی اور بدبخت نے نہیں کئے قتل حسین اور اہانت اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب اور اہل مدینہ کے قتل کے لئے اس نے لشکر بھیجا واقعہ حرہ میں مسجد نبوی تین دن تک بے اذان و نماز رہی اس کے بعد مکہ معظّمہ پر لشکر کشی کی انہی بد مشاغل کے دوران مردود مر گیا۔ اس کے بیٹے معاویہ نے برسر منبر اپنے باپ یزید کی برائی بیان کی۔ سلفِ صالحین میں سے بعض بے باکانہ اس کے لئے لعنت تجویز کرتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور اسی جیسے اور بزرگوں نے اس پر لعنت کی ہے ابن جوزی جو کہ حفظ سنت و شریعت میں کمال عصبیت رکھتے ہیں نے اپنی کتاب میں سلف سے اس پر لعنت نقل کی ہے۔ علامہ تفتازانی نے کمال جوش و خروش سے اس پر لعنت نقل کی ہے اور اس کے اعوان و انصار پر لعنت کی ہے۔

Marfat.com

تاریخ اسلام مصنفہ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی صفحہ ۲۹۰ جلد ا میں ہے: قسطنطنیہ پر حملہ کے وقت سپہ سالار امیر لشکر سفیان بن عوف تھے۔ صفحہ ۴۹۳ پر ہے: یزید ابتدا ہی سے لہو ولعب میں مشغول رہنے والا تھا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی کا فیصلہ

☆ ...... مکتوبات امام ربانی جلد نمبر ا مکتوب نمبر ۲۵۱: یزید سعادت توفیق سے محروم اور زمرۂ فساق میں داخل ہے۔

خود یزید کے بیٹے کی شہادت

☆ ...... الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۳۴ میں امام ابن حجر مکی نے لکھا یزید کے بیٹے معاویہ بن یزید نے کہا میرے باپ (یزید) نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل ہی نہ تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے سے نزاع کی آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور نسل ختم ہوگئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی ذمہ داری لے کر دفن ہوگیا یہ کہہ کر وہ رونے لگا جو بات ہم پر سب سے گراں ہے تو وہ یہی ہے کہ اس کا برا انجام اور بری عاقبت سے ہمیں معلوم ہے اس نے رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کو قتل کیا شراب کو حلال کیا اور بیت اللہ کو ویران۔

حسین سے لڑائی رسول سے لڑائی ہے

☆ ...... مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۰ جلد ۲ میں بحوالہ ترمذی ہے: سرکار علیہ السلام نے فرمایا حضرت زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ عنھم کے بارے میں فرمایا جو ان سے لڑے میری ان سے لڑائی ہے جو ان

Marfat.com

سے صلح کرے میری ان سے صلح ہے۔(معاویہ رضی اللہ عنہ کی حسن رضی اللہ عنہ سے صلح رسول ﷺ سے صلح ہے)(اور یزید لعنہ کی حسین رضی اللہ عنہ سے لڑائی رسول ﷺ سے لڑائی اور ایذاء خدا سے لڑائی اور ایذاء ہے خدا اور رسول ﷺ کو ایذا دینا موجب لعنت ہے)

شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۴۷ طبع مصری میں ہے: یزید قتل حسین پر راضی اور خوش تھا۔

یزید ابتر ہے:۔ حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۷ جلد ۸ میں لکھتے ہیں: یزید کے پندرہ لڑکے اور پانچ لڑکیاں سب ایسے ختم ہوئے کہ یزید کی نسل میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ بچا۔ سو بلا شبہ واقعہ حرہ اور قتل حسین کے بعد یزید کو ڈھیل نہ دی گئی مگر ذرہ سی تا آنکہ حق تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا جو اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی ظالموں کو ہلاک کرتا رہا ہے۔ بیشک وہ علیم وقدیر ہے۔ البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۲ جلد ۸ میں ہے: بیشک یزید لعنہ نے مسلم بن عقبہ کو یہ حکم دے کر کہ تین دن تک مدینہ منورہ کو تباہ و تاراج کیجیو۔ فحش غلطی کی، یہ نہایت ہی بڑی اور فحش خطا ہے اور اس کا قتل اور شامل ہو گیا اور سابق میں گزر چکا کہ عبداللہ ابن زیاد کے ہاتھوں حسن اور ان کے اصحاب کو شہید کر دیا گیا اور ان تین دنوں میں مدینہ منورہ میں وہ عظیم مفاسد برپا ہوئے کہ جو حد وشمار سے باہر ہیں اور جس کا بیان کرنا بھی ممکن نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا پورا علم کسی کو نہیں۔ یزید لعنہ نے تو مسلم بن عقبہ کو بھیج کر اپنی بادشاہی اور سلطنت کو مضبوط کرنا چاہا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اب ملا نزاع کے اس کے ایام سلطنت کو دوام نصیب ہو گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد کو الٹ کر اسے سزا دی اس کی ذات عالی یزید اور اس کی خواہش کے درمیان حائل ہوگئی۔(کہ اس کی تمنا پوری نہ ہو سکی) چنانچہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

جوظالموں کی کمر توڑ کر رکھ دیتا ہے اس کی کمر بھی توڑ ڈالی اور اسی طرح اس کو دھر پکڑا جس طرح کہ ہر چیز پر غالب اور اقتدار والا پکڑا کرتا ہے اور ایسی ہی تیرے رب کی پکڑ ہے۔

البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۱ جلد ۸ میں ہے: سب لوگوں کا میلان سبطِ حسین رضی اللہ عنہ ہی کی طرف تھا کیونکہ وہی سید کبیر اور سبطِ رسول اللہ ﷺ تھے اور اس وقت روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو فضائل وکمالات میں آپ کا مقابلہ یا برابری کر سکے لیکن یزیدی حکومت ساری کی ساری آپ کی دشمنی پر اتر آئی تھی۔

یزید پلید کا قتل حسین کے لئے حکم

☆......تاریخ الطبری صفحہ ۳۳۸ جلد ۵ میں ہے: یزید نے گورنر مدینہ ولید بن عقبہ کو لکھا بیعت کے سلسلہ میں حسین رضی اللہ تعالی عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پوری سختی کے ساتھ پکڑے اور جب تک یہ لوگ بیعت نہ کرلیں انہیں رخصت نہ ملنے پائے۔

مروان کا مشورہ:۔ اخبار الطوال صفحہ ۲۷ میں ہے: مروان نے گورنر مدینہ کو مشورہ دیا تم پر لازم ہے کہ اسی وقت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوا لو اگر وہ دونوں بیعت کرلیں تو خیر ورنہ دونوں کی گردنیں ماردو۔ تاریخ طبری صفحہ ۳۴۰ جلد ۵: اس شخص (حسین رضی اللہ عنہ) کو قید کر اور جب تک یہ بیعت نہ کرے یا اس کا سر نہ قلم کر دیا جائے یہ تیرے پاس سے نکلنے نہ پائے۔

حسین رضی اللہ عنہ کا اصلی قاتل

Marfat.com

☆...... امام ابن حزم ظاہری نے اپنی کتاب جمہرۃ انساب العرب صفحہ ۱۱۲ (جس کے حوالے اکثر عباسی یزیدی نے اپنی کتاب خلافت معاویہ ویزید میں دیئے ہیں) صاف تصریح کی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اصل قاتل یزید ہے کہ اس کے حکم سے امام کی شہادت عمل میں آئی۔اس دور کے ناصبی اب یزید کو اس خون سے بری ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں حالانکہ اصل قاتل یہی پلید ہے۔

ایک دیوبندی مولوی کا فیصلہ:۔عبدالرشید نعمانی دیوبندی اپنی کتاب ''حادثہ کربلا کا پس منظر'' صفحہ ۲۴۶ میں لکھتا ہے: تمام اہل سنت اسی پر متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے اور جولوگ ان سے برسر جنگ رہے وہ خطا پر تھے۔حضرت معاویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کر کے (اجتہادی) غلطی کی اور وہ (معاویہ) خلیفہ راشد نہ تھے۔ان کا بیٹا مزید ظالم و جابر حکمران تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن زبیر اور وہ تمام صحابہ کرام جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے اور جنہوں نے یزید کے تسلط واقتدار کو برہم کرنے کی کوشش کی وہ سب حق کے داعی اور خیر کے علمبردار تھے۔صفحہ ۲۵۱ پر لکھا: یزید کی شخصیت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ علمائے اہل سنت میں اس پر تو اتفاق ہے کہ وہ فاسق و ظالم تھا البتہ اختلاف ہے تو اس بارے میں ہے کہ اس کو کافر قرار دیا جائے یا نہیں (بعض علماء کافر کہتے ہیں) اور اس پر لعنت کرنا روا ہے یا اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے (اکثر علماء جواز لعن کے قائل ہیں) اب ایسے شخص کو جنتی جتانا اور اس کی تعریف کے گُن گانا ضلالت نہیں تو اور کیا ہے؟

Marfat.com

شیخ محقق دہلوی کا فیصلہ

☆...... شاہ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان صفحہ ۵ ۷ میں فرماتے ہیں: یزید ہمارے نزدیک تمام انسانوں میں مبغوض ترین ہے جو کام کہ اس بد بخت منحوس نے اس امت میں کئے ہیں کسی نے نہیں کئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے اور اہل بیت کی اہانت کے بعد اس نے مدینہ منورہ کو تباہ و برباد کرنے اور اہل مدینہ کو قتل کرنے کے لئے لشکر بھیجا اور جو صحابہ و تابعین وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور مدینہ طیبہ کو برباد کرنے کے بعد مکہ معظمہ کو منہدم کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر اس اثناء میں جب کہ مکہ معظمہ محاصرہ کی حالت میں تھا وہ دنیا سے جہنم میں چلا گیا۔

امام غزالی کے بارے ایک شبہ کا جواب

ناصبی کہتے ہیں امام غزالی یزید کو اچھا سمجھنے کی بنا پر لعنت نہیں کرتے۔ جواباً گذارش ہے :ناصبیوں کے اس شبہ کے جواب میں حافظ محمد بن ابراہیم وزیر یمانی الروض الباسم صفحہ ۲۴۲ جلد ۲ طبع مصری میں فرماتے ہیں اور جب ابن خلکان نے حافظ عماد الدین کیا ہراسی کے اس فتویٰ کو نقل کیا (جس میں یزید پر لعنت کی اجازت دی گئی ہے) تو اس کے بعد غزالی کا ایک فتویٰ بھی نقل کیا جو اس امر کا شاہد ہے کہ غزالی قتل حسین کے حق بجانب ہونے میں یزید لعنہ کی حمایت سے بری ہیں انہوں نے تو صرف دو مسئلوں پر بحث کی ہے: جن کا اس بات سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ ایک یہ ہے کسی پر لعنت کرنا درست نہیں اس میں یزید کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ ہر فاسق اور کافر کے بارے میں ان کی یہی رائے ہے۔ وہ

Marfat.com

تو ابلیس پر بھی لعنت کرنے کو جائز نہیں کہتے اور نہ کسی کافر معین پر لعنت کو روا رکھتے ہیں پھر یزید پلید پر لعنت کرنے کو کیوں کہیں گے؟ ان کے نزدیک ہر حال میں مومن کا ذکر الٰہی میں مشغول ہونا اولیٰ ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر از عبدالرشید نعمانی دیوبندی صفحہ ۲۵۸)

کسی پر لعنت نہ کرنا اور بات ہے اور اس کا اچھا ہونا اور بات ہے۔ امام غزالی کے نزدیک بھی یزید لعنہ اچھا آدمی نہیں تھا بلکہ وہ کسی کے لئے بھی لعنت کے قائل نہیں چاہے کافر ہو یا فاسق۔

شیخ محقق کا ایک اور فیصلہ در بارہ لعن بر یزید

☆...... تکمیل الایمان صفحہ ۰۷ میں لکھتے ہیں: ہم ایسی بات ایسے اعتقاد سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے یزید لعنہ امام اور امیر ہو اس کے امیر ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق کب ہوا؟ صحابہؓ کی جماعت اور صحابہ زادے جو اس کے دور حکومت میں موجود رہے اس کی جماعت سے خارج اور اس کی خلافت کے منکر تھے ہاں اہل مدینہ کی ایک جماعت بجبر و اکراہ اس کے پاس شام گئی تھی اور یزید لعنہ نے ان کو بڑے انعام اور لذیذ دعوتوں سے نوازا بھی۔ لیکن یہ حضرات جب اس کا حال قباحت مال دیکھ کر مدینہ منورہ واپس ہوئے تو اس کی بیعت توڑ دی اور صاف بتا دیا کہ وہ دشمن خدا تو مے نوش ہے۔ تارک صلوٰۃ، زانی، فاسق، فاجر اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے والا ہے اور بعض ناصبی لوگ کہتے ہیں کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالی کے قتل کا حکم ہی نہیں دیا اور نہ ہی آپ کے قتل کی

Marfat.com

شہادت پر خوش ہوا اور نہ اس پر اس نے کچھ خوشی کا اظہار کیا ان کی یہ بات بھی مردود اور باطل ہے کیونکہ اہل بیت نبوی سے اس بدبخت کی عداوت اور ان حضرات کے قتل پر اس کا خوشیاں منانا اور خاص طور سے ان حضرات کی تذلیل واہانت کرنا تو انکار محض بناوٹ اور زبردستی اور بعض (ناصبی) یہ کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالی کا قتل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ کسی مومن کا ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ ہی ہے اور تکفیر ولعنت تو کافروں کے ساتھ مخصوص ہے اور افسوس مجھے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب باتیں بتانے والے ان احادیث نبوی کے بارے میں جو کہ اس پر ناطق ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا اور ان کی اولاد کی ایذا واہانت اور ان سے بغض اور عداوت خود رسول اللہ ﷺ کی ایذا واہانت ہے اور آپ ﷺ سے بغض کا موجب ہے کو کیا کہتے ہیں۔

حالانکہ ایسا کرنا تو بموجب آیت کریمہ:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا

(الاحزاب آیت ۵۷)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی اور ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

بلاشک کفر کا سبب ہے جس کی بنا پر لعنت اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا واجب ہو جاتا ہے۔

علماء سلف اور اعلام امت میں ہے: امام احمد بن حنبل اور ان جیسے حضرات شامل ہیں یزید پر لعنت کی ہے اور محدث ابن جوزی کہ جو سنت وشریعت کی پاسداری میں پوری شدت اور سرگرمی دکھاتے ہیں اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کو سلف سے نقل

Marfat.com

کرتے ہیں۔

امام اعظم کے نزدیک یزید پر لعنت جائز ہے

☆ ...... دیوبندی مولوی عبدالرشید نعمانی اپنی تصنیف حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۳۳۶ میں فتاویٰ عزیزیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۰۰ جلد ا کے حوالے سے لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ سے یزید پر لعنت کے بارے میں توقف کی تصریح ثابت نہیں بلکہ ان سے جو کچھ منقول ہے وہ تعارض روایات کے وقت توقف کا قول ہے۔ یزید کے بارے میں خود ان کی تصریح آگے آرہی ہے کہ اس پر لعن جائز ہے۔ بلفظہٖ۔

امام سیوطی کا فیصلہ

☆ ...... تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں: جب امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی شہید کر دیئے گئے تو ابن زیاد لعنہ نے ان شہداء کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا اول تو اس پر بہت خوش ہوا پھر جب مسلمانوں نے اس وجہ سے اس پر پھٹکار شروع کی اور اس سے نفرت کرنے لگے تو اس نے اظہارِ ندامت کیا اور مسلمانوں کو تو اس سے نفرت کرنا ہی چاہیے تھی۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ

☆ ...... تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۳ طبع لکھنو میں لکھتے ہیں اور بعض (بدبخت) لوگ انبیاء اور پیغمبر زادوں تک کو قتل کر دیتے ہیں جیسے کہ یزید لعنہ اور اس کے اخوان (معنوی بھائی یعنی ساتھی) (اولاد پیغمبر کو قتل کرنے والے) ہوئے ہیں۔

Marfat.com

''ناصبیوں یزیدیوں کے سر پر ایٹم بم''

☆......شاہ عبدالعزیز کی رائے ان کے شاگرد مولانا سلامت اللہ صاحب کشفی تحریر الشہادتین صفحہ ۹۶،۹۷ میں نقل کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید پلید ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالی کے قتل کا حکم دینے والا ہے اور اس پر راضی اور خوش تھا اور یہی جمہور اہل سنت و جماعت کا مختار مذہب ہے۔ چنانچہ معتمد علیہ کتابوں میں جیسے مرزا محمد بدخشی کی مفتاح النجا اور ملک العلماء قاضی شہادت الدین دولت آبادی کی مناقب السادات اور علامہ سعد الدین تفتازانی کی شرح عقائد نسفیہ اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی تکمیل الایمان اور ان کے علاوہ دوسری معتبر کتابوں میں مع دلائل وشواہد مذکور ومرقوم ہے اور اسی لئے اس ملعون پر لعنت کے روا ہونے کو قطعی دلائل اور روشن براہین سے ثابت کر چکے ہیں اور راقم الحروف مولانا سلامت اللہ الدین اور ہمارے اساتذہ صوری ومعنوی نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے وہ بھی یہی ہے کہ یزید ہی قتلِ حسین کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا اور وہ لعنت ابدی اور وبال ونکال سرمدی کا مستحق ہے اور اگر سوچا جائے تو اس ملعون کے حق میں صرف لعنت ہی پر اکتفا کرنا ہی ایسی کوتاہی ہے کہ اس پر بس نہیں کرنا چاہیے چنانچہ استاذ البریہ صاحب تحفہ اثناعشریہ (شاہ عبدالعزیز نے رسالہ حسن العقیدہ کے حاشیہ میں جملہ علیہ مایستحقه پر جو تعلیق (نوٹ) لکھا ہے اس میں افادہ فرماتے ہیں کہ علیہ مایستحقه لعنت سے کنایہ ہے اور یہ بات کہ کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے عربیت کا مشہور قاعدہ ہے اس کے ساتھ مایستحقه کے ابہام میں اس پر تشنیع اور اس کی حد درجہ خرابی جو پوشیدہ

Marfat.com

ہے وہ صراحۃً لعنت کے استعمال سے فوت ہو جاتی ہے چنانچہ آیت کریمہ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ کی تفسیر سے اس کا بیان آتا ہے اور حق یہ ہے کہ یزید کے حق میں محض لعنت پر اکتفا کرنا کوتاہی ہے اس لئے کہ اس قدر تو مطلق مومن کے قتل کی سزا ہی مقرر کر چکے ہیں ارشادِ الٰہی ہے۔ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ترجمہ: اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو عمداً تو اس کی سزا جہنم ہے۔ اس میں ہمیشہ پڑا رہے گا اور اللہ کا اس پر غضب ہو اور اللہ نے لعنت کی اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا اور یزید نے تو اس عمل کے ارتکاب میں وہ زیادتی کی ہے جو دوسرے کو میسر ہی نہ ہو سکی اس لئے اس زیادتی کو بجز اس کے استحقاق کے اور کسی امر پر حوالہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ انسان کا علم اس کے خصوصی استحقاق کی معرفت سے عاجز ہے۔

دیوبندی عالم کی رپوٹ عبدالرشید نعمانی دیوبندی کتاب ''حادثہ کربلا کا پس منظر'' صفحہ ۳۶۹ میں لکھتا ہے: کربلا میں جو مظالم کئے گئے ان کی بنا پر شاہ عبدالعزیز کے نزدیک یزید حق تعالیٰ کے اس قدر قہر و غضب کا حقدار ہے کہ اس کو دیکھتے ہوئے اس پر لعنت کرنا تو کچھ بھی نہیں لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس کے معاملہ کو حق تعالیٰ کے سپرد کر کے اس کے بارے میں یوں کہنا چاہیے علیہ ما یستحقہ کیونکہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ وہ اس کے کس قدر و غضب کا مستحق ہے۔ بعض علماء کی لعنت سے روکنے کی وجہ یہ نہیں کہ یزید اچھا تھا ازالۃ الخفاء فی رد کشف الغطا صفحہ ۴۵، ۴۶ میں مولانا غلام ربانی لکھتے ہیں: اور ظاہر ہے کہ لعن طعن کرنے سے اس کے وبال میں کمی آتی ہے جس کے بارے میں لعن طعن

Marfat.com

کیا جاتا ہے لہٰذا زبان کو لعنت سے آلودہ نہیں کرتے اور تخفیفِ عذاب کے سبب یزید پلید کی روح کو شاد نہیں کرتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اسی طرح گناہوں کا بوجھ لدے لادے کمر شکستہ ہی رہے۔ (دوسری وجہ) شرح مقاصد صفحہ ۳۰۷ جلد ۲ طبع قسطنطنیہ میں امام تفتازانی فرماتے ہیں: پھر اگر یہ کہا جائے کہ بعض علماء شوافع ایسے بھی ہیں جو یزید پر لعنت کرنے کی اجازت نہیں دیتے حالانکہ ان کو علم ہے کہ وہ لعنت سے بھی بڑھ کر اور زیادہ وبال کا مستحق ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ منع کرنا اس احتیاط کی بنا پر ہے کہ کہیں یہ مسئلہ ترقی کر کے اعلیٰ سے اعلیٰ تک نہ پہنچ جائے جیسا کہ روافض کا شعار ہے۔

امام احمد بن حنبل کا ارشاد بحوالہ دیوبندی عالم کی کتاب حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۳۷۱ کوئی بھی شخص جس کا ایمان اور روز آخرت پر ہے بھلا یزید سے محبت کر سکتا ہے؟ آخر اس بدبخت پر کیوں لعنت نہ کی جائے جس پر حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے کیا یہی وہی نابکار نہیں ہے جس نے اہل مدینہ پر وہ ظلم توڑا جو بیان سے باہر ہے۔

امام اعظم و دیگر علمائے احناف لعنِ یزید کے قائل ہیں۔ ۱۔ یزید پلید پر لعن کے سلسلہ میں امام احمد کی جو رائے (یعنی یزید پر لعنت جائز ہے) وہی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے مطالب المومنین میں منقول ہے۔ ملاحظہ ہو زہر الشاب والشیبہ عن ارتکاب الغیبۃ از مولانا عبدالحی فرنگی محلی صفحہ ۲۰۔ طبع ۱۳۹۸ھ شائع کردہ مکتبہ عارفین کراچی۔ ۲۔ اکابر حنیفہ میں امام ابوبکر احمد بن علی الرازی جنہوں نے ہمیشہ امام ابوحنیفہ کے قول کو دوسرے کے قول پر ترجیح دی (ملاحظہ ہو الاختیار صفحہ ۱۴۳ جلد ۲) نے احکام القرآن میں یزید کو لعین ہی لکھا۔ ۳۔ امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری حنفی خلاصۃ الفتاویٰ صفحہ

Marfat.com

۳۹۰ جلد ۴ میں لکھتے ہیں: میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین مغاری سے سنا ہے وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے فرماتے ہیں لاباس باللعن علی یزید۔ یعنی یزید پر لعنت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ۴۔ ابن بزاز کردری حنفی فتاویٰ بزازیہ برحاشیہ عالم گیری صفحہ ۳۴۴ جلد ۶ میں فرماتے ہیں: یزید اور اسی طرح حجاج پر لعنت کرنا جائز ہے اور امام قوام الدین صغاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ کردری کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت نیز اس کی گھناؤنی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جس کی تفصیلات معلوم ہیں لعنت ہی کی جائے گی۔ خواجہ محمد یار نقشبندی کے نزدیک یزید ابتر ہے۔ فصل الخطاب میں فرماتے ہیں خدا نے یزید اور اس کی نسل سے ایک شخص بھی باقی نہ چھوڑا کہ جو گھر کو آباد رکھے اور اس میں دِیا جلا سکے اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے کہ جس نے اپنے حبیب سے فرمادیا تھا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ بیشک جو تیرا دشمن ہے وہ ابتر وہ ہر خیر سے محروم دُم کٹا (لاولد) ہے۔ (الفصل فی الملل والا ھوا والنحل صفحہ ۱۰۵ جلد ۴ میں ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں: امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک یزید کی بیعت بیعت ضلالت تھی۔ امام عالی مقام نے کبھی بھی یزید سے بیعت کرنے کا ارادہ بھی نہیں فرمایا۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۲ جلد ۴ طبع مصری میں ہے: عقبہ بن سمعان سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے سات مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک برابر ساتھ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک کہیں جدا نہ ہوا۔ میں نے یوم شہادت تک آپ کی وہ تمام گفتگوئیں سنی ہیں جو آپ نے لوگوں سے فرمائی ہیں۔ سو

Marfat.com

واللہ بخدا یہ بات آپ نے لوگوں کے سامنے رکھی ہی نہیں جس کا لوگ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں گے اور اس سے بیعت کرلیں گے۔ (معاذ اللہ) مؤرخ خضری کی تحقیق۔ محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ صفحہ ۱۲۸ جلد ۴ میں ہے: یہ بات صحیح نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدی لشکر کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ بیعت کے لئے یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے لئے تیار ہیں مگر ان لوگوں (کوفیوں) نے آپ کی پیشکش قبول نہ کی۔ اجماع اہل سنت۔ علامہ عبدالحی بن حماد حنبلی شذرات الذہب صفحہ ۶۸ جلد ا طبع مصری میں لکھتے ہیں: علمائے حق (اہل سنت) کا اس پر اجماع ہے کہ جناب مولا علی اپنے مخالفین سے قتال کرنے میں حق پر تھے کیونکہ آپ خلیفہ برحق تھے نیز اس پر بھی اجماع اور اتفاق منقول ہے کہ حضرت امام حسین کا خروج یزید کے خلاف اور ابن زبیر اور اہل حرمین کا بنی امیہ کے خلاف اور ابن الاشعث اور ان کے ساتھ کبار تابعین اور بزرگان مسلمین کا خروج حجاج کے خلاف مستحسن تھا۔ پھر جمہور کی رائے یہ ہے کہ یزید اور حجاج جیسے ظالم اور فاسق حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا جائز ہے۔ ترمذی کے حوالہ سے مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۰ جلد ۲ میں ہے: حسین کا شمار ان چودہ صحابہ میں سے ہے جو نقیب اور رقیب ہیں ان چودہ بزرگوں کی نجات و عقابت کے اعتبار سے وہ امتیاز و خصوصیت حاصل ہے جو اوروں کو نہیں ہے۔ حافظ ابن حزم کا فیصلہ۔ الفصل صفحہ ۱۶۹ جلد ۴ طبع مصری میں ہے: صحابہ و تابعین سے جن حضرات نے بھی یزید لعنہ ولید اور سلیمان کی بیعت سے انکار فرمایا وہ صرف اس بنا پر تھا کہ یہ ناپسندیدہ لوگ تھے۔

Marfat.com

حضرت فاتح کرب و بلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مظہرِ شانِ خدا ہے فاتِح کرب و بلا
عکسِ نورِ مصطفیٰ ہے فاتِح کرب و بلا

نورِ جانِ فاطمہ ہے فاتِح کرب و بلا
وارث شبّر خدا ہے فاتِح کرب و بلا

روشنی مطلوب ہو تو اس کی جانب دیکھ لو
اک مینارہ نور کا ہے فاتِح کرب و بلا

سالکانِ علم و عرفاں اُس کے در سے فیضاب
خواجہء اہل صفا ہے فاتِح کرب و بلا

چشمہ مہر و وفا ہے فاتِح کرب و بلا
مفلسوں کا آسرا ہے فاتِح کرب و بلا

حضرت نیّر نے لکھی ہے یہ تحقیقی کتاب
اور نام اس کا رکھا ہے "فاتِح کرب و کربلا"

اہل بیت پاک ہیں گویا سفینہ نوح کا
اے سعیدی نا خدا ہے فاتِح کرب و بلا

صلاح الدین سعیدی

Marfat.com

بحضور سید کربلا

معین نظامی

یارب طفیلِ خونِ شہیدانِ کربلا
دے ہم کو صبر و عزم جوانانِ کربلا
ہرگز جھکے نہ سر کبھی باطل کے سامنے
بھولے ہمیں نہ اسوۂ سلطانِ کربلا
جذبوں پہ انحصار ہے فتح و شکست کا
سوچو ذرا کہ کتنا تھا؟ سامانِ کربلا

Marfat.com

میں جا رہا ہوں پاؤں برہنہ لیے ہوئے
لب تشنہ ہوں گے خارِ مغیلان کربلا

اسلام زندہ ہوگیا جہدِ امام سے
مومن نہیں ہے منکرِ احسان کربلا

کٹتے رہیں گے دین کی ناموس پر گلے
مہکے گا تابہ حشر گلستانِ کربلا

لگتے رہیں گے زخم صداقت کے جسم پر
ہوگا رفو نہ چاکِ گریبانِ کربلا

سجتے رہیں گے سینہء لالہ پہ داغِ دل
ہوتا رہے گا یونہی چراغانِ کربلا

بہتا رہے گا ریت پہ معصوم کا لہو
پھولوں سے خالی ہوگا نہ دامانِ کربلا

اسلام ہے نشانہ ستم ہائے کفر کا
درپیش کس جگہ نہیں میدانِ کربلا

ایمان ہے محبتِ آلِ نبی معین
ہوں خاکِ کوچہ شہِ ذیشان کربلا

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ

وہی حسین محمد کا جو نواسہ تھا
وہی حسین جو شیرِ خدا کا بیٹا تھا
وہی حسین کہ جس سے تھی آبروئے جہاں
وہی حسین جو حق پر تھا صاف سچا تھا
وہی حسین وہ عظمت کا، رفعتوں کا سفیر
وہی حسین جو دوش نبی پہ بیٹھا تھا
وہی حسین جو تھا صاحب جلال و جمال
رسولِ پاک نے جس کی جبیں کو چوما تھا
وہی حسین کہ خطبے کو چھوڑ کر جس کو
رسولِ پاک نے جا کر گلے لگایا تھا
وہ کہ نطقِ رسالت نے جس کے بارے میں
حسین مجھ سے ہے میں اس سے ہوں سنایا تھا
وہی سرشت میں جس کی تھا شیوۂ تسلیم

Marfat.com

وہی جو جوہرِ صبرورضا کا پتلا تھا
وہی خمیر میں جس کے تھی خوئے صدق وفا
وہی جو اپنے زمانے میں سب سے اچھا تھا
وہ روحِ عظمتِ عزم وثبات وجرأت ہے
وہ اپنے بیٹوں کی لاشوں پہ بھی نہ رویا تھا
جب اس کے خون سے سیراب ہو رہی تھی زمیں
خدا گواہ وہ اس وقت سخت پیاسا تھا
کوئی بھی اس کی طرف سے مقابلے پہ نہ تھا
ہوا شہید تو اس وقت وہ اکیلا تھا
اک امتحانِ وفا وخلوص تھا جس میں
دیارِ کرب وبلا میں وہ پورا اترا تھا
ادھر ہوا تھا ترا سر ترے بدن سے جدا
اُدھر یزید کا ایوان تھرتھرایا تھا
اِدھر زمین پہ ڈوبی تھی تیری نبضِ حیات
اُدھر اُفق پہ نیا انقلاب اُبھرا تھا

معین نظامی

Marfat.com

امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی علیہ ما یستحق کے قلم سے

قبروں کے حالات

احادیث کی روشنی میں

مترجم

علامہ مفتی حافظ شفقات احمد مجددی

قادری رضوی کتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

Phone
0333-4383766
042-7213575

Marfat.com

سفرِ آخرت

اور

ہماری ذمہ داریاں

پروفیسر مولانا خلیل احمد نوری

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com

خطیب پاکستان، پیر طریقت حضرت علامہ

اللہ بخش نیر مجددی سعیدی

کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مضامین کا حسین گلدستہ

مقالات نیر

عنقریب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہا ہے

مکتبہ کریمیہ خضریٰ مسجد جناح مارکیٹ یو بلاک نیو ملتان

Marfat.com

Marfat.com

تحفۃ القادریہ
سیدنا صدیق اکبر
خزینۂ نعت
جہانِ اولیاء
سر الاسرار
بدعت حقیقت
کشف المحجوب
شاہانِ گوجر
انیس الطالبین
انوار مدینہ
حدائق بخشش
قرآن حکیم کا تصورِ نبوت و ولایت
تفریح الخاطر
مناقب الشیخ عبد القادر
تذکرہ مجددین اسلام
اصحاب بدر
معجزات رسول کریم

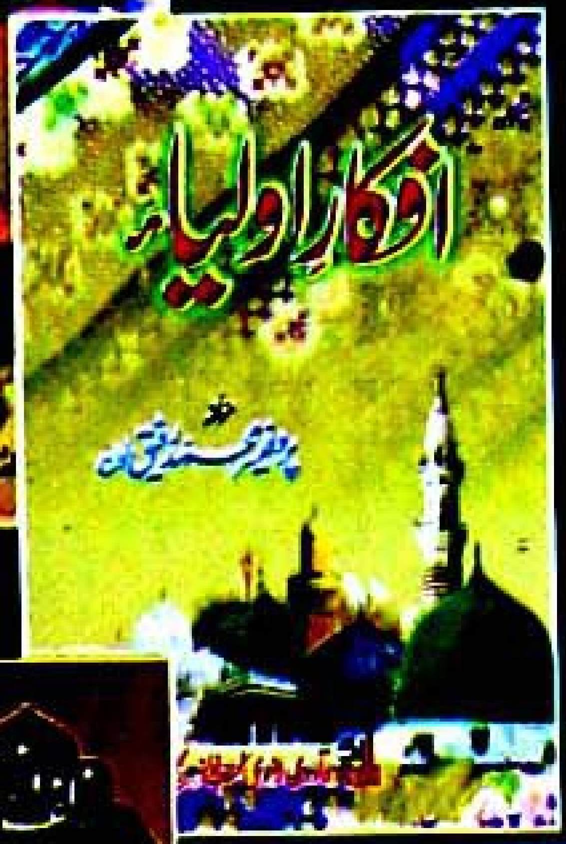

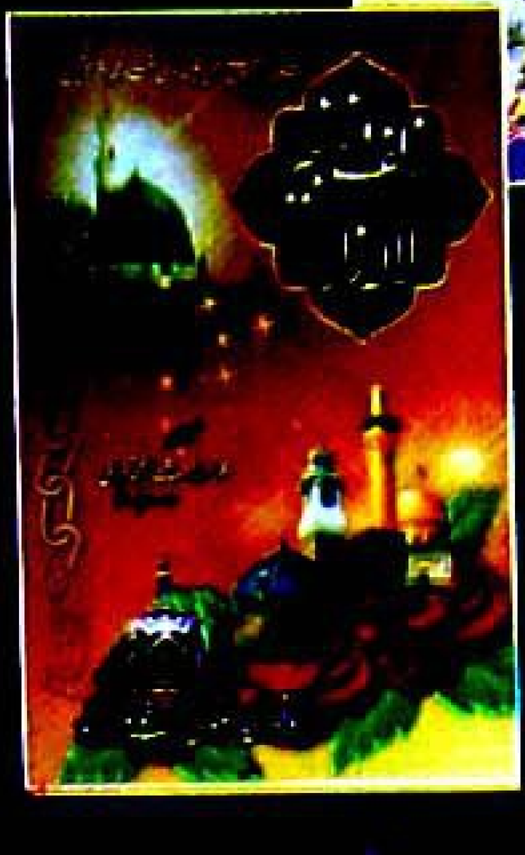

فیوض غوث یزدانی
الفتح الربانی
تذکار میلاد
حیاتِ برزخی کا اثبات
سیرتِ مصطفی
سیرت و خطبات غوث اعظم
شانِ حبیب النعیم
روایات السلم
مولانا نورانی کی بارہ تقریریں
مولانا حافظ خان محمد قادری کی تقریریں
ختم نبوت
امام اعظم کے عقائد
تقویت الایمان
بزرگ
نزہۃ الخاطر الفاتر
امام احمد رضا اور عشق مصطفی
قادری رضوی کتب خانہ
فتوح الغیب
کیا آپ جانتے ہیں؟
جلوۂ حقیقت
شانِ میلادِ مصطفی
چشمۂ علم و حکمت
سیرت غوث اعظم
جہان انبیاء
خطبات الہیہ
رہنمائے نقابت
مکتوبات
شانِ رسول
خطبات مجددیہ
خطبات نورانی
نورانی حکایات
شانِ حبیب الباری
غنیۃ الطالبین
مسلمان کا عقیدہ
تاریخ گوجراں
تذکرۃ الاولیاء
سفر آخرت
ہماری دیگر مطبوعات

Marfat.com